# کشف الصدور فی معجزات الرسول

المعروف

# معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مولانا ابوالحسن
محمد قاسم قادری عطاری

رضویہ پبلی کیشنز



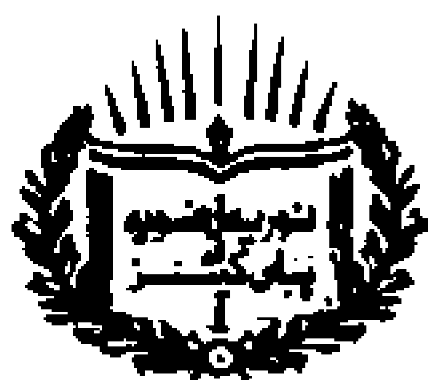

المعروف




مؤلف

مولانا ابو الحسن محمد قاسم قادری عطاری



نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔گنج بخش روڈ، لاہور ✆ 37313885

E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | ـــــــ | کشف الصدور فی معجزات الرسول المعروف معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم |
| مؤلف | ـــــــ | مولانا ابوالحسن محمد قاسم قادری عطاری |
| تعداد صفحات | ـــــــ | ۴۹۶ |
| باراوّل | ـــــــ | ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ جنوری ۲۰۱۳ء |
| باہتمام | ـــــــ | سیّد محمد شجاعت رسول شاہ قادری |
| ناشر | ـــــــ | نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور |
| مطبع | ـــــــ | اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور |
| کمپیوٹر کوڈ | ـــــــ | 1N0147 |
| قیمت | ـــــــ | 380 روپے |

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

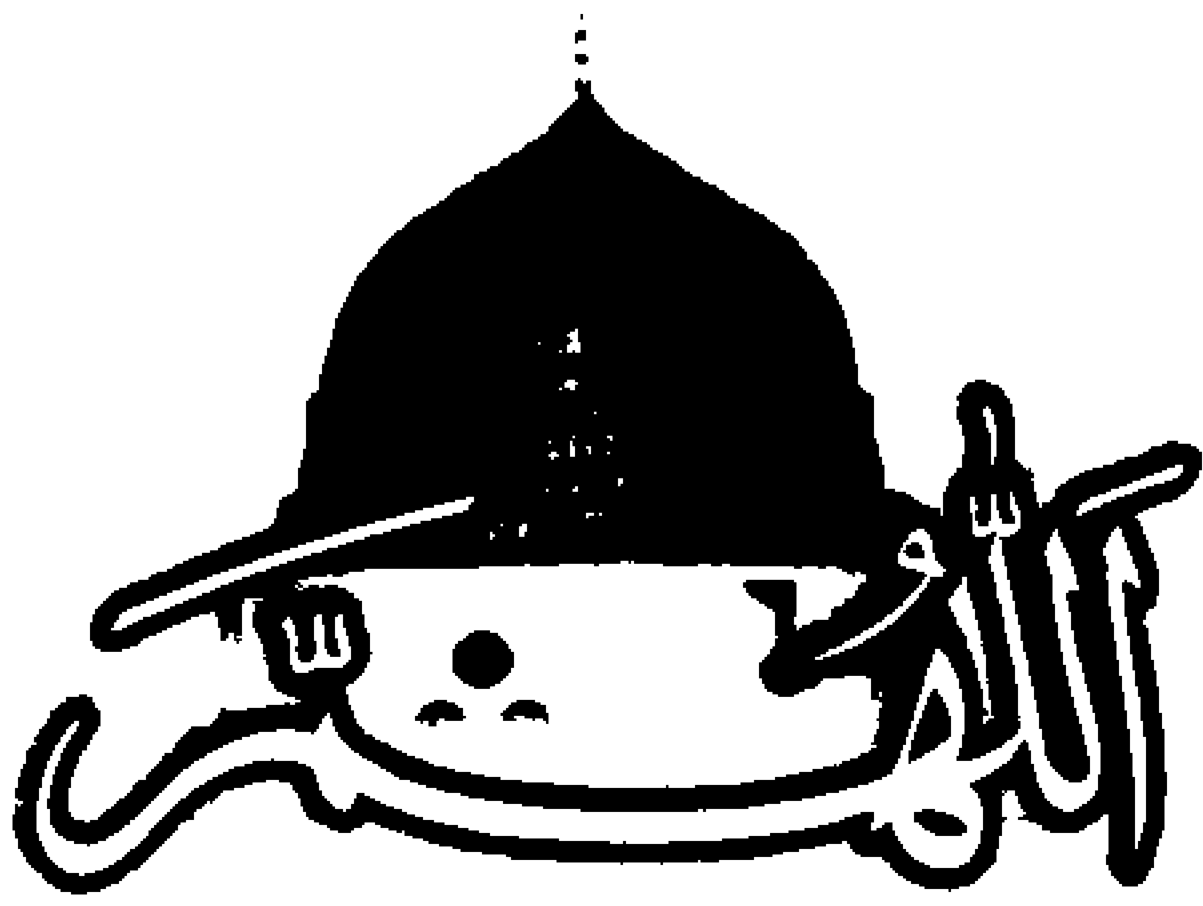
فون 042-37313885-042-37070663

Email:nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون:041-2626046

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نوریہ رضویہ

پبلی کیشنز




بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

# انتساب

فیضِ قدیر سے فقیرِ حقیر نے جو کچھ اس تالیف میں تحریر کیا اس کو عالم اسلام کی نامور عظیم

روحانی ہستی حضور غوث پاک پیر پیراں میر میراں عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

اور دورِ حاضر کی عظیم مذہبی و روحانی شخصیت، شیخ طریقت، امیر اہلسنت

عاشق اعلیٰ حضرت، امیر دعوتِ اسلامی

ابوالبلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی

دامت برکاتہم العالیہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور میں اپنے تمام اساتذہ کا شکر گزار ہوں

جنہوں نے مجھ حقیر کی انگلی پکڑ کر شارعِ اسلام پر گامزن کیا۔

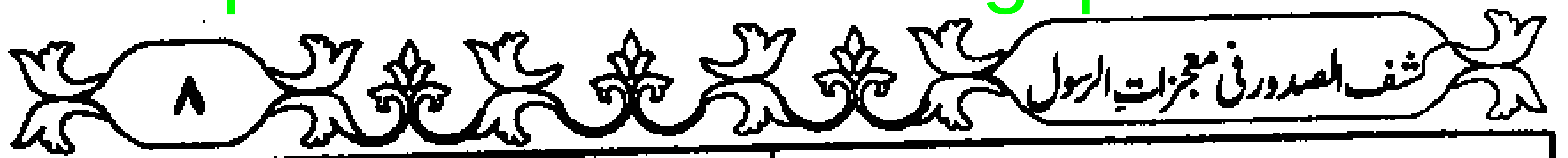
خصوصاً امام الصرف والنحو استاذ محترم آصف رضا العطاری و مولانا بابر رضا عطاری اور مولانا جیلان رضا عطاری و امام النحو مولانا مظفر عطاری المدنی اور استاذ محترم حضرت مولانا خان محمد قادری المدنی العطاری و شیخ الحدیث مولانا شہباز المدنی اور صدر المدرسین مولانا شہباز مظفر العطاری المدنی کا، جنہوں نے فقیر حقیر کو اپنی محنت شاقہ سے علوم ظاہری و باطنی سے نوازا۔ اس کے علاوہ میں اپنے ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے کتاب ہذا کی تصنیف کے وقت اچھے اچھے مشوروں سے نوازا یعنی مولانا محمد خالد قادری عطاری و مولانا محمد خالد رضا سیالوی اور ان کا بھی جنہوں نے اس کی پروف ریڈنگ میں تعاون کیا یعنی مولانا محمد یوسف رضا العطاری وغیرہ اور ان کے علاوہ تمام احباب کا جنہوں نے دعاؤں سے نوازا اللہ تعالیٰ میرے تمام اساتذہ اور تمام احباب کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر من العباد: محمد قاسم عطاری مدنی عفی عنہ

۹ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ

# فہرست مضامین







# حمد باری تعالیٰ

فکر اسفل ہے میری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

آمد حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو میرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

(کلام حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن)

# نعتِ رسول مقبول ﷺ

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن
مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

(کلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين

الصلوة والسلام عليك يارسول اللّٰه

و على الك و اصحابك يا حبيب اللّٰه

# مقدمہ

آج امت مسلمہ کا کاروان تاریخ کے نازک موڑ پر کھڑا ہے اور جس قدر خطرات بے چینیاں آج اہل حق کو ہیں شاید پوری تاریخ میں خدا کے ماننے والوں کو ایسی مشکلات کا سامنا نہ ہوا ہو۔ ہر طرف اسلام کے خلاف پراپیگنڈے اور حملے نظر آ رہے ہیں۔ سرداری کا منصب پانے والے آج انگریز کی نوکری و دربانی میں فخر کرتے ہیں۔ اسلام کو سہارہ دینے والے آج اس کا شیرازہ بکھیرنے میں مصروف ہیں۔ وہ فلسطین کی مقدس وادی جو اہل حق کا مسکن تھی۔ کلمۂ حق بلند کرنے والوں کو علی الاعلان وہاں سے نکال دیا گیا۔

زمین وآسمان نے بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو ان اپنے گھروں سے نکالے جانے کا تماشہ دیکھا۔

وہ عراق کی سرزمین جو اللہ کے پیغمبروں، اماموں اور اولیاء کرام کی سرزمین ہے۔ وہاں کب سے کشت وخون کا سلسلہ جاری ہے اور افغانستان کی سرزمین کے اندر دشمن اسلام نے کس قدر اپنے ہتھیاروں کو آزمایا۔

آج پاکستان کو زیر دام لانے کے ساتھ شام وایران کو مٹانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کوئی ایک خطرہ نہیں بلکہ ہر طرف اندھیروں نے ڈیرے جما لیے ہیں۔ مسلمانوں کی بدحالی دیکھ کر جگر پانی پانی اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ دن ہمیں کیوں دیکھنے پڑ رہے ہیں؟

یہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے سے نہ قسمت کا گلہ ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

مالی طور پر مسلمانوں کو ہر طرف لوٹنا یہ تو عالمگیر مسئلہ ہے لیکن مسلمان ہو کر منافقانہ چال چلنا لوگوں کے ایمانوں کو لوٹنا بھی عالمگیر مسئلہ بنتا جارہا ہے۔ مذاہب فاسدہ رکھنے والے لوگ ہر طرف سے مسلک حقہ کو لوٹ رہے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتادیا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کا صدیوں قبل مشاہدہ فرما کر ہمیں اس سے آگاہ کردیا تھا۔ یہ تمام خطرات جو آج اسلام اور اہل اسلام کو درپیش ہیں، نگاہِ نبوت کے سامنے اس وقت موجود تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان فرما کر تمام خطرات سے ہمیں آگاہ کردیا۔

کتنی کم بختی ہے کہ جب سب کچھ وہ ہمارے لیے بیان فرما گئے۔ ہم ان کو پڑھ اور سن نہیں سکتے اور اگر پڑھ اور سن لیں تو عمل کرنا گوارہ نہیں کرتے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاَکَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا۔“ (مشکوٰۃ ص459 ابوداؤد شریف)

ترجمہ: وہ وقت قریب ہے، سارے کفر یہ گروہ مل کر ایک دوسرے کو تمہارے بارے یوں بلائیں گے جس طرح ایک پلیٹ میں کھانے والے بہت سے ہوں اور وہ سب اس پلیٹ کی طرف سب کو بلا رہے ہوں۔

اس حدیث پاک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ کفر متحد ہو کر اسلام کو مٹانے کے درپے ہو جائے گا۔ میری امت ایک پلیٹ کی طرح درمیان میں ہوگی اور دائیں بائیں چاروں طرف دشمن اتحاد کرکے آجائے گا اور ایک دوسرے کو دعوت دیں گے آؤ تم بھی کھالو! آؤ تم بھی کھالو! تمہارا بھی حصہ ہے۔

آج ملک پاکستان میں اور اس سے باہر یہی مسئلہ ہے کہ گمراہ فرقے اکٹھے اور متحد ہو کر اور اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کرکے مسلک حقہ اہلسنّت کو ہر طرف سے کمزور کرنے میں

مصروفِ عمل ہیں۔ مسلک اہل سنت و جماعت روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ کئی دینی مدارس بند ہو گئے۔ مساجد تعلیم یافتہ علماء سے خالی ہو گئیں اور ہوتی جا رہی ہیں۔ علمائے متقدمین کی تفاسیر کا مطالعہ کر کے وعظ و تقریر کرنے والے اس دنیا سے اٹھ گئے اور قرآن و حدیث کا عطر نکال کر عوام کے سامنے پیش کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ آج مسلک حقہ کو نقصان پہنچانے والے کون ہیں۔ اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمیں نقصان پہنچانے والے ہمارے اپنے اہل سنت کہلانے والے ہیں۔

ان میں چند درجِ ذیل ہیں:

## ۱- جاہل نعت خواں حضرات:

بلا شبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی عبادت ہے بلکہ رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن ان نعت خوانوں کے لیے جو پابند شرع اور فرائض و واجبات کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے نہیں جو روزانہ داڑھی چٹ کرواتے ہیں اور تربوز کی طرح بوتھا (چہرہ) صاف کروا کر افریقہ کے بندر کی مانند چھلانگیں مار کر اسٹیج پر چڑھ جاتے ہیں۔ ایسے نعت خوانوں کو پیسہ دینا گناہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ کیونکہ یہ تعاون علی الاثم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَ لَا تَعَاوَنُوْا علی الاثم والعُدْوَانِ ۔"

ترجمہ: "گناہ اور زیادتی پر کسی کی مدد نہ کرو۔"

جو لوگ محفل نعت خوانی کر کے پیسہ وصول کرتے ہیں اور انہیں پیسوں سے داڑھی منڈاتے ہیں۔ حالانکہ داڑھی منڈانا حرام اور اس پر تعاون بھی حرام ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ذرا مجھے بھی بتاؤ کہ یہ تمہارا ان کو پیسے دینا گناہ ہے یا نہیں؟ تمہارا یہ تعاون مفضی الی الاثم ہے یا نہیں؟

مروجہ محافل نعت خوانی نے مسلک اہل سنت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

بعض لوگوں نے تو اس کو اپنا بزنس اور کاروبار بنا لیا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر لاکھوں روپے جمع کرتے ہیں۔ کچھ نعت خوانوں کو دیتے اور باقی منتظمین محفل ہڑپ کر جاتے ہیں۔

اس طرح اہل سنت و جماعت کی وہ قیمتی دولت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کو پھیلانے پر خرچ ہونی تھی وہ بدعمل نعت خوانوں کے نام پر بینکوں میں جمع ہوگئی اور وہ لوگ مالِ مفت دلِ بے رحم کے تحت اس مالِ غریباں کو اپنی ذاتی عیش و عشرت میں کھپاتے اور کھاتے ڈکاریں مارتے پھرتے ہیں۔

بعض محفلوں میں دیکھا گیا ہے کہ جاہل بدکردار اور بدعمل نعت خوانوں پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے لٹائے جاتے ہیں اور ان کے سروں پر سونے کے تاج سجائے جاتے ہیں حالانکہ سونے کا استعمال مرد پر حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام۔ یا تو سونا پہننے والے نعت خواں حضرات مرد ہی نہیں۔ ان کے پہنے ہوئے لباس کا قرینہ اس بات پر دال ہے یا پھر مرد ہیں مگر شریعت محمدیہ سے جاہل اور حد درجہ کے ناواقف ہیں۔ کیونکہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حُرِّمَ لباسُ الْحَرِیْرِ والذھبِ علی ذُکُوْرِ امتی۔"

ترجمہ: "میرے امت کے مردوں پر ریشم اور سونے کو پہننا حرام کردیا گیا ہے۔"

مگر آہ ان لوگوں کی اصلاح کون کرے۔ انہوں نے خود اسلام کے دروازوں کو مقفل کرلیا ہے۔ ان کو کون سمجھائے کیونکہ تاج پہننے اور پہنانے والے جاہل بلکہ جہالت کا پلندہ ہیں جو پیسہ اہل سنت کی ترقی کے لیے خرچ ہونا تھا وہ ان کی جیبوں میں چلا گیا۔ ساری ساری رات محفل جمانے کے لیے عوام کو عمرے کے ٹکٹ کا لالچ دے کر بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ تمام آکلین لنگر کی صبح کی نماز ہی رہ جاتی ہے۔ ایک مستحب کام کے لیے فرض کا ترک حرام اور اشد حرام ہے۔

خدارا غور کرو! ایسے کام سے خدا اور رسول راضی ہوں گے یا ناراض؟

یقیناً وہ ناراض ہی ہوں گے۔ تو ذرا سوچو کہ لاکھوں روپے خرچ ہوئے مگر حاصل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ہوئی۔ مگر ان عقل کے اندھوں خرد کے دشمنوں کو کون سمجھائے۔

آج کل ہمارے نعت خوانوں کا حال بھی لوگوں پر پوشیدہ نہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا ڈانسر پاکستان کا گولڈ میڈلسٹ نعت خواں بنا بیٹھا ہے۔ حضرت کی نمود و نمائش کوٹھے میں بیٹھ کر پیسہ کمانے والی کی طرح ہے اور ان کا سینہ سوز و گداز سے خالی اور چہرہ سنت مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم سے مجرد پھر بھی عوام میں سوز و گداز پیدا کرنے کی بھرپور کوشش نا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر کہاں عوام اتنی بھی بھولی نہیں وہ جانتی ہے کہ انگریزی تہذیب کا متوالا اور فیشن پر مر مٹنے والا، سنت مصطفیٰ سے گریزاں اور منہ پھیرنے والے کی یہ ساری بناوٹیں ظاہری اور ریاکاری کی بناء پر ہیں۔

## جاہل گدی نشین:

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں اور بڑے خطرات کے ساتھ ساتھ ایک بڑا خطرہ جاہل گدی نشینوں کا بھی ہے۔ والدین محنت کر کے اور اس کا پھل حاصل کر کے رخصت ہو گئے۔ اب ان کی جگہ ان کی جاہل اولاد پیر بن گئی اور دھڑا دھڑ مرید کرنا شروع کر دیا۔ ہمارے اس دور میں جاہل پیروں کا طبقہ ایک ایسا رستا ہوا ناسور ہے جس کی کوئی دواء نہیں۔ یہ جہلاء حضرات اپنے مریدوں کو علماء کرام سے متنفر کرنے میں ہر وقت مصروفِ عمل رہتے اور ان کو کہتے ہیں کہ یہ ظاہر کے مولوی کیا جانیں حقیقت کیا ہے؟ اور طریقت کس شئی کا نام ہے، حالانکہ یقیناً وہ خود طریقت و حقیقت سے اتنے دور ہیں جتنا زمین سے آسمان۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے فتاویٰ رضویہ شریف کے اندر پیر کی چار شرائط بیان کی ہیں:

(1) صحیح العقیدہ سنی ہو (2) عالم دین ہو (3) اعلانیہ گناہ کرنے والا نہ ہو
(4) اس کا سلسلہ طریقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو، کسی جگہ منقطع نہ ہو۔

الامان والحفیظ ہمارے دور میں پیروں کی اکثریت علم دین سے بالکل کوری ہے۔ بعض تو وہ ہیں جن کو کسی شخص نے خلافت نہیں دی مگر پھر بھی مسند پر قابض ہیں بلکہ ایسے پیر بھی ہیں جنہوں نے اپنے ارشادات کے پھندے میں لوگوں کو پھنسانے کے لیے اپنے کسی مردہ بزرگ کی قبر پر دربار بنا کر خود اس کے سجادہ نشین ہو گئے اور سلسلہ پیری مریدی شروع کر لیا۔ خود بھی گمراہ اور لوگوں کو بھی گمراہی کے نہایت ہی عمیق گھڑے میں اتارنا شروع کر دیا۔

ایسے پیر جو خود فیض ربانی سے کوسوں دور ہیں ان سے امید فیض رکھنا بانجھ عورت سے بچہ اور بیل سے دودھ طلب کرنے کے مترادف ہے۔

ان جہلاء نے اپنے مریدوں کے نام اور ان کے رہائشی پتہ جات کے رجسٹر تیار




کروائے ہوئے ہیں۔ سالانہ دورے پر جاتے ہیں اور اپنے مریدوں کی دعوتوں اور ضیافتوں سے لطف اندوز ہوکران کا کباڑہ کرکے آتے ہیں۔

جب تک کوئی مرید جیبیں گرم نہیں کرتا اس وقت تک اس کے گھر سے حضرت کا خروج ممنوع ومحال ہے۔

جب ایسے جاہل پیرا پنے بزرگوں کے عرس کرواتے ہیں تو ان کے ہاں عام طور پر دو طرح کے کھانے پکتے ہیں۔

(1) لنگر کی دال (2) روسٹ کیا ہوا مرغ

لنگر کی دال عوام الناس کے لیے اور روسٹ مرغ ان امیرزادوں کے لیے جن کی تجوریوں کے پوشیدہ ڈالروں پر پیر صاحب کی نظر کرم رہتی ہے۔ جن کو اپنی موت یاد نہیں وہ اپنے مریدوں کو احوالِ موت سے کیا آگاہ کرے گا۔ جو خود دنیا سے کنارہ کش نہیں ہوسکتا، وہ دنیاداروں کو اس کی تعلیم کیونکر دے سکتا ہے۔

شیخ جی کو فکر تھی لیک کے دس کیجئے
عزرائیل آ پہنچے کہ حضرت جان واپس کیجئے

بعض بے ضمیر پیر اور لوٹنے میں بے نظیر ایسے بھی ہیں جو امریکہ اور انگلینڈ وغیرہ کے دورے کرتے ہیں اور وہاں کے رہنے والے مریدوں کی ناز برداریاں کرتے اور اپنی جھولیاں ڈالروں سے خوب بھرتے ہیں۔ جسے مرید کی جھولی فیض محمدی ﷺ سے بھرنی چاہیے تھی وہ اپنی جھولی گندی دنیا سے بھرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ایسے جاہل پیر اپنے دولت مند مریدوں کے پیچھے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح بھوکی بلی موٹے تازے چوہے کے پیچھے بھاگتی ہے۔ ان کا مقصد واحد صرف ڈالر اور روپے پیسے ہوتے ہیں۔ جن سے کوٹھی بنگلہ کار خریدی جاسکے تاکہ دوسروں کو لوٹنے میں آسانی ہو۔ فقیر کا ایک محفل میں جانے کا اتفاق ہوا تو محفل کے بعد دیکھا کہ پیر اور مرید کے درمیان تو تو میں میں ہو رہی ہے۔ پیر صاحب اصرار فرما رہے تھے کہ میں نے تمہارے جلسے کی صدارت کی ہے۔ میں پورے 25 ہزار روپے لوں گا۔ مرید صاحب 25 ہزار سن کر نیم جاں ہو گئے۔ آخر کار مرید کو پیر صاحب کی یہ آخری خواہش بھی پوری کرنی پڑی۔ ایسے پیر دین کا کام کرنے کی

بجائے امراء اور رؤسا سے لاکھوں روپیہ ہتھیانے کے سپیشلسٹ (Specialist) ہوتے ہیں۔ نت نئی کاریں ان کے آستانوں پر کھڑی ہوتی ہیں۔

## سلوک کی ایک منزل:

جاہل پیر اور گدی نشین حضرات اکثر بد اعمالیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ دعوتوں اور ضیافتوں میں ان کی نمازیں گول اور جوان کو سمجھائے تو اس کا بستر دنیا سے پکا گول ہو جاتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی ان کا نیا کرتوت سامنے آتا ہے۔

ایک پیر صاحب ایسے تھے جو دو پٹھان عورتیں اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ وہ ان کے فراق کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ لاہور کے اطراف میں ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ رات کو ذکر وفکر کی محفل منعقد ہوئی۔ بعد ازاں صاحب خانہ نے گرمی کا موسم ہونے کی وجہ سے تینوں کی چارپائیاں مکان کی چھت پر پہنچا دیں تا کہ خواب راحت میں خلل نہ آئے۔ حالانکہ مرید صاحب ان کے سکون میں سب سے بڑا خلل تھے۔ جب مرید صاحب آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ اس رات کی تاریکی میں پیر صاحب نے وہ تباہی مچائی جو لکھے جانے کے قابل نہیں۔ اچانک دریں اثنا پیر صاحب کی زیارت کے لیے چند مرید آ پہنچے اور صاحب خانہ ان کے اصرار پر ان مریدوں کو چھت پر لے کر حاضر ہو گئے۔ جب پیر صاحب کو سیاہ کاری میں مصروف دیکھا تو مریدوں کو طیش آ گیا تو وہ اس گرگ سمین کلب جحیم کے درپے ہوئے تو پیر صاحب ارشاد فرمانے لگے اور ریچھ کے منہ سے پھول جھڑنے لگے۔ اقوال کچھ یوں ترتیب پائے۔

ارے نادانو! تم کیا جانو یہ بھی سلوک کی ایک منزل ہے۔

"لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔"

یہ ہیں جہنمی اونٹ اور خچر جنہوں نے اہل سنت و جماعت کو نقصانِ عظیم پہنچایا ہے۔ انہوں نے گندے بلکہ گندگی کے پلندے دیوبندیوں اور وہابیوں کو اہل سنت پر انگلی اٹھانے کا موقع دیا ہے۔

اس واقعہ کو اخبار میں شائع کرنے کے بعد ایک وہابی مولوی کہتا ہے کہ دیکھ لو سنی پیروں کا یہ حال ہے۔

کام کوئی کر گیا بدنام اہل سنت و جماعت
گناہ کسی کا اور خمیازہ بھگتے اہل سنت و جماعت

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ میرے وہ سنی بھائی جوان جاہل پیروں پر اپنی تجوریاں کھول دیتے ہیں۔

اگر یہی پیسہ دینی مدارس پر خرچ ہوتا تو کتنا فائدہ ہوتا۔ وہاں محدث و مدرس عالم مقرر پیدا ہوتے جو اپنی نصیحتوں اور بیانوں سے قرآن و سنت کی تبلیغ کرتے اور ہماری اصلاح کی کوئی سبیل نکل آتی۔

## مگر ہائے احساس زیاں جاتا رہا

### 3 کیسٹی مقررین:

اہل سنت کو نقصان پہنچانے میں کیسٹی مولویوں کا بھی بڑا کردار ہے۔ یہ علم سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ پس مختلف مشہور مقررین کی کیسٹیں سن کر مقرر بن جاتے ہیں۔ ان کا سارے کا سارا علم صرف اور صرف کیسٹوں میں موجود ہوتا ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک کیسٹی مقرر کے پاس کوئی بھولا بھالا سنی تاریخ لینے چلا گیا اور ان سے کہا حضور ہمارے گاؤں میں اہل تشیع لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے ہاں قدم رنجا فرما کر ہمیں نوازیں اور آپ کا موضوع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان ہے۔ حضرت اس آنے والے پر ایسے برس پڑے جیسے ان پر ایک جلسے میں گندے انڈے برسے تھے اور بلند آواز سے کہا کیا میں ایسی تقریر کرنے والا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی موضوع آپ کے پاس نہیں ہے؟

اس قول سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت اس موضوع پر لب کشائی نہیں فرما سکتے۔ لب کشائی کیسے فرمائیں کیونکہ اس عنوان کی کوئی کیسٹ حضرت کے کیسٹ ہاؤس میں موجود

ہی نہیں۔ایسے کیسٹی مولوی جب جلسہ گاہ میں تشریف لے جاتے ہیں تو فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے اور علامہ کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔

## سیاہ فام کیسٹی مولوی:

ایک کیسٹی مولوی جو قدرتِ الٰہی سے ایسے سیاہ فام ہیں کہ ان کو دیکھتے ہی یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے کسی افریقہ کے جنگل سے درآمد کیے گئے ہیں۔ یہ حضرت جلسہ گاہ میں جانے سے پہلے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلی رات کی دلہن کی طرح میک اپ کرتے ہیں۔اپنے ظلمت کدہ چہرے کو پوڈر کی تہہ سے مزین فرماتے ہیں۔ دیکھنے والے کے تخیل میں یہ گمان ہوتا ہے کہ جامن پر نمک پاشی کی ہوئی ہو اور علمی سرمایہ کا یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے مسئلہ پوچھ لیا تو حضرت فرمانے لگے کہ میں عالم نہیں ہوں بلکہ مقرر ہوں۔

ایسے مقرر حضرات ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں، ظالم ہیں وہ لوگ جو ان کے کردار سے باخبر ہو کر بھی ان کو اپنے جلسوں کی زینت بناتے ہیں۔اپنے اور عوام اہل سنت پر ظلم عظیم کا گناہ کماتے ہیں۔

کچھ ایسے مقررین بھی ہیں جو خود علم سے بہرے ہیں مگر بڑے بڑے جامعات کے مہتمم بنے بیٹھے ہیں۔

یہ وہ حضرات ہیں جن کا ذہن فکر آخرت سے قدرے خالی ہے اور خوفِ خدا سے تہی دامن ہیں جن کا مقصد وحید حصولِ زر ہے۔حصولِ دنیا کی خاطر اگر دین کو پس پشت بھی ڈالنا پڑے تو کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

جو امیروں کی چوکھٹ پر جبیں سائی کے عادی اور چند ٹکوں پر بک جاتے ہیں۔ جن کے ہاں حق گوئی کا جذبہ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔ان لوگوں نے مدارس کی تعمیر صرف اور صرف اس لیے کی ہے تاکہ ان کا خالی جوف عظیم کسی نہ کسی طرح بھر جائے۔لیکن ان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔

یہ وہ چند عوامل ہیں جن پر اہل سنت کا پیسہ بے دریغ خرچ ہوتا ہے۔ان میں سے چند میں نے تحریر کیے اور باقیوں کو طوالت کے پیش نظر چھوڑ دیا گیا۔ جب ان عوامل کے لیے اہل سنت کا قیمتی سرمایہ خرچ ہوگا تو وہ دینی مدارس جہاں علم دین سکھایا جاتا ہے ان کے لیے روپیہ

پیسہ کہاں سے آئے گا۔عوام اہل سنت کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اپنے پیسوں کو دیکھ بھال کر خرچ کریں اور اس قیمتی سرمایہ کو اہل سنت کے مدارس میں خرچ کریں۔تا کہ ان سے علم وعرفان کے موتی منجھے ہوئے عالم دین نکل سکیں۔عوام تو عوام اچھے بلے مولوی کہلانے والے حضرات بھی معاذ اللہ ایسی فحش غلطیاں کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ

پتا نہیں ان حضرات کو کیوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈر نہیں لگتا نبی کریم ﷺ کے بارے میں ایسی من گھڑت روایات سناتے ذرا نہیں لجاتے اور منبروں پہ اپنے پیٹ تھر کاتے کہ ان کا دور سے بھی آپ ﷺ کی ذات سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔حالانکہ علماء کرام نبی کریم ﷺ کے خصائص کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے ان میں امام جلال الدین سیوطی کی شہرہ آفاق کتاب خصائص الکبریٰ سرے فہرست ہے۔پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی عربی میں تلخیص بھی لکھی۔اور اردو،میں بھی اس پر کام ہوا اور کئی علماء کرام نے معجزات پر کتابیں لکھیں لیکن کسی میں تخریج نہیں اور کسی میں عربی عبارت نہیں اور جس کی وجہ سے بد مذہب لوگ عوام اہلسنّت کو یہ کہہ کر کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں دھوکا دینے کامیاب ہو جاتے۔میں نے سوچا کہ معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ پر ایسا مضبوط کام ہو کہ تمام مکاتب فکر کی جو مسلمہ کتب ہیں ان سے یہ مواد لیا جائے وہ کتب یہ ہیں دلائل النبوۃ بیہقی اور دلائل النبوۃ لابی نعیم،خصائص الکبری،حجۃ اللہ علی العٰلمین،شواہد النبوہ،مدارج النبوۃ وغیرہ،تا کہ کوئی بد بخت اس کو میلی نگاہ سے نہ دیکھ سکے اور رسول اللہ ﷺ کی شان وعظمت رفعت کے علم پر لہراتی نظر آئے اور ہماری بھولی بھالی عوام اہلسنّت تک صحیح مواد ارسال ہو۔پھر پورے عزم کے ساتھ بعون اللہ تعالی میں نے اس پر کام شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ لگا رہا۔الحمد للہ یہ کام دو سالوں میں مکمل ہو گیا اور آج آپ کے ہاتھوں میں اس کی پہلی جلد آ چکی ہے۔اللہ تعالی میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور عوام وخواص کو اس کتاب مستطاب سے مستفید فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

بقلم
محمد قاسم مدنی عطاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ﷺ

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ ﷺ
و علی الک و اصحابک یا حبیب اللّٰہ ﷺ
الصلوۃ والسلام علیک یانبی اللہ ﷺ
و علی الک و اصحابک یانور اللہ ﷺ

## درود پاک کی فضیلت:

رسول اکرم نبی محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً فِی الدُّنْیَا ۔ (سعادۃ الدارین ص 60)

ترجمہ: قیامت کے دِن ہر مقام اور ہر جگہ میں میرے زیادہ نزدیک تم میں سے وہ ہوگا جس نے دُنیا میں مجھ پر دُرود پاک زیادہ پڑھا ہوگا۔

# نور خدا محمد مصطفٰی ﷺ کی پیدائش سے پہلے کے واقعات

## حضرت عبدالمطلب کا خواب:

﴿1﴾ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر بن عبداللہ بن ابوالجہم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب ابوطالب سے یہ خواب بیان کیا کرتے تھے کہ میں جب حجر اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا۔ جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا۔ میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اُونچائی آسمان تک

اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے، ایک لحہ کو وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رُو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا۔ پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔

عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

ثم قال صدقت رؤياك ليخرجن من صلبك رجل يملك المشرق والمغرب ويدين له الناس ثم قال لأبى طالب لعلك ان تكون هذا المولود فكان أبو طالب يحدث بهذا الحديث والنبى (صلى الله عليه وسلم) قد خرج ويقول كانت الشجرة والله ابا القاسم الأمين فيقال له ألا تؤمن به فيقول السبة والعار

''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔'' اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب سے کہا: ''شاید وہ فرزند، یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔''

ابو طالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے۔ ''خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابو القاسم الامین ہیں۔'' اس پر کچھ مسلمانوں نے ان

سے پوچھا: ''پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ ابو طالب جواب دیتے۔'' مجھے شرم وحیاء آتی ہے کہ قریش کہیں گے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔'

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۶۸ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۶۷ بیروت؛ شواہد النبوۃ ص ۴۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو مشرق ومغرب کا مالک ومختار بنا دیا گیا ہے اور زمین وآسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ ﷺ کو عطا کر دی گئی ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اعطیت مفاتیح خزائن الارض یعنی مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کردی گئی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

## حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

﴿2﴾ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟''

میں نے کہا: ''میں بنی ہاشم سے ہوں۔''

پھر اس نے کہا: ''کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟''

میں نے کہا: ''ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔''

اس مشروط اجازت کے بعد، اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا نتھنا کھول کر

دیکھا پھر کہنے لگا:

فقال اشهد ان فی إحدی یدیك ملكا وفی الآخری نبوة واری ذلك

''میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔''

اس یہودی عالم نے پوچھا:

''کیا تمہاری کوئی شاعہ ہے؟''

میں نے جواب دیا:

''شاعہ سے تمہاری کیا مراد ہے؟''

اس نے کہا:

''بیوی، زوجہ!''

اس کے جواب میں، میں نے کہا کہ:

''فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔''

اس نے کہا:

''جب تم اپنے وطن واپس پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔''

(خائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ بیروت شواہد النبوۃ ص ۴۷)

## مدنی پھول:

اس واقعہ کے بعد جب عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو آپ نے ہالہ بنت وھب سے نکاح کیا اور ایک روایت کے مطابق جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قیلہ نامی خاتون سے کر دیا قیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے، حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے، قیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاجزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے اور جب

جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

## نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں منتقل ہونا:

﴿3﴾ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے زیرِ تعمیر مکان سے آرہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر لیلیٰ العدویہ کی طرف ہوا۔ جب لیلیٰ کی نگاہ آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان ''نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' تاباں پایا۔ پس اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی، اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں، تو میں آپ کو سو اُونٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ٹھہر جا میں غسل کر کے صاف ہو لوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ ولادت کے لیے حمل کا استقرار ہوا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لیلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا، اب تیری خواہش باقی ہے؟

**قالت لا قال ولم قالت لأنك مررت بي وبين عينيك نور ثم رجعت إلي وقد انتزعته آمنة منك**

اس نے جواب دیا نہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟

لیلیٰ نے کہا: ''جب تم اِدھر سے گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر ''نورِ نبوت'' تاباں تھا مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منتقل ہو کر آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔'' ایک روایت میں ہے کہ ''جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو۔ اگر تم نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اعلیٰ مقتدر کو جنم دیں گی۔'' (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ بیروت شواھد النبوۃ ص ۴۷)

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم**

## مدنی پھول:

لیلٰی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جنسی خواہش کی تھی جس کو آپ نے مسترد کر دیا اور دوبارہ لیلٰی کے پاس نہیں گئے بلکہ وہ گزر گاہ میں مل گئی تھی اس وقت اس نے کہا تھا کہ اب تمہاری پیشانی نور مصطفیٰ ﷺ تاباں نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲)

## ایام حمل اور ظہور برکات:

﴿4﴾ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور انہوں نے کہا مجھے علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی چچی سے حدیث بیان کی، کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جب تولید حضور ﷺ کے لیے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور مجھ گرانی پیدا ہوئی جیسا کہ عام عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے اکثر دِن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔

وأتـانـي آت وأنـا بيـن الـنـائـم واليقظان فقال هل شعرت أنك حـمـلـت فـأقـول مـا ادرى فـقـال انك حملت بسيد هذه الأمة ونبيها وذلك يوم الاثنين ثم امهلني حتى إذا ادنت ولادتي أتاني ذلك الآتـى فـقـال لـى قـولـي أعيذه بالواحد من شر كل حاسد فـكـنـت أقول ذلك فذكرت ذلك لنسائي فقلن لي تعلقي عليك حـديـدا فـي عـضـديك وفي عنقك قالت ففعلت فلم يكن يترك علي إلا أياما فأجده قد قطع فكنت لا أتعلقه

ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: ''اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے تم حاملہ ہو؟ میں نے جواب دیا کہ ''میں تو نہیں جانتی۔'' پھر اس نے کہا: ''تم ایک بڑی اُمت کے سردار اور اس اُمت کے نبی کی تولید کے لیے حاملہ ہوئی ہو۔''

یہ دِن دوشنبہ یعنی پیر تھا۔ پھر دِن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانۂ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: ''تم یہ پڑھا کرو۔''

اُعِيْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ ۔

''میں الٰہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔''

جس سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکا لو۔ میں نے ایسا بھی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا، میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۰۷ مدارج النبوۃ ج ۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) حضور ﷺ کی والدہ آمنہ کو ایام حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کا نام ''احمد'' رکھیں۔

### ایمانِ والدین کریمین:

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے والدین دین ابراھیمی پر تھے اور بتوں کی پرستش کی بجائے الٰہ واحد کی عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا م نے الٰہ واحد سے پناہ طلب کی جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے والدین دین فترت پر تھے اور اہل فترت کے جنتی ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے شرک نہ کیا ہو۔ اور اس کے علاوہ حضور ﷺ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین دوبارہ زندہ کیا تاکہ وہ بھی حضور ﷺ کی امت ہونے کا شرف حاصل کر لیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انّ رسولَ اللہِ ﷺ سَاَلَ ربّہ اَن یُحییَ ابویہِ فاَحیاھُمالہٗ فآمَنَا بہ ثُمّ اَماتھما

زرقانی علی المواہب ج ا ص ۱۶۸ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۱۳

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم سے دعا کی یا اللہ عزوجل میرے والدین کو زندہ کردے تو اللہ تعالی نے ان کو زندہ فرمادیا پس وہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے اور پھر اسی طرح اپنی قبروں میں آرام فرما ہوگئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

اس حدیث پاک کے بارے میں ائمہ حدیث کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

## ائمہ حدیث کے تاثرات

### امام زرقانی کا قول:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جعل الائمة هذا الحديث ناسخا للاحاديث الواردة بما يخالفه اس حدیث پاک کو ایمہ حدیث نے اس کے مخالف احادیث کے لیے ناسخ قرار دیا ہے۔یعنی پہلی احادیث منسوخ ہیں اور اس بات پر صراحت کی ہے کہ یہ حدیث (جس میں والدین کو زندہ کیا ہے) بعد کی ہے۔

زرقانی علی المواہب ج۱ ص۱۶۹: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۱۲

### علامہ حقی علیہ الرحمۃ کا قول:

آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو جو کفر پر مرے اس کو لعنت کرنا جائز ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کو ہرگز لعنت نہیں کرسکتے لثبوتِ انَّ اللہ احیاهما له حتی آمنا کیونکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔(روح البیان ج۳ ص۲۱۷)

### علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آپ نے فرمایا کہ شرح ھمزیہ میں ہے کہ یہ حدیث پاک ضعیف نہیں بل صححه غير واحد من الحفاظ بلکہ اس کو بہت سارے حفاظِ حدیث نے صحیح کہا ہے۔

اس قدر ائمہ نے اس حدیث پاک کی تصدیق کی ہے کہ مومن کو سوائے یقین کے چارہ

نہیں۔اس کے باوجود بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی بدبختی کا کوئی علاج نہیں۔ میں ان تمام کی تصدیقات طوالت کے پیش نظر ترک کر رہا ہوں۔اب چند اور دلائل کو پیش کرتا ہوں تا کہ یہ مومن کے ایمان کو جلا بخشیں۔

قارئین سے التجاء ہے کہ ان کو پڑھتے جائیں اور اپنے ایمان سے فیصلہ کرتے جائیں۔

(۱) حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من قَرَءَ القرانَ وعَمِلَ بما فیہِ اُلبِسَ والداہُ تاجا یومَ القیامۃِ ضوءُ ہُ احسنُ من ضوءِ الشمسِ

جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کا نور سورج کے نور سے زیادہ ہوگا۔

(ابوداؤد شریف ج ا ص ۲۰۵: مشکوۃ ص ۱۸۶)

اپنے ایمان سے پوچھ کر بتایئے: اگر صرف قرآن پاک پڑھنے اور عمل کرنے والے کے والدین کو یہ مقام ملے گا تو جس کے وسیلہ سے قرآن پاک ملا ہے اس کے والدین کو کیا کیا انعامات ملنے چاہییں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

(۲) خصائص الکبریٰ میں ہے کہ ایک مرتبہ سرکار ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے رومال کو اپنے ہاتھوں سے لگنے کا شرف عطا فرمایا تو اس کے بعد اس کو کبھی آگ نے نہیں جلایا جب وہ میلا ہو جاتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اسے آگ میں ڈال دیتے وہ بالکل اجلا ہو جاتا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰)

اے میرے اسلامی بھائی غور کر: جس کپڑے کے ساتھ جان دو عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک لگ جائے اسے تو آگ نہ جلا سکے اور جس شکمِ مبارک میں سرکار دو عالم ﷺ خود جلوہ گر رہے ہوں اس کے متعلق تیرا ایمان کیا کہتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

(۳) حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا قرآن

پاک میں ہے

"اذهبوا بقميصي هذا فالقوه علی وجه ابی یات بصیرا ترجمہ: میری یہ قمیص لے جاؤ اور ابا جان کے چہرہ پر ڈال دو ان کی نظر لوٹ آئے گی۔

اے میرے سنی بھائی ذرا بتا: جو کپڑا یوسف علیہ السلام کے جسم پاک سے چھو گیا اس کی برکت سے بینائی واپس آجائے تو نبی الانبیا ﷺ کے جسم اطہر کے ساتھ جو چیز لگ جائے اس کیا حال ہونا چاہیے اور جس شکم اطہر میں نبی پاک ﷺ خود جلوہ گر رہے ہوں اُس کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

(۴) تفسیر روح البیان میں ہے

جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے وہ مچھلی جنت میں جائے گی۔

روح البیان ج۵ ص۲۲۶

ذرا اپنے ایمان سے بتائیے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام چند دن رہے وہ جنت کی حقدار ہوگئی تو جس کے پیٹ میں حبیب کبریا احمد مجتبیٰ ﷺ کئی ماہ تک رہے ہوں اس کے متعلق آپ کا ایمان کیا کہتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

ان دلائل سے مسئلہ واضح ہوگیا اور بدمذھبوں کا غبار چھٹ گیا اور واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کے والدین مومن تھے ان کو کافر کہنے والے کا کفر پر خاتمے کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالی ان کو ھدایت نصیب کرے اور میری اور میرے والدین اور مرشد پاک کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

## غیبی تختی کا عطا ہونا:

ابو نعیم، بریدہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ "تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو۔ لہٰذا جب ان کی تمہارے بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد ﷺ رکھنا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے ایک تختی موجود تھی، جس پر لکھا تھا:

"اُعِيْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ، وَ كُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ مِنْ قَائِمٍ وَ قَاعِدٍ،

عَنِ السَّبِیْلِ عَانِدٍ، عَلَی الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَافِثٍ اَوْ عَاقِدٍ، وَ کُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ، یَاْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ، فِیْ طُرُقِ الْمَوَارِدِ، اَنْهَا هُمْ عَنْهُ بِاللّٰهِ الْاَعْلٰی، وَ اَحُوْطُهُ مِنْهُمْ بِالْیَدِ الْعُلْیَا، وَالْکَفُّ الَّذِیْ لَا یُرٰی یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ وَ حِجَابُ اللّٰهِ دُوْنَ عَادِیْهِمْ لَا یَطْرُدُوْهُ وَ لَا یَضُرُّوْهُ فِیْ مَقْعَدٍ وَ لَا مَنَامٍ وَّ لَا مَسِیْرٍ وَ لَا مَقَامٍ اَوَّلُ اللَّیَالِیْ وَ آخِرُ الْاَیَّامِ۔"

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۷ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۷۰ مدارج النبوۃ ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اصحابِ فیل کی بیت اللہ پر چڑھائی اور اللہ عزوجل کی مدد:

بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اصحابِ فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اور ان کے بادشاہ سے فرمایا: "تم نے ہم پر چڑھائی کردی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستاد کو ہمارے پاس بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستاد کے ذریعے پورا کر دیتے، اس پر اس نے کہا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھر ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ امن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا، پس میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔ جناب عبدالمطلب نے بہ نظر رفع فساد پھر اس سے کہا:

"تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور تم واپس ہو جاؤ۔" مگر اس نے ان کی پیشکش کو رد کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: "میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے قصور ساکنوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا۔ پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لِکُلِّ اِلٰهٍ حَلَالًا فَامْنَعْ حَلَالَكَ لَا یَغْلِبَنَّ مُحَالُهُمْ مُحَالَكَ
اَللّٰهُمَّ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاَمْرٌ مَا بَدَالَكَ

ترجمہ: "یعنی اے خدا! ہر معبود کے لیے ایک حل ہوتا ہے تو اب تو اپنے حل کی

حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آسکتا۔ اے خدا اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔"

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا مثل ابر نظر پڑا، وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی اذیت اور ضربوں کی تاب نہ لا کر چنگھاڑنے لگے اور سارے لشکر کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کر ڈالا۔

سعید بن منصور اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے "طَیْرًا اَبَابِیْلَ" کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے۔ جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد۔ تو ان اصحابِ فیل کے جسموں پر چیچک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چیچک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن عمیر لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اللہ عزوجل نے جب اصحابِ فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر پرندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے یہ گویا ابلق ابابیلیں تھیں، ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں۔ پھر وہ آئیں اور اصحابِ فیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیمہ قیمہ کر گئیں۔ اللہ عزوجل نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام و نشان ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۷، ۴۷ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۷ مدارج النبوۃ ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور اصحاب فیل کو ہلاک کیا۔ یہ آپ کی کرامت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ حضرت عبد المطلب پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے ہی تو ہوئی ہے۔

روک لیتی ہے آپ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلتے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضور ﷺ کے والد گرامی اور حفاظت خداوندی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے زمزم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ عزوجل مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں ان کو دیکھ لوں، تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔ سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں۔ مگر اُنہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ پس وہ ان کو ہاتھ پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے چلے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ عبدالمطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا:

"آپ اپنے لختِ جگر کے بدلے اپنے اُونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں۔" پھر عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دس اُونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔ اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اُونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اُونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سو اُونٹ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مابین قرعہ اندازی میں اُونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا اس موقعہ پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہم نوائی کی اور سب اُونٹوں کو ذبح کر دیا گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۷۷ بیروت: مدارج النبوۃ ج ۲)

## مدنی پھول:

سو اُونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار عبدالمطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہوگئی اور حکم الٰہی سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی، اس وجہ سے حضور ﷺ نے بھی اسے رَد نہیں فرمایا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

نورِ خدا ﷺ کی دنیا میں جلوہ گری




## صبح کردی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا:

﴿8﴾ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا سمجھ دار بچہ تھا۔ میں نے سنا مدینہ کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا: ''اے گروہِ یہود! دیکھو۔'' آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: ''تیری خراب ہو کیوں شور مچاتا ہے؟'' یہودی نے چھت پر سے کہا: طَلَعَ نجمُ احمدی الذی ولد به فی هذه اللیلة احمد رضی اللہ عنہ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔''

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۲۷ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے:

﴿9﴾ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اُوپر گر پڑیں گے۔

فلما وضعتُ خَرَجَ منها نور اَضاءَ لهُ البیتُ والدارُ حتی جعلت لا اَری اِلا نورا

پھر جب آمنہ رضی اللہ عنہا نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر شئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۷۸ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۲۶۹ بیروت شواہد النبوۃ ص ۵۶ مدارج النبوۃ ج ۲)

## مدنی پھول:

جس کی آمد پر سارا جہاں روشن ہو گیا وہ خود کیونکر نور نہ ہوگا یقیناً وہ تو بقعہ نور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب آ گئی۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ




عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔اس کے علاوہ ۵۰ تفاسیر کی عبارات میرے پاس موجود ہیں جس میں اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔

جس کی آمد سے روشن زمانہ ہوا
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروزِ ساعت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## نور مصطفیٰ ﷺ سے محلات شام کا روشن ہونا:

عن ام سلمه عن آمنه قالت لقد رايت ليلة وضعته نورا اضاء ت له قصور الشام حتى رايتها

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادتِ حضور ﷺ کے وقت میں نے ایسے نور کو جنم دیا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے کہ میں نے ان کو دیکھ لیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۶۹ بیروت شواہد النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) اس روایت کی تصدیق خود حضور ﷺ نے کی ہے

طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: ''اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے!''

قال رسول الله ﷺ دعوة ابى ابراهيم و بشرى عيسى ورات امى حين حملت كَاَنّه خرج منها نور اضاء ت له بصرى من ارض الشام

تو حضور ﷺ نے بیان کیا کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لیے دُعا کی، حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے سرزمین شام روشن ہوگئی۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بحالت بیداری عینی مشاہدہ ہے۔ جیسا کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: "اے آمنہ! تم اس اُمت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ہی ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ لقا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔ (خصائص الکبریٰ ج۱ص۷۹ بیروت)

## مشرق ومغرب کا روشن ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی۔

فلما فصل منی خرج معه نور اضاء له مابین المشرق الی المغرب :

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور پھیل گیا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی جانب اُٹھایا۔"

(خصائص الکبریٰ ج۱ص۷۹ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۲۶۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

جن کے آنے سے تمام جہان روشن ہوگیا جیسا کہ حدیث پاک کے یہ الفاظ ما بین المشرق الی المغرب اس کا افادہ کررہے ہیں تو ان کے نور ہونے میں کونسا شک باقی رہا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھیں تو آپ تو حضور ﷺ کی ساری نسلِ مبارک کو نور سے تعبیر کرتے ہیں۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

## حضرت شفا بنت عمرو کا روم کے محلات دیکھنا:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

"رَحِمَكَ اللّٰهُ وَ رَحِمَكَ رَبُّكَ" الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہوگئی حتیٰ کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لٹا دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا اس وقت میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا۔ تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے۔ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہوگئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہوگیا۔ پھر میں نے سنا تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۰ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۲۰۷ بیروت شواہد النبوۃ ص ۵۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## وقت ولادت ظہور پزیر ہونے والے واقعات:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن قتیبہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ عزوجل نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتفاع بڑھ گیا سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہوگئی۔ شیطانِ ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں اُلٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریات و نیز سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم کو نورِ عظیم کا لباس پہنایا گیا۔

اقیم علی راسھا سبعون الف حوراء فی الھواء ینتظرون ولادۃ محمد ﷺ وکان قد اذن اللہ تلک السنۃ لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامۃ لمحمد ﷺ وآن لاتبقی شجرۃ الا حملت ولا خوف الا عاد امنا فلما ولد النبی ﷺ امتلأت الدنیا کلھانورا

ستر ہزار حوریں خلاء میں اس کے سر پر استادہ کی گئیں جو کہ ولادتِ رسول ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی خاطر اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ اولادِ نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دُور دراز علاقوں میں عافیت اور امن ہی امن تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔ ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نور سے معمور ہوگیا۔

ملائکہ آپس میں مبارکیاں دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادتِ سعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا:

یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ

کی ولادت ہوئی، اللہ عزوجل نے حوضِ کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اُگائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ عزوجل سے سلامتی کی دُعا مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے گر پڑے لیکن لات و عزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اُٹھ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے۔ قریش کا بھلا ہو ان کے یہاں امین آ گئے، ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا پہنچا ہے۔

خانہ کعبہ کا یہ حال تھا کہ بہت دِنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی، اب اللہ عزوجل میرے نور کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ عزوجل مجھے جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ کا زلزلہ نہ رُکا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۰۔۸۱ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۶۹ بیروت شواہد النبوۃ ص ۵۶۔۵۷ مدارج النبوۃ ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدی و مرشدی امیر اہل سنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے یوں رقم طراز ہیں۔

چھٹ گئے ظلمت کے بادل دور اندھیرا ہو گیا
نور والا آ گیا صلِّ علیٰ خوش آمدید
خانہ کعبہ میں جو بت تھے سب اوندھے گر پڑے
دبدبہ آمد کا تھا صلِّ علیٰ خوش آمدید
قبر میں جلوہ نبی کا دیکھ عطار کاش
بول اٹھے بے ساختہ صلِّ علیٰ خوش آمدید

سامان بخشش ص ۴۴۹

ولادت کی رات ہر جانور گویا ہوا اور مشرق و مغرب کے چرند پرندنے آپس میں مبارک باد دی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

**کان من دلالات حمل رسولِ اللہ ﷺ ان کل دابة کانت لقریش نطقت ورب الکعبة وھو امان الدنیاسراج اھلھا**

رسول اللہ ﷺ کی علاماتِ حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر چوپایہ بولا۔ ''ربِ کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ ﷺ حمل میں آئے اور اہلِ دُنیا کی امان اوران کے آفتاب ہیں۔''

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اورفنی کمال سے (خالی) ہوگئے اوردُنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جواوندھانہ پایا گیا ہواور ہر بادشاہ گونگا ہوگیا تھا اوراس دِن وہ بولنے سے قاصر تھا

**مرت وحش المشرق الی وحش المغرب بالبشارات و کذالک اھل البحار یبشر بعضھم بعضا لہ**

مشرق کے چرندو پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اورمبارکی لے کر گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پرزمین وآسمان دونوں پر یہ ندا تھی ''مژدہ ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آگئی، وہ زمین پرامن ومبارکی کے لیے ضمانت بن کرتشریف لانے والے ہیں۔''

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ا۸ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۶۷ مدارج النبوۃ)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ**

## مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجیے: آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر مشرق ومغرب کے جانوروں نے خوشیاں منائیں، مبارک بادیاں دیں، جشن منائے اور رسول اللہ ﷺ کی تعریف وثنا کے ترانے گائے اور اسی طرح آج بھی عاشقانِ رسول ولادتِ مبارکہ پر خوشیاں مناتے، جھنڈیاں لگاتے، نعتیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور جھوم جھوم کر کہتے ہیں۔

مبارک ہو حبیب ربِ اکبر آنے والا ہے
مبارک! انبیاء کا افسر آنے والا ہے

اندھیروں میں بھٹکتے پھرنے والوں کو مبارک ہو
تمہیں حق سے ملانے آج رہبر آنے والا ہے

مگراس کے باوجود کچھ لوگ ان کاموں پر اعتراض کرتے اور لوگوں کو منع کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ ان جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو ولادت رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں مناتے ہیں۔ بیٹے کی سالگرہ پر ہزاروں روپے کھپاتے وقت ان کی بولتی بند ہو جاتی ہے اور اس وقت اسراف وزیادتی نظر نہیں آتی۔

## آسمانوں اور جنتوں کے دروازوں کا کھلنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور ﷺ حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ ﷺ منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے جناب باری میں عرض کی: ''اے ہمارے معبود! انبیاء علیہم السلام کا سردار اور تیرا نبی ﷺ یتیم ہوگیا۔'' حق تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔'' ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھواور ان کے لیے برکتیں طلب کرواور ان کے لیے دعائیں مانگو،

صَلَّی اللّٰہُ علی محمد ﷺ

**فتح اللہ لمولدہ ابواب السماء وجنانہ** : اللہ عزوجل نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔

(خصائص الکبریٰ ج۱ص۸۱ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۶۷ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## ولادت مبارکہ کے بعد ہونے والے واقعات:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرماتی ہیں کہ جب وقت ولادت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع حمل کے وقت عورتوں کو ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا۔ میں نے دیکھا کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے رُوبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس وقت اللہ عزوجل نے میری آنکھوں سے

حجابات بالکل دُور فرما دیئے۔ میں نے اس وقت دُنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کئے گئے ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے دَردِ زِہ ہوا اور حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور اُنگلیوں کو اس طرح اُٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اُٹھاتا ہے۔ پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا۔ پھر وہ غائب ہوگیا۔ پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

''محمد (ﷺ) کو زمین کے مشارق و مغارب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصافِ گرامی اور صورتِ گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دریاؤں میں ''ماحی'' رقم کیا گیا ہے۔ کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔'' پھر وہ ابر جلد ہی آپ سے ہٹ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اُون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے اور آپ آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا: ''محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔

اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گوڑھوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہوگئے۔

فسمعت منادیا ینادی طوفوا بمحمد الشرق والغرب وعلی موالید النبیین واعرضوہ علی کل روحانی من الجن والانس والطیر والسباع واعطوہ صفاء آدم ورقۃ نوح وخلۃ ابراھیم ولسان اسماعیل و بشری یعقوب وجمال یوسف و صوت داؤد وصبر ایوب وزھد یحی و کرم عیسی واعمروہ فی اخلاق الانبیاء

میں نے منادی کو نداء کرتے سنا کہ "محمد ﷺ کو شرق و غرب اور انبیاء علیہم السلام کی مولدات پر لے جاؤ اور آپ کے حضور جن و انس اور وحوش و طیور کی رُوحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفا، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کرو اور تمام نبیوں کے اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ کردو۔"

اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے سنا کہ خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دُنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔

بعد ازاں میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ پھر اس آفتابے سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ دیا۔ پھر آپ کو اُٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۲ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۶۸ بیروت مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## یہودی کا نبوتِ محمد ﷺ کی تصدیق کرنا:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا:

"اے گروہِ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟" قریش نے جواب دیا: "ہمیں نہیں معلوم۔" اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

''آج رات اس آخری اُمت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا ایال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دُودھ نہ پیئے گا کیونکہ ایک عفریت جنی نے اس کے منہ میں اُنگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے وہ دُودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔'' پھر قریش کی مجلس برخاست ہوگئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم کے گھر میں پیدا ہوا ہے، اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے۔ پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا، یہودی نے کہا: ''میرے ساتھ چلو تا کہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شناخت کروں۔''

وہ آئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔

**فرای تلك الشامة فوقع اليهودی مغشيا عليه فلما افاق قالوا ويلك مالك قال والله ذهبت النبوة من بنی اسرائيل افرحتم به يا معشر قريش اما والله ليسطون بكم سطوة يخرج خبرها من المشرق الی المغرب**

انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اُٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت دُرست ہوئی تو قریش نے کہا ہم کو تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟ یہودی نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔

اے قبائل قریش! کیا تم اس بچہ کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہو

گا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۵ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۶۸ بیروت مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## ہانڈی کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا:

بیہقی و ابن عساکر نے ابو الحکم تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو عورتوں کے سپرد کر دیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں۔

**فلما اصبحن اتین فوجدن البرمۃ قد انفلقت عنہ اثنین**

چنانچہ انہوں نے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ رُخ اُوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگاہیں اُٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آکر عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ تم لوگ یاد رکھو اور مجھے اُمید ہے کہ یہ بچہ خیر و فلاح کو پہنچے گا۔

جب ساتواں روز ہوا اور عبدالمطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برادری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا:

"اے سردار (مطلب!) آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟"

عبدالمطلب نے بتایا: "میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔"

قریشی مہمانوں نے کہا: "اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟" فرمایا: "میری خواہش ہے کہ اللہ عزوجل نے آسمانوں میں اس کی مدح فرمائی اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔" (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۵ بیروت: مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## ابلیس کو آسمانوں سے روک دیا گیا:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے

روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمانوں سے روک دیا گیا۔ (خصائص الکبریٰ ج ا ص ۸۷ بیروت؛ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## کسریٰ کے محل پر زلزلہ آنا؛ آتش کدۂ ایران کا بجھنا، بتوں کا اوندھے منہ گرنا:

ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش کدۂ ایران بجھ گیا، جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اخفائے حال کے لیے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتنا کیا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء کو رات کی وہ شدنی کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا۔ جس میں از خود آتش خانہ کے سرد ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر دو چند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبذان مجوسی عالم نے کہا، یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دائم رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ:

''سخت اُونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔''

کسریٰ نے پوچھا: ''اے محترم موبذان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔''

اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المنذر کو خط لکھا کہ ''میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں دریافت کر سکوں۔'' نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا۔ جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا۔ ''کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟''

عبدالمسیح نے جواب دیا: ''اے شہنشاہِ فارس! دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتا دوں گا ورنہ اس شخص کی نشان دہی کر دوں گا جو اسے جانتا ہو گا۔'' اس کے بعد بادشاہ

نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسیح نے کہا: ''اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سطیح کاہن کہتے ہیں۔''

بادشاہ نے کہا: ''اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔'' پس عبدالمسیح سفر دراز طے کر کے سطیح کے پاس پہنچا وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔ عبدالمسیح نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالمسیح! تیز رفتار ناقہ پر سطیح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے، آتش کدے کے بجھ جانے، موبذان کے خواب اور دجلہ کے عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے تجھے بھیجا ہے تو سن لے اور بتا دینا۔

اذا کثرت التلاوۃ وظھر صاحب الھراوۃ و فاض وادی السماوۃ و غاضت بحیرۃ الساوۃ و خمدت نار فارس فلیس الشام لسطیح شاما

جس وقت تلاوت کی کثرت ہو گی اور صاحب عصا کا ظہور ہو گا اور دریائے ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے گا تو سطیح کے لیے شام، شام نہ رہے گا۔

بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہو گی۔ یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔

سطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہو گیا۔ عبد المسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۸۷۔۸۸ بیروت؛ مدارج النبوۃ

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ ! ......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد ﷺ

## مدنی پھول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو ناف بریدہ اور مختون تھے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك" میں کہا ہم نے اپنی کتاب میں پایا ہے کہ حضرت آدم مختون پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا کیے گئے۔ ان میں آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت سام، حضرت لوط، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت شعیب، حضرت ہوج اور حضرت صالح۔ ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔ (خصائص الکبریٰ ج ا ص ۹۰ بیروت؛ مدارج النبوۃ)

## چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں:

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔

رایتك فی المهد تناغی القمر وتشیر الیه باصبعك فحیث اشرتَ الیه مال قال انی کنتُ اُحدثه ویحدثنی و یلهینی عن البکاء واسمع وجبته حین یسجد تحت العرش

میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنتا ہوں۔"

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۹۱ بیروت؛ شواہد النبوۃ ص ۶۸ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے
خود سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

اس واقعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہد میں موجود چاند کے سجدہ کرنے کی آواز بھی سن لیتے تھے حالانکہ زمین اور چاند کا درمیانی فاصلہ زمینی قطر کئی گنا زیادہ ہے جب میرے آقا چاند کی آواز سن سکتے ہیں تو میرا یقین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم غریبوں کی محفلوں میں پڑھا جانے والا درود بھی ضرور سنتے ہیں۔

دور ونزدیک سے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی آہ کرے دل سے

## فرشتوں کا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوارے کو ہلانا:

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے "الخصائص" میں بیان کیا

ان مهده كان يتحرك بتحريك الملائكة وان اول كلام تكلم به ان قال الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ یہ تھا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً ۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۹۱ بیروت؛ شواہد النبوۃ ص ۶۲ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضور ﷺ کا حلیمہ سعدیہ کی گود میں آنا:

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حلیمہ بنت حارث (جو رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں) نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خوارانی کے لیے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی نیز میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اُونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دُودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سو نہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دُودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہو سکتا، نہ اُونٹنی کے دُودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے۔ ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعدیہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دُودھ پلائے مگر جب اسے پتہ چلتا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دُودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ”میں اُس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دُودھ پلائی کے لیے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہٰذا میں جاتی ہوں اور اسی کو لیتی ہوں۔“

بہر حال میں گئی اور بلاتردد حضور ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔

فاقبل علیه ثدیای بما شاء من لبن فشرب حتی روی و شرب اخوه حتی روی قام صاحبی الی شارفنا تلك فاذا انها لحافل فحلب ما شرب و شربت حتی روینا

میری چھاتی میں جو کچھ بھی دُودھ تھا میں نے بہر طور اپنا پستان حضور ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی پیا، وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اُونٹنی کا دُودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے رات بسر ہوئی۔

پھر میرے شوہر نے کہا، اے حلیمہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو، کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟“

پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنو سعد کے قریہ کی طرف واپس ہوا۔ راہِ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہوگئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ جس پر ساتھی عورتوں نے کہا۔ کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم سوار تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔ انہوں نے کہا، اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آ گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۹۲ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۹۰ بیروت شواہد النبوۃ ص ۶۱ مدارج النبوۃ)

مبارک ہو حلیمہ سعدیہ تجھ کو مبارک ہو
تیری گود میں کل عالم کا سرور آنے والا ہے

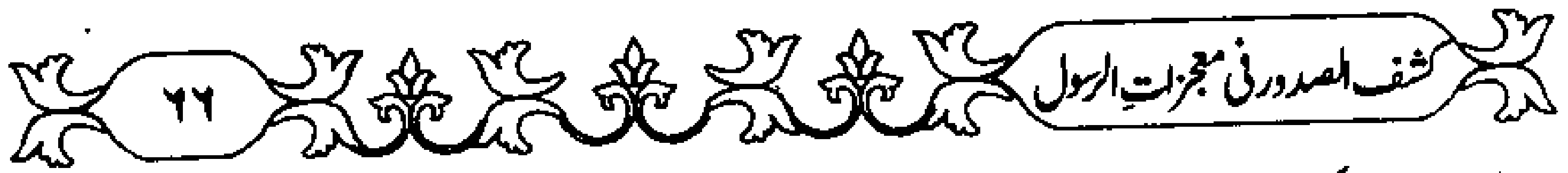
صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حلیمہ کا گھر برکات کا گہوارہ بن گیا:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دُودھ سے لبریز آتیں، ہم ان سے دُودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دُودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراگاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں اس طرف کیوں نہیں چراتے؟ اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دُودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔

اسی طرح دو سال گزر گئے اور حضور ﷺ کی نشو و نما دوسرے بچوں کے مقابلہ میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ ﷺ کے کھانے پینے والے ہو گئے اور پھر ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو حضور ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بخل کیا۔ ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا:

''اے بی بی! اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ




ہے کہ شہر مکہ کی وبا ان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔'' ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ نے حضور ﷺ کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۹۳ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۹۱ بیروت شواہد النبوۃ ص ۶۲ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

حضور اکرم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی عورت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی۔ جس شب حضور اکرم ﷺ پیدا ہوئے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوش خبری پہنچائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ کافر تھا اور عذاب شدید میں مبتلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔ آج بھی اگر کوئی مسلمان میلاد پاک کی خوشی کرے تو یہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے؛

## شق صدر:

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک روز ہمارے مکان کے پیچھے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعۃً آپ ﷺ کا رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا اس نے کہا:

''قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔'' یہ سن کر میں اور حضور ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے حضور ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا۔ آپ کے رضاعی والد نے حضور ﷺ کو سینے سے لگا لیا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے۔ پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا

جیسا کہ پہلے تھا۔"ہم حضور ﷺ کو گھر پر لے آئے پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: "اے حلیمہ! مجھے تو ڈر ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہٰذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہیے۔"

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں باوجود یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشتاق تھیں؟ میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رُونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: "کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟" ہم نے ساری صورتِ حال کہہ سنائی۔انہوں نے کہا،شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ حضور ﷺ پر شیطان کا اثر ہوا ہے واللہ،شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔وہ بات میں تمہیں بھی بتاؤں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے۔تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

"میں اسی بچہ کے لیے حاملہ ہوئی تو دورانِ حمل کسی طرح کی گرانی اور بدمزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی ضو (روشنی) سے محلاتِ شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔آپ ﷺ ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔"

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۹۱ بیروت شواہد النبوۃ ص ۶۲ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## کاہن چلا اٹھا:

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام "اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً، وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً" تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔

ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دِن بھر

(دودھ شریک) بھائی کو موجود نہیں پاتا۔'' میں نے جواب دیا: ''جانِ من! وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟''

اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کے لیے جانے لگے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آدھا دِن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمرہ روتا پیٹتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: ''اے ابو! اے امی! محمد ﷺ قریشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مر جائیں گے۔'' ہم نے پوچھا حضور ﷺ کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا پھر اس نے محمد ﷺ کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا۔ پھر میں آپ کو خبر دینے آ گیا ہوں۔

اس کے بعد میں اور اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اُوپر آسمان کی جانب ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور ﷺ پر جھکی اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا میری جان تم پر فدا ہو، تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اے امی! بالکل خیریت ہے۔ پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت برف سے لبریز تھا انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا اُلٹا دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دِل کو نکالا، شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلود گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا، اور کہا:

''اے حبیب اللہ! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔'' پھر اسے اس شئے سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انگشتری سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا

شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا:

''اب تم ہٹ جاؤ! تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے پورا کر لیا۔'' اب وہ میرے قریب آیا اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ کے جوڑ سے ناف تک پھیرا اور کہا، آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور میں ان میں دس پر وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو۔ اگر تم ان کو ساری اُمت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑ کر اُٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا:

''اے اللہ کے حبیب ﷺ آپ خوف نہ کریں۔ اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ پر کس درجہ مہربان ہے تو بلاشک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔'' انہوں نے مجھے اس جگہ بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اُڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے''۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں آپ ﷺ کو اُٹھا کر بنی سعد کی بستی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو، وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور کوئی اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔ غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں حضور ﷺ کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: ''خاتون آپ خاموش رہیں میں بچے سے سننا چاہتا ہوں، اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔''

پھر اس نے کہا: ''اے بچے! تم اپنی رُوداد بیان کرو!''

اس کے بعد حضور ﷺ نے از اول تا آخری پوری بات بیان کی۔ جس کو سن کر کاہن اُچھلا، کھڑا ہوا اور بہ آوازِ بلند کہنے لگا:

''اے اہل عرب! ''مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ'' تم اس بچہ کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے بھی قتل کر دو کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر پرزور الفاظ میں، میں نے کاہن سے کہا: ''تو خاصا پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی بکواس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو تیرے پاس نہ لاتی، تو کسی اور کو اپنے قتل کے لیے بلا لے۔ میں ہرگز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہ ہونے دوں گی۔''

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پر لے آئی۔ اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے مجھ کو مشک کی طرح خوشبو آتی، نیز روزانہ دو شخص گورے رنگ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے اُترتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہوتے۔ جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: ''اے بی حلیمہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔''

حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے سنا:

''اے سرزمین مکہ! آج تمہیں مبارک ہو، آج تم پرنور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں پہلے حاصل تھا مگر اب دوامی حیثیت سے حاصل رہے گا۔''

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے یہ سارا ماجرا عبدالمطلب سے بیان کیا تو اُنہوں نے جواب دیا۔ اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے میری آرزو ہے کہ

میں اس کے اس زمانے کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۳۔۹۴ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۹۱ بیروت شواہد النبوۃ ص ۶۶ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اہل مکہ کی طلب بارش کے لیے حضور ﷺ کے دادا کے وسیلے سے دُعا:

ابن سعد، بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے متعدد سندوں کے ساتھ مخرمہ بن نوفل سے انہوں نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی ہے کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک چیخ گئیں۔ چنانچہ میں روز سو رہی تھی یا غنودگی کی حالت تھی کہ دفعۃً ایک غیبی آواز سنی کہ:

''اے گروہِ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ تم لوگ بارش اور خوش حالی کے لیے دُعا کیوں نہیں مانگتے۔ لہٰذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب و نسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف و سفید اور جلد میں نازک و لطیف ہو، اس کی پلکیں دراز و کثیر اور رُخسار شاداب و حسین ہوں اور اس کی ناک سونتی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو۔ اسے وہ فخر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں موقوف ہیں۔ اس قحط اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، پوتے کے لئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آ کر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو ملیں، رکن کعبہ کو بوسہ دیں، سات مرتبہ طوافِ کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھیں بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اللہ عزوجل سے بارش کی التجاء و دُعا کرے، باقی تمام لوگ آمین کہیں۔ اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔''

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دِل خوف زدہ اور دماغ چکرا رہا تھا، میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور مکی خانوادوں میں آئی، ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں۔ پس اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک

فرد بطور نمائندہ مجتمع ہو کر عبدالمطلب کی خدمت میں آئے، غسل کیے، خوشبوئیں لگائیں، استلام کے بعد طواف کیا۔ پھر جبل ابوالقبیس پر آئے، عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کمسن پوتے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالمطلبؓ نے ان الفاظ میں دُعا کے لیے لب کشائی کی:

"اَللّٰھُمَّ سَادِ الْخِلَّةَ وَ کَاشِفِ الْکُرْبَةَ اَنْتَ عَالِم" غَیْرُ مُعَلَّمٍ وَ مَسْئُوْلٌ غَیْرُ مُبْخَلٍ وَ ھٰذِہٖ عُبْدَ اُؤکَ وَ اَمَاؤُکَ بِعَذْرَاتِ حَرَمِكَ، یَشْکُوْنَ اِلَیْكَ سُنَّتَھُمْ اَذْھَبَتِ الْخَفَّ وَالظِّلْفَ اَللّٰھُمَّ فَاَمْطِرَنَّ غَیْثًا مُغْدِقًا وَ مُرِیْعًا۔"

دُعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا، بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۶ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۹۱ بیروت مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !..... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## بچپن میں ہی اخلاق حمیدہ کے مالک:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سو کر اُٹھتے اور حضور ﷺ صاف اور ستھرے۔ ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ، جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر حضور ﷺ پروقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورتِ حال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ ﷺ کا انتظام کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۰ بیروت: مدارج النبوۃ)

## حضور ﷺ منبعِ برکات تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دستر خوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت حضور ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے

کہتے:

ٹھہر جاؤ محمد ﷺ کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترتیب اس طرح رکھتے کہ پہلے حضور ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے۔ اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔

(خصائص الکبری ج ا ص ۱۴۱ بیروت؛ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضور ﷺ کے بارے میں بحیرا راہب کی پیش گوئی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب رسول اکرم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے، ایک مقام پر پڑاؤ کیا، اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا۔ یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں۔ پھر یکبارگی اس نے رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند! سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ عزوجل رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟

راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی۔

فقال انکم حین اشرفتم من العقبة لم یمر بشجرة ولا حجر الا خر ساجدا ولا یسجدان الا لنبی

میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے۔

میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کے لیے کھانے کا بندوبست کیا اور رسول اللہ ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران

بحیرا تاکید کرتا رہا کہ اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے نو رومی اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرا جا کر ان سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا انہوں نے جواب دیا:

''ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔''

بحیرا نے ان سے کہا: ''تم نے کبھی سنا یا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادۂ باری کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟''

انہوں نے جواب دیا: ''سنا نہ دیکھا۔''

راہب نے مشورہ دیا: ''تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو، اس کے کاموں میں شریک بن جاؤ۔''

بحیرا راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا: کہ یہ ہیں ان کے والی! بحیرا نے حضرت ابوطالب کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور اس نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس راہب نے روانگی کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۲ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۹۶ بیروت شواہد النبوۃ ص ۴۷ مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## بادلوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنا:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوطالب، چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے حضور ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔ گرمیوں کی تپتی دوپہر میں بصری کے مقام پر پہنچنے ہی والے تھے۔

رفع الراھب بصره فاذا غمامة تظلّ النبی ﷺ من بین من معه من الشمس

خانقاہ کی چھت پر سے جب بحیرا نے اپنی نظروں کو اٹھایا اور یہ عجوبہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھ رہا ہے اور ان میں سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ پس بحیرا نے کھانا بنوایا اور مسافروں کو خانقاہ کے دستر خوان پر بلایا۔

فلما دخل النبی ﷺ الصومعة اشرقت الصومعة نورا جب حضور ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔ بحیراہ نے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دُنیا کے لیے عرب سے عنقریب بعثت ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۴۵ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۹۷ بیروت شواہد النبوۃ ص ۴۲، مدارج النبوۃ)

## حضور ﷺ کے وسیلے سے ابو طالب کا بارش کی دُعا مانگنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاورِ حرم ابو طالب سے کہا۔ ”وادیاں خشک ہو گئیں اور لوگ بھوکوں مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کے لیے دُعا کریں۔“

فخرج ابو طالب ومعه غلام کانه شمش دجن تجلت عنه سحابة قتماء وحوله اغليمة فاخذه ابو طالب فالصق ظهره بالكعبة ولاذباصبعه الغلامَ وما فی السماء قزعة فاقبل السحاب من ها هنا و ها هنا واغدق و انفجر له الوادی و اخصب البادی و النادی

چنانچہ ابو طالب اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابو طالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی اُنگلیوں سے بچہ کو تھام لیا۔ دفعۃً اُفق سے بادل اُٹھے اور برسنے لگے، اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔

اس موقع پر ابو طالب نے آپ ﷺ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے:

وَ اَبْيَضُ يَسْتَسْقِى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثَمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسے حسین وجمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرۂ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں۔

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ

ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد، آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے۔ تو وہ لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۶ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۹۷ بیروت مدارج النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

## اللہ تعالیٰ نے ابولہب کا منہ بند کردیا:

شیخین (امام بخاری ومسلم) رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب آیۂ کریمہ "وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" (پ 19 :214) نازل ہوئی تو رسولِ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے برادرانِ قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟ سب نے کہا ہاں، کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تو میں تمہیں پیش آنے والے عذابِ شدید سے ڈراتا ہوں۔"

ابولہب نے کہا: "تبالك" کیا اسی لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں جمع کیا ہے۔ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ "تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ" نازل فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۰ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۹۷ بیروت مدارج النبوۃ)




صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## فرشتوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنا:

ابن سعد، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے یعلی بن منیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہوگئی تھی۔ اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ ﷺ کو ''الامین'' ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر شام روانہ ہوئے ساتھ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دورانِ سفر بصریٰ میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطورا راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا۔ پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا: ''کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟''

میسرہ نے جواب دیا: ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے۔ راہب نے اس علامت کو پا کر کہا: ''وہ نبی ہیں، آخر الانبیاء ہیں۔''

شام میں پہنچ کر حضور ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوران ایک شخص اُلجھ پڑا اور حضور ﷺ سے کہا۔ آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیے۔ فرمایا: میں نے کبھی لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے اجتناب کر۔ اس شخص نے کہا۔ آپ کا مشورہ درست ہے۔ پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزمان ہیں، ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔

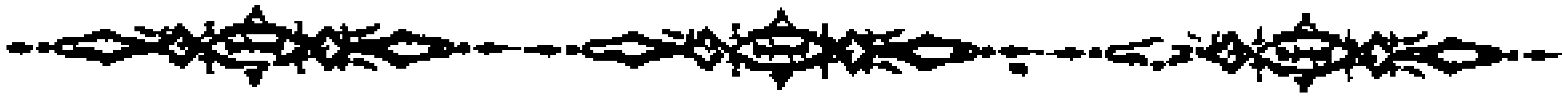
جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تمازت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں، اس طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں۔

فرات رسول اللہ وھو علی بعیرہ و ملکان یظلان علیہ فارتہُ نساء ھا فعَجبنَ لذلک

انہوں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور ان کو تمازتِ آفتاب سے محفوظ رکھنے کے لیے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں۔ پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور رُوداد سفر تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۵۴ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۹۸ بیروت شواہد النبوۃ ص ۴۷ مدارج النبوۃ)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم



## باب ۲

# جمادات کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ

## درختوں اور پتھروں کا السلام علیک یا رسول اللہ کہنا:

ابو نعیم نے معمر ابن سلیمان سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ جِبْرِیْلَ اَخَذَ النَّبِیَّ ﷺ فَاَجْلَسَهٗ عَلٰی بَسَاطٍ کَهَیْئَةِ الدُّرْنُوْكِ فِیْهِ اللُّؤْلُؤُ وَالْیَاقُوْتُ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِیْلُ: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾(العلق: 1) اِلٰی قولہ: ﴿مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾(العلق: 5) ثُمَّ قَالَ لَا تَخَفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ رَاجِعًا فَجَعَلَ لَا یَمُرُّ بِشَجَرَةٍ وَ لَا حَجَرٍ اِلَّا وَ هُوَ سَاجِدٌ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاطْمَاَنَّتْ نَفْسُهٗ وَعَرَفَ كَرَامَةَ اللّٰهِ اِیَّاهُ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر ایک قالین نما چٹائی پر بٹھایا۔ اس قالین پر موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ (العلق: 1 تا 5)" پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد مصطفیٰ ﷺ خوفزدہ نہ ہوں بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے۔ آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ جھک کر آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" یہ سن کر آپ ﷺ کا قلب اطہر مطمئن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس عزت و کرامت کو جان لیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مختص فرمایا تھا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۷ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵)

اس روایت کی تصدیق یہ روایت بھی کرتی ہے جو حدیث مشہور کے قبیل سے ہے۔

وَأَخْرَجَ الدَّارِمِیْ وَالتِّرْمَذِیْ وَ حَسَّنَهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالطِّبْرَانِیْ وَ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِیْ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجَ فِیْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اِسْتَقْبَلَهُ شَجَرٌ وَ لَا مَدَرٌ وَ لَا جَبَلٌ اِلَّا قَالَ لَهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ۔

دارمی، ترمذی، حاکم، الطبرانی، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسولِ مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ ﷺ جس پتھر یا درخت یا پہاڑ کے پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا۔ " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ " میں ان اشیاء کے سلام کو سنتا تھا۔

(انوار الحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۷۷ ا بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵ بیروت ترمزی)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) یہ پتھر جو نبی مکرم ﷺ پر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے مبارک صیغوں سے درود پاک پڑھتا تھا مکہ کی گلی زقاق الحجر میں موجود تھا اور امام ابوحفص المیانشی فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں جس سے ملاقات کی اس نے یہی بتایا کہ حضور ﷺ پر سلام عرض کرنے والا پتھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں نصب تھا۔ وہ حضور ﷺ سے میٹھی میٹھی باتیں بھی کرتا تھا۔ آج تک لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج2 ص 16)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں

سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش)

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ افضل و مستحب ہے۔ پھر یہ درود پاک پڑھ کر باعث رشک اور صاحب تبرک ہو جائے تو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کیوں اس سے محروم رہیں۔

مومنو! پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

(3) اس درود پاک کو بدعت و شرک کہنے والے ذرا عدل و انصاف سے کام لیں۔ کیا اس سلام کا احادیث مبارکہ میں ذکر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر یہ بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟ تابعین کے عہد مبارک سے لے کر آج تک مسلمان اس درود و سلام سے فیض حاصل کرتے اور محبت مصطفیٰ ﷺ پڑھتے رہے ہے۔ اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار ہو جاؤ۔ ہمارے پیچھے شیطان اور اس کے ساتھی محبت مصطفیٰ ﷺ سلب کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے سائے سے بھی بچیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ دشمنانِ رسول کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(4) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یارسول اللہ کہنا جائز اور حدیث پاک سے ثابت ہے۔ پھر والی حدیث پاک کا درجہ صحت بیان کرتے ہوئے شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ روایت بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کثیر تابعین نے روایت کی ہے۔ یہاں تک اب یہ تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بھی عقلمند اس میں شک نہیں کر سکتا۔ درخت کا سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا: اقول جو اس میں شک کرتا ہے وہ عقل سے پیدل اور درجہ سفاہت میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔ الوھابیۃ قوم لا یعقلون۔

## درخت کا حضور ﷺ سے کلام کرنا:

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ خَارِجٌ مِنْ مَكَّةَ قَدْ خَضَبَهُ أَهْلُ مَكَّةَ بِالدِّمَاءِ قَالَ مَالَكَ قَالَ خَضَبَنِیْ هٰؤُلَاءِ بِالدِّمَاءِ وَ فَعَلُوْا قَالَ تُرِيْدُ اَنْ أُرِيْكَ آيَةً قَالَ نَعَمْ اُدْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ فَدَعَاهَا فَجَاءَتْ تَخِدُّ الْأَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ قَالَ ارْجِعِیْ اِلٰی مَكَانِكِ فَرَجَعَتْ اِلٰی مَكَانِهَا قَالَ حَسْبِیْ حَسْبِیْ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ مشرکین نے آپ ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں کہ آپ ﷺ خون میں لت پت تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم نے مجھے اذیتیں دے کر لہولہان کر دیا ہے اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کیا میں آپ ﷺ کو کوئی نشانی دکھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اس درخت کو پکاریں۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو آواز دی۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو مخاطب کر کے فرمایا، واپس اپنی جگہ پر چلا جا، آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر درخت اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے یہی کافی ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۱۷۷ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: مصنف ابن شیبہ۔ دارمی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## درخت کی شاخ نے حضور ﷺ کا حکم مانا:

امام بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ کی ایک وادی کی جانب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اہل مکہ کے جھٹلانے کی وجہ سے از حد غمگین تھے۔

فَدَعَا غُصْنًا فَانْتَزَعَ مِنْ مَكَانِهِ ثُمَّ خَدَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِرْجِعْ اِلَى مَكَانِكَ فَرَجَعَ الْغُصْنُ فَخَدَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى اِسْتَوَى كَمَا كَانَ

آپ ﷺ نے بارگاہِ ربوبیت میں التجا کی مولا! مجھے ایسی نشانی دکھا جس کو دیکھ کر میرا دِل مطمئن ہو جائے اور میرا یہ فکر و اندیشہ اور غم ختم ہو جائے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی جانب وحی فرمائی کہ آپ ﷺ اس درخت کی جس شاخ کو چاہیں بلا لیں۔ آپ ﷺ نے ایک شاخ کو آواز دی۔ وہ شاخ اپنی جگہ سے ٹوٹی اور زمین پر چلتی ہوئی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ اس کے بعد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اے شاخ! اپنی جگہ پر چلی جا۔ وہ دوبارہ زمین پر چلتی ہوئی اسی درخت کے ساتھ متصل ہو گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر سرورِ کائنات ﷺ بارگاہِ صمدیت میں مدح خواں ہوئے۔ آپ ﷺ کا قلب مطمئن ہو گیا اور آپ ﷺ واپس گھر تشریف لے گئے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۸ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھیے میرا رب کریم عزوجل کس قدر نبی کریم ﷺ سے محبت فرماتا ہے۔ جب محبوبِ کریم کفار کی تکالیف سے رنجیدہ خاطر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسکین قلب کے لیے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا اور آپ کو خبر دی کہ اے پیارے حبیب ﷺ آپ بے اختیار نہیں بلکہ میں نے آپ کو مختارِ کل بنا کر بھیجا

ہے۔ ذرا درخت کو آواز دے کر تو دیکھو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

(2) اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے مثلیت کا دعویٰ باطل محض ہے۔ یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ اور ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں۔ وہ بھی اللہ کے بندے تھے ہم بھی بندے ہیں، بس اُن پر وحی نازل ہوئی تھی۔ ہم اس سے معری ہیں۔ کتنی بڑی گستاخی ہے۔ اگر حضور ﷺ اور اپنے درمیان فرق معلوم کرنا چاہو تو اپنے مکان کی چھت پر موجود کوے کو آواز دیکر تو دیکھو کہ وہ آپ کی دستار و جبہ دیکھ کر متاثر ہو کر آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آتا ہے یا آپ پر بیٹ کر کے مسکراتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کس کھیت کی مولی ہیں اور کس گندی نالی کے کیڑے ہیں۔ حالانکہ کوے پر تو تمہارا رحم و کرم تمہارے اکابر سے ثابت ہے اور تم زاغ معروف حلال است کے قائل ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

## اعرابی کا قبولِ اسلام:

حضرت بریدہ سے روایت ہے۔

سَأَلَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً أَيُّ عَلَامَةٍ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ قُلْ لِتِلْكَ الشَّجَرَةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَدْعُوْكِ فَدَعَاهَا فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ عَنْ يَمِيْنِهَا وَشِمَالِهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا وَ خَلْفَهَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوْقُهَا ثُمَّ جَاءَ تْ تَخِدُّ الْأَرْضَ تَجُرُّ عُرُوْقَهَا مُغْبَرَّةً حَتّٰى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ إِلٰى مَنْبِتِهَا فَرَجَعَتْ فَدَلَّتْ عُرُوْقَهَا فَاسْتَوَتْ ۔

ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رسالت کی نشانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! جا اس درخت کو جا کر حکم دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے بلا رہے ہیں۔ اعرابی نے اس درخت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر وہ درخت پہلے دائیں پھر بائیں پھر آگے اور پیچھے جھکا، اس کی جڑیں زمین سے اکھڑ گئیں۔ پھر اپنی جڑوں سمیت زمین کو چیرتا ہوا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گیا اور یوں سلام عرض کرنے لگا: " اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ " اعرابی نے کہا اب آپ اس درخت کو حکم دیں کہ وہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر وہ درخت دوبارہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس کی جڑیں زمین میں دھنس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ یہ ممانعت سن کر اعرابی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرمائیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ اس اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۸۷ ا بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) درخت جس کے اندر دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے کی حس موجود نہیں۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اعرابی دو عالم کے داتا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہے جب یہ بے حس ہو کر جاننے کی اتنی قوت رکھتا ہے تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُمتیوں کے احوال کو کیونکر جانتے نہ ہوں گے۔ وہ کیسے ان سے بے علم ہو سکتے ہیں۔

(2) درخت کے سامنے کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ درود و سلام پڑھتے وقت تعظیم سے کھڑے ہونا بھی جائز و مستحب ہے جس کو قیام تعظیمی سے تعبیر کیا جاتا ہے اس طرح کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضہ ہے اور ہرگز شریعت کے منافی نہیں۔

(الدرالمنظم ص 139)

(۳) اعرابی معجزہ دیکھ کر تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا قائل اور محبت مصطفیٰ ﷺ کا دم بھرنے لگا لیکن آج دشمنانِ رسول سب کچھ پڑھنے کے باوجود منبروں پر پیٹ تھرکاتے اور نفی میں سر ہلاتے نظر آتے ہیں اور حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہیں۔ ان کو ناجائز کہنا حدیث کے خلاف ہے۔

## کھجور کے خوشہ کا بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہونا:

﴿6﴾...... امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں آیا۔ اس نے عرض کی میں کس طرح پہچانوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلالوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ اس نے عرض کی ہاں۔

فَدَعَاهُ فَجَعَلَ ينقز اي يثب حَتّٰى اَتَاهُ فَقَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ اِلٰى مَكَانِهٖ ۔

آپ ﷺ نے اس کھجور کے خوشہ کو آواز دی وہ خوشہ اُچھلتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ خوشہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۸ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## دو درختوں کا حکم بجالانا:

﴿7﴾...... امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں شرکت کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ

ہوئے۔حتیٰ کہ ہم نے ایک وسیع وادی میں قیام کیا۔حضور پرنور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔میں بھی پانی کا برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔حضور پر نور ﷺ نے دیکھا تو آپ کو کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے آپ ستر پوشی فرماسکیں۔اس وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ان دونوں میں سے ایک کی طرف حضور ﷺ تشریف لے گئے۔

فَأَخَذَ غُصْنًا مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِیْ مَعِیَ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْسِ الَّذِیْ يُصَانِعُ قَائِدَهُ وَالْمَخْشُوْشُ الَّذِیْ وُضِعَ فِيْهِ الْخَشَّاشُ وَ هُوَ عُوْدٌ يُجْعَلُ فِیْ أَنْفِ الْبَعِيْرِ لِيَنْقَادَ بِسَهُوْلَةٍ ثُمَّ فَعَلَ بِالْأُخْرٰی كَذٰلِكَ حَتّٰی كَانَ بِالْمنصَفِ بَيْنَهُمَا قَالَ اِلْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَالْتَامَتَا .

آپ ﷺ نے اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میرے ساتھ جھک جا۔ وہ شاخ فرمانبردار اُونٹ کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ جھک گئی۔ آپ ﷺ دُوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے۔اسے بھی یہی حکم سنایا پھر آپ نے دونوں شاخوں کو جمع کیا اور فرمایا اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔

(صحیح مسلم ج ۲ کتاب المناقب: انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۷۷ا بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوۃ ج ا:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے کہ کھجور کا خوشہ اور درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کو جانتی اور آپ کی عظمت پہچانتی ہیں اور وہ یہ بھی جانتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مختارِ کل بنایا گیا ہے،یعنی درخت اس کے حال سے باخبر ہے تو میرے آقا ﷺ اپنے امتیوں کے احوال سے کیونکر باخبر نہ ہونگے۔درخت جانتا ہے کہ یہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اب ان کی اطاعت کے بغیر چارا نہیں۔ ان کی اطاعت میں ہی بھلائی اور خیر ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے تو وہ ان بے حس چیزوں سے بھی گیا گزرا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور ہے بڑھانا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

## کھجور کے درختوں کا حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کرنا:

﴿8﴾......حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غزوہ کے سفر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس وادی میں قضائے حاجت کے لیے کوئی جگہ ہے۔ میں نے عرض کی یہ وادی تو لوگوں سے بھرپور ہے یہاں تو اس مقصد کے لیے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا تجھے کوئی پتھر یا کھجور نظر آتی ہے۔ میں نے عرض کی مجھے بعض کھجوروں کے بعض ایسے درخت نظر آتے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

قَالَ اِنْطَلِقْ وَقُلْ لَهُنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَأْمُرُكُنَّ اَنْ تَقَارَبْنَ وَ قُلْ لِلْحِجَارَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهُنَّ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّخَلَاتِ يَتَقَارَبْنَ حَتّٰى اِجْتَمَعْنَ وَالْحِجَارَةَ يَتَعَاقَدْنَ حَتّٰى صِرْنَ رِكَامًا ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور درختوں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔ اور میرا یہی حکم پتھروں کو بھی جا کر سنا دو۔ میں نے کھجوروں اور پتھروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو تمام کھجوریں ایک جگہ جمع ہو گئیں اور تمام پتھر تہ بہ تہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ اب ان کھجوروں اور پتھروں سے

کہہ دو کہ وہ جدا جدا ہو جائیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ ءِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنی جگہ پر جا گزین ہو گئے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۹ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۱۹ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضور ﷺ نے رکانہ پہلوان کو پچھاڑ دیا:

﴿9﴾...... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک پہلوان تھا، اس کا نام رکانہ تھا، وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر اور قوی تھا، وہ مشرک تھا اور وادی اضم میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور اس وادی میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے رکانہ سے ملاقات کی۔ اس وقت حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ تھا۔ رکانہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اے محمد! (ﷺ) کیا آپ وہ شخص ہیں جو ہمارے بتوں لات وعزیٰ کو دشنام طرازی کرتے ہیں اور اپنے حکیم اور عزیز رب کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان قرابت داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں آپ سے کوئی گفتگو نہ کرتا بلکہ آپ کو قتل کر دیتا۔ آج آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو پکار لیں کہ وہ آپ کو مجھ سے بچا لے۔ میں عنقریب آپ پر ایک معاملہ پیش کرنے لگا ہوں۔ وہ یہ کہ کیا آپ مجھے پچھاڑ دیں گے؟ آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو بلا لیں کہ وہ میرے خلاف آپ کی مدد کرے۔ میں بھی لات وعزیٰ کو بلا لیتا ہوں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میرے ریوڑ سے آپ کو اپنی پسند کی دس بکریاں لینے کی اجازت ہوگی اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو کشتی لڑنا چاہتا ہے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کیے اس کو پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔

فَقَالَ لَهُ رُكَانَةُ قُمْ فَلَسْتَ أَنْتَ الَّذِیْ فَعَلْتَ بِیْ هٰذَا اِنَّمَا فَعَلَهُ اِلٰهُكَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَخَذَلَنِیْ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى وَ مَا وَضَعَ جَنْبِی

أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَكَ ثُمَّ قَالَ رُكَانَةُ عُدْ فَإِنْ أَنْتَ صَرَعْتَنِي فَلَكَ عَشَرَ أُخْرَى تَخْتَارُهَا فَأَخَذَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رُكَانَةُ قُمْ لَسْتَ أَنْتَ الَّذِي فَعَلْتَ بِي هٰذَا وَإِنَّمَا فَعَلَهُ إِلٰهُكَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَخَذَلَنِي اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَدُونَكَ ثَلَاثِينَ شَاةً مِنْ غَنَمِي فَاخْتَرْهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا أُرِيدُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى الْإِسْلَامِ يَا رُكَانَةُ ۔

رکانہ نے کہا آپ (ﷺ) میرے سینے سے اُٹھ جائیں۔ آپ وہ ذات نہیں جس نے مجھے پچھاڑا ہے بلکہ آپ ﷺ کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے شکست دی ہے اور لات وعزیٰ نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ آپ سے کشتی لڑنے سے پہلے کسی شخص نے بھی میرا پہلو زمین پر نہیں لگایا تھا۔ رکانہ نے کہا آئیں ہم دوبارہ کشتی لڑتے ہیں۔ اگر آپ نے مجھے اس کشتی میں مغلوب کر لیا پھر آپ ﷺ کو میرے اس ریوڑ سے اپنی پسند کی دس اور بکریاں لینے کی اجازت ہو گی۔ آپ ﷺ نے پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو بلند کر دیا۔ حضور ﷺ نے کشتی میں رکانہ کو پھر مغلوب کر دیا اور آپ اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ رکانہ نے کہا آپ اُٹھ جائیں۔ آپ (ﷺ) نے مجھے مغلوب نہیں کیا بلکہ آپ کے حکیم اور عزیز معبود نے مجھے شکست سے دوچار کیا ہے اور لات و عزیٰ نے مجھے رسوا کر دیا ہے۔ آپ سے قبل کوئی شخص بھی میرا یہ پہلو زمین پر نہیں لگا سکا تھا۔ رکانہ نے پھر کہا اگر اب تیسری مرتبہ آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میں آپ کو اپنے ریوڑ کی دس ایسی بکریاں دوں گا جو آپ پسند فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا آپ (ﷺ) نے مجھے نہیں پچھاڑا۔ آپ (ﷺ) کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے مغلوب کیا ہے۔ مجھے لات و عزیٰ نے رسوا کر دیا ہے۔ وہ میری بکریاں چر رہی ہیں ان میں سے جو چاہیں پسند کر لیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں بکریوں کی خواہش نہیں کرتا۔ میں تو تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو آتش جہنم کا ایندھن بنے۔ اگر تو اسلام قبول کرلے گا تو بچ جائے گا۔ رکانہ نے کہا میں اس وقت تک ہرگز اسلام قبول نہیں کروں گا جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہ دکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرا کوئی گواہ ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور وہ تجھے کوئی نشانی دکھا دے تو تو میری دعوت پر لبیک کہے گا؟ رکانہ نے جواب دیا ہاں، آپ ﷺ کے قریب ہی ایک ببول کا درخت تھا، جس کی کئی چھوٹی اور بڑی شاخیں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ ''اللہ کے حکم سے میری طرف آ جا، وہ درخت دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس کا ایک حصہ اپنے تنے اور شاخوں سمیت بارگاہِ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ وہ درخت نبی کریم ﷺ اور رکانہ کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر رکانہ نے کہا آپ (ﷺ) نے مجھے ایک عظیم علامت دکھائی ہے۔ اب آپ اس کو حکم دیں کہ یہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کیا تو اللہ کو گواہ بناتا ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور یہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو تو اسلام قبول کرلے گا۔ رکانہ نے جواب دیا ہاں میں آپ کی دعوت کو قبول کرلوں گا۔ وہ درخت اپنی شاخوں اور تنے سمیت واپس چلا گیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے رکانہ! اسلام قبول کرلے تو بچ جائے گا۔ رکانہ نے جواب دیا۔ اگرچہ آپ ﷺ نے ایک عظیم معجزہ دکھایا ہے لیکن میں صرف اس وجہ سے اسلام قبول نہیں کروں گا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں گے کہ میں نے اسلام صرف اس خوف اور ڈر کی وجہ سے قبول کیا ہے جو آپ ﷺ کی وجہ سے میرے دل میں داخل ہو گیا۔ حالانکہ شہر کی تمام عورتیں اور بچے جانتے ہیں کہ آج تک نہ ہی کسی شخص نے مجھے پچھاڑا ہے اور نہ ہی میرا دل مرعوب ہوا ہے۔ اب آپ اپنی بکریاں لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اسلام قبول نہیں کرتا تو مجھے تیری بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے اس مقام پر آ گئے۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ حضور ﷺ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ یہ

بات مشہور تھی کہ رکانہ کی وادی میں کوئی شخص بھولے سے بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ دونوں حضرات آپ ﷺ کی جستجو میں نکلے۔ انہیں یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ حضور ﷺ کی ملاقات رکانہ سے ہو جائے اور وہ آپ ﷺ کو شہید نہ کر دے۔ اُنہوں نے ہر نشیب و فراز میں آپ ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اچانک اُنہوں نے دیکھا کہ نبی محترم ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ اس وادی میں اکیلے تشریف لے آئے۔ حالانکہ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ رکانہ کی وادی ہے اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور آپ ﷺ کو جھٹلانے میں سب سے آگے ہے۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی رسائی مجھ تک ناممکن تھی۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں تمام داستان سنانا شروع کی۔ آپ ﷺ کے معجزہ کے متعلق سن کر ان دونوں نے تعجب کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا یارسول اللہ! (ﷺ) کیا آپ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا تھا۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہم نہیں جانتے کہ کسی انسان نے اس کا پہلو زمین پر لگایا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی۔ اسی نے اس کے خلاف میری اعانت کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۱۹۔ ۳۲۰ بیروت: شواہد النبوۃ ص ۲۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## بچے تندرست ہونا:

﴿10﴾...... امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اتنی دُور تشریف لے جاتے کہ آپ ﷺ کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہم ایک چٹیل میدان میں فروکش ہوئے اس میں کوئی جھاڑی یا درخت نہ تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! برتن پکڑو اور میرے ساتھ چلو۔ میں نے برتن کو پانی سے بھرا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔ ہم اتنی دُور نکل گئے کہ ہمیں کوئی شخص بھی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دو درخت دیکھے جن کے مابین ایک گز کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ مجھے فرما رہے ہیں کہ

اپنے دُوسرے ساتھی کے ساتھ مل جاتا کہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کر سکوں میں نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا وہ درخت دُوسرے درخت کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی پھر ہم واپس قافلہ میں آ گئے اور ہمارا کارواں سفر پررواں دواں ہو گیا۔

فَاِذَا نَحْنُ بِاِمْرَأَةٍ قَدْ عَرَضَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهَا صَبِیٌّ تَحْمِلُهُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِبْنِیْ هٰذَا یَأْخُذُهُ الشَّیْطَانُ کُلَّ یَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا یَدَعُهُ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَنَاوَلَهُ فَجَعَلَهُ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ مُقَدِّمَةِ الرَّحْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَاوَلَهَا اِیَّاهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا عَرَضَتْ لَنَا الْمَرْأَةُ مَعَهَا کَبْشَانِ تَقُوْدُهُمَا وَالصَّبِیُّ تَحْمِلُهُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِقْبَلْ مِنِّیْ هَدِیَّتِیْ فَوَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ عَادَ اِلَیْهِ بَعْدُ ۔

اچانک ایک خاتون بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے ننھے بچے کو اُٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ شیطان روزانہ تین بارے میرے اس بچے پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو نہیں چھوڑتا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس خاتون سے بچہ لے کر اپنے آگے کجاوہ میں بٹھا لیا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ کے دشمن! دفع ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اس خاتون کو اس کا بچہ واپس کر دیا۔ جب ہم سفر سے واپس ہوئے تو پھر ہمیں وہی عورت ملی اس کے پاس دو مینڈھے تھے اور انہیں ہانک کر لا رہی تھی اس نے اپنا بچہ بھی اُٹھایا ہوا تھا۔

اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ شیطان اس دن کے بعد میرے بچے کے پاس نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مینڈھا لے لو اور دُوسرا واپس کر دو۔ پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے۔ رسول کریم ﷺ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک بھاگا ہوا اُونٹ حاضر ہوا۔ جب ہم اس وادی کو عبور کرنے ہی والے تھے تو اُونٹ آپ ﷺ کے




سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ انصار کے ایک نوجوان نے کہا یہ ہمارا اُونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ سب مال آپ ہی کا تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو حتیٰ کہ اس کی موت کا وقت آجائے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱:)

## مدنی پھول:

(1) اس عورت کے بچے کو روزانہ تین مرتبہ مرگی کا دورہ پڑتا تھا اور مرگی کا دورہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ بات اہل عرب میں مشہور تھی اسی وجہ سے اس عورت نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِبْنِیْ ھذا یَأْخُذُہُ الشَّیْطَانُ ۔ یعنی اس پر شیطان حملہ آور ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا اخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰہِ ۔ یعنی اے دشمن خدا! دور ہو جا۔ تو شیطان فوراً سے پہلے بھاگ گیا اور بچہ بالکل تندرست ہو گیا اور وہ عورت اپنی جھولی مرادوں سے بھر کر واپس پلٹ گئی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(2) عورت کا بچہ بیمار ہوا۔ وہ تو اس کی شفایابی کے لیے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ وہ یہ جانتی تھی کہ رب تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ قرآن پاک کے اس حکم سے بھی آگاہ تھی۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ۔ اس کی طرف آنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔ اس لیے وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔

(3) سرکارِ مدینہ ﷺ نے اس عورت کو جھڑکا نہیں، ڈانٹا نہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کو چھوڑ کر میرے پاس کیوں آئی ہو۔ جاؤ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں دُعا کرو۔ میرے پاس آنا شرک ہے۔ ایسا ہرگز نہیں فرمایا بلکہ اس عورت کی التجاسن کر اس کی حاجت کو پورا فرما دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ باذنِ پروردگار شافی الامراض ہیں۔

(4) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی حاجت کے لیے اللہ والوں کے پاس جانا شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔ ذرا سوچو تو سہی ہم اللہ والوں کے پاس کیوں جاتے ہیں صرف اور صرف اس لیے کہ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ اللہ عزوجل اُن سے راضی ہے اور اُن کے صدقے ہم سے بھی خوش ہو جائے گا۔ بتاؤ اس میں کیا حرج ہے؟ یہ عین توحید ہے یا نہیں۔ اور احادیث سے بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب کوئی آفت آئی وہ سیدھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حالانکہ وہ لوگ تم سے زیادہ توحید کے قائل اور شرک سے اجتناب کرنے والے تھے اور اس کو زیادہ جاننے والے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی شفا عطا فرماتا ہے اور ہر دُعا کا قبول کرنے والا ہے لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رب تعالیٰ دُعا ضرور قبول فرماتا ہے مگر جن کے صدقے قبول فرماتا ہے وہ ہستی رسول پاک ﷺ کی ذات ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد ﷺ برائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش)

(5) جو لوگ اللہ والوں کے پاس جانے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حصولِ شفاء کے لیے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی دُعا کرنی چاہیے اور غیر اللہ کے پاس جانا شرک ہے تو وہ لوگ ذرا عدل وانصاف کا ترازو تھام کر جواب دیں کہ سر درد، پیٹ درد اور دیگر امراض کے لیے ڈاکٹر سے کلینک میں بھاگے بھاگے کیوں جاتے ہیں۔ کیا اس وقت انہیں بارگاہِ خداوندی یاد نہیں ہوتی۔ اس وقت اپنی ساری خود ساختہ توحید بالائے طاق رکھ کر المدد یا ڈاکٹر کا نعرہ بلند کرتے اور شرک کے سارے فتوؤں کو منبر مسجد تک محدود رکھ کر استعانت بغیر اللہ کا علم لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا ڈاکٹر غیر اللہ نہیں ہے؟ کیا اس کے پاس جانا اور مدد مانگنا غیر اللہ سے استعانت نہیں ہے۔ ہائے افسوس! تم پر صد ہزار افسوس کہ داڑھی

منڈے اور پینٹ میں کسے کسائے ڈاکٹر کو شافی الامراض (شفا دینے والا) مانتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شافی الامراض دافع البلاء مانتے ہوئے تمہیں کون سی تکلیف ہوتی ہے۔

(6) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُونٹ بھی جاں بخشی اور پناہ طلبی کے لیے بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے جس کو ان کی بارگاہ میں پناہ مل جائے اسے دُنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ڈھونڈا ہی کریں گے صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

اور مزید فرماتے ہیں:

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پرارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں
اپنے دِل کا ہے انہیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے اب اس در کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

## رکن غربی کا کلام کرنا:

﴿11﴾......امام بخاری نے احمد بن محمد کی سند سے حضرت ابوعبداللہ الصادق سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

لَمَّا انْتَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى الرُّكْنِ الْغَرْبِىِّ فَجَازَهُ قَالَ لَهُ الرُّكْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَسْتُ مِنْ قَوَاعِدِ بَيْتِ رَبِّكَ فَمَا بِىْ لَا أُسْتَلِمُ فَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَسْكُنْ عَلَيْكَ السَّلَامُ غَيْرُ مَهْجُوْرٍ .

جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم رکن غربی کے پاس آئے اور اس کے پاس سے گزرے تو رکن نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ کے رب کے گھر کی بنیادوں میں سے نہیں ہوں؟ پھر مجھے بوسہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رکن کے قریب ہوئے اور فرمایا اے رکن! خاموش ہو جا۔ تجھ

پر سلامتی ہو۔ اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔

(بخاری شریف: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) مغرب کی جانب خانہ کعبہ کی دیوار کو رکن غربی کہتے ہیں۔

(2) ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے خانہ کعبہ کی ایک جانب دیوار کو بوسہ دیا اور رکن غربی کو ترک کر دیا تو رکن غربی محبوب کریم ﷺ کے فراق کو برداشت نہ کر سکا اور دست بستہ نہایت ادب سے سرکارِ مدینہ ﷺ سے بطورِ تبرک التجاء کی کہ حضور مجھے بھی بوسہ مبارک سے نوازیئے۔ یہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا معجزہ ہی ہے کہ پتھر نے حضور ﷺ سے کلام کیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

3 سرکار ﷺ نے پتھر کے کلام کو سمجھ بھی لیا اور اس کی مراد کو بھی پورا فرما دیا

آپ بھرتے ہیں جھولیاں سب کی آپ سنتے ہیں بولیاں سب کی
آؤ شہر نبی ﷺ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں

## کنکریوں کا تسبیح پڑھنا:

﴿12﴾...... ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اکیلے ہی تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو سلام عرض کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔

فَاَخَذَهُنَّ فَوَضَعَهُنَّ فِیْ كَفِّهٖ فَسَبَّحْنَ حَتّٰی سَمِعْتُ لَهُمْ حَنِیْنًا

## کَحَنِیْنِ النَّخل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو پکڑا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ دست مصطفیٰ رضی اللہ عنہ میں جا کر کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں۔ میں نے ان کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو نیچے رکھا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو اُنہوں نے پھر تسبیح پڑھنا شروع کی۔ میں نے ان کنکریوں کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو پکڑا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کنکریوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں جا کر تسبیح خوانی کی۔ ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز آ رہی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو زمین پر رکھا تو خاموش ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو پکڑا اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کنکریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز آئی۔ جب اُنہوں نے ان کو نیچے رکھا تو پھر وہ بھی خاموش ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ ۔

ترجمہ کنز الایمان: "اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی

ان میں ہے۔"

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ان کی تسبیح کو بعض صالحین سنتے اور جانتے ہیں۔

اقول جب صالحین کا یہ حال ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم کیا ہوگا اور افضل الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کا عالم کیا ہوگا۔

(2) خلفاء راشدین نے بھی اس تسبیح کو سنا اور ان کا اس تسبیح کو سننا ان کی کرامت ہے۔

(3) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلافت کی ترتیب کا علم تھا۔ جس ترتیب کے ساتھ خلافت عطا ہونی تھی اس ترتیب سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی اپنے معجزے کے ساتھ آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں اور آخر میں اس کی صراحت بھی فرما دی کہ ھذہ خلافۃ نبوی کہ یہ نبوت کی خلافت ہے۔ یعنی میرے بعد اس ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے۔

(4) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کی اس ترتیب سے راضی بھی ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے خلافت اہل بیت سے چھینی ہے اُن کا یہ وسوسہ بھی واھیات کے قبیل سے ہے۔ نہ اہل بیت نے خلافت طلبی کی خواہش ظاہر کی اور نہ ہی شیخین کریمین نے ان سے خلافت کو غصب کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا حضور! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا ناس ہو۔ میرے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دینی امور میں امام بنایا انہیں کو ہم نے اپنے دُنیوی امور بھی سونپ دیئے۔

بعض لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر باغ فدک کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حدیث قرطاس کا اعتراض کرتے ہیں میں اس کی مکمل تفصیل اعتراض و جواب کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔

# باغ فدک

## اعتراض:

حضور ﷺ نے باغ فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو غصب کر لیا۔ لہٰذا حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ جس نے فاطمہ کو ستایا اس نے مجھے ستایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوگا؟

## جواب:

بعض حصہ زمین جو کفار نے مغلوب ہو کر بغیر جنگ کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا ان میں ایک فدک بھی تھا۔ حضور ﷺ اس آمدنی سے اپنے اہل عیال اور ازواجِ مطہرات پر خرچ فرماتے تھے۔ یتیموں اور غریبوں کو بھی عطا فرماتے تھے اور اصحابِ صفہ کی حاجتیں بھی اسی سے پوری کرتے تھے اور جہاد کا سامان بھی اس سے خریدتے تھے۔

پھر جب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے بھی فدک کو انہیں مدوں میں استعمال کیا۔

یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے باغ فدک سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا یہ رافضیوں کا افتراء ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں بلکہ رافضیوں کی بھی کئی کتابوں سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا تھا۔ رافضیوں کی معتبر مذہبی کتاب شرح ابن الحدید اس میں ایک روایت ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ لَمَّا طَلَبَتْ فِدَكَ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ اَنْتِ الصَّادِقَةُ الْاَمِيْنَةُ عِنْدِیْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَهْدًا اِلَيْكَ اَوْ وَعَدَكِ وَعْدًا صَدَّقْتُكِ وَ سَلَّمْتُ اِلَيْكَ فَقَالَتْ لَمْ يَعْهَدْ اِلَیَّ فِیْ ذَالِكَ ۔

ترجمہ: جب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فدک طلب کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ میرے

نزدیک صادقہ امینہ ہیں۔ اگر حضور ﷺ نے آپ کے لیے فدک کی وصیت کی ہے یا وعدہ فرمایا تو میں اس کو تسلیم کروں گا اور فدک آپ کے حوالے کردوں گا۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس معاملہ کے بارے میں حضور ﷺ نے میرے لیے کوئی وصیت نہیں فرمائی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ حضور ﷺ نے باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا نہ فرمایا تھا اور نہ ہی کوئی وصیت فرمائی تھی۔

اعتراض: اگرچہ حضور ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں باغ فدک سیدہ کو نہ دیا تھا مگر وراثت میں تو ملنا چاہیے تھا۔

جواب: حضور ﷺ بہت زیادہ فیاض تھے جب کوئی مال آتا اس کو تقسیم فرما دیتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آخری وقت حضور ﷺ کی ملکیت میں چھ یا سات اشرفیاں تھیں جن کو حضور ﷺ نے خیرات کر دیا۔

وراثت اس چیز سے جاری ہوتی ہے جو مورث کی ملکیت ہو اور سرکار ﷺ نے کوئی مال بطور وراثت چھوڑا ہی نہیں وراثت اس چیز سے جاری ہوتی ہے جو مورث کی ملکیت ہو اور سرکار ﷺ نے کوئی مال بطور وراثت چھوڑا ہی نہیں وراثت کیسے جاری ہو۔

اور فدک مالِ فَی سے تھا اور مالِ فَی کسی کی ملکیت نہیں ہوتا بلکہ عامۃ المسلمین کے لیے ہوتا ہے۔ اگر فدک کو حضور ﷺ کی ملکیت میں مان بھی لیں پھر بھی اس سے وراثت جاری نہیں ہوسکتی۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ (مشکوۃ ص 550)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑتے وہ سب صدقہ ہے۔

ان تمام شواہد سے خوب واضح ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ کو باغ فدک نہیں دیا بلکہ یہ حدیث پاک سنائی تو سیدہ خاموشی سے واپس چلی گئیں۔

اور رافضی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جو الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے بغض و

عداوت کی وجہ سے سیدہ کو باغ عطانہ کیا۔ یہ سراسر غلط و باطل ہے۔ اگر سیدہ سے دشمنی تھی تو ازواج مطہرات کو حضور ﷺ کے ترکہ سے حصہ پہنچنا تھا۔ ان کو کیوں محروم کیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو حصہ ملنا تھا ان کو کیوں محروم کیا گیا۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد رسول ﷺ پر عمل کیا اس لیے حضور ﷺ کے حصہ سے وراثت جاری نہ کی۔ رافضیوں کی معتبر کتاب اصول کافی سے بھی یہ ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی کو وارث نہیں بناتے۔

وَعَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءِ لَمْ یُوْرِثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَلٰکِنْ اَوْرَثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ مِنْہُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ۔

(اصول الکافی باب العلم والمعلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علمائے دین انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی شخص کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں اور جس شخص نے علم دین حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔

اعتراض: اگر حضور ﷺ کے مال سے وراثت جاری نہیں ہوتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی تلوار، زرہ اور دلدل کیوں دیا۔

جواب: ان چیزوں کا دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے وارث نہیں ہیں۔ اگر وراثت جاری ہوتی تو یہ چیزیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملتیں یا حضرت عباس کو ملتیں۔ مگر چونکہ حضور ﷺ کا مال صدقہ ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زیادہ لائق سمجھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں ستایا۔

بخاری و مسلم میں ہے۔

قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ ۔

ترجمہ: سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمہ مجھ سے ہے جس نے قصداً فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غضب دلایا اس نے مجھے غضب دلایا۔

یہ حدیث شریف حق ہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگانا غلط ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ستایا۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک کا مطالبہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک سنائی۔ کیا حدیث سنانا اس پر عمل کرنا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ستانا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے بعد چھ ماہ باحیات رہیں کبھی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی شکایت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں اور سیدہ کے ناراض نہ ہونے کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ وہ برابر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گھر کے تمام اخراجات لیتی رہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی اسما بنت عمیس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کو جایا کرتی تھیں۔ اگر سیدہ ناراض ہوتیں تو ان کی اور ان کی بیوی کی خدمات کو ہرگز قبول نہ کرتیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا پہنچانے کا مقصد ہرگز نہ تھا بلکہ وہ مقام عذر میں فرماتے رہے۔

یَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ قَرَابَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَصِلَ قَرَابَتِیْ ۔

ترجمہ: خدا کی قسم اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی مجھے اپنی قرابت سے حضور ﷺ کی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی زیادہ محبوب ہے۔

اعتراض: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کر دی تھی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے جنازے میں شریک نہ ہوں اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو رات میں ہی دفن کر دیا؟

جواب: معتبر کتابوں میں کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ وصیت کی ہو۔ یہ رافضیوں کا افتراء بہتان ہے اور یہ بھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسی وصیت کیسے کر سکتی ہیں کیونکہ جنازہ پڑھانے کا حق بحیثیت امیر المومنین ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا سیدہ کسی کا حق کیسے تلف کر سکتی ہیں۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد مجھے بے پردہ مردوں کے سامنے نہ نکالیں اس لیے آپ رضی اللہ عنہا کو رات کو دفن کیا گیا بلکہ اہل سنت کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی پڑھائی۔ جیسے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

قَالَ صَلّٰی عَلَیْهَا اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ صَلّٰی اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّیْقُ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا ۔

ترجمہ: امام شعبی اور امام نخعی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نمازِ جنازہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہا پر چار تکبیر کہیں۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے تو یہ شریک نہ ہونا ناراضی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ عذر کی وجہ سے تھا۔ اگر رافضی جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ حضرت سیدہ کی وصیت ہی کو ٹھہرائیں تو پھر ان کے پاس اس کا جواب کیا ہوگا کہ سیدہ کی نماز جنازہ صرف سات آدمیوں نے پڑھی۔

جیسا کہ رافضیوں کی معتبر کتاب جلاء العیون میں ہے۔ وہ سات صحابہ یہ ہیں۔
(۱) ابوذر (۲) سلمان (۳) عمار (۴) حذیفہ (۵) عبداللہ بن مسعود (۶) مقداد
(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

تو بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے سیدہ کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی ان کے لیے سیدہ نے کون سی وصیت فرمائی تھی۔

لہٰذا معلوم ہو گیا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی عدم شرکت کی وصیت نہ فرمائی تھی یہ سب رافضیوں کا ڈرامہ ہے۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام جائیداد سیدہ کو پیش کی:

رافضیوں کی معتبر کتاب حق الیقین میں ہے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول (لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَةٌ) سنانے کے بعد فرمایا:

اموال و احوال خود راز تو مضائقه نمی کنم آن چه خواهی بگیر تو سیدۂ امت پدر خودی وشجرہ طیبه از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند گردر تو حکم تو نافذست دراموال من اما در اموال مسلمانان مخالفت گفته پدر تو نمی توانم کرد ۔

ترجمہ: میرے جملہ اموال واحوال میں آپ کو اختیار ہے آپ جو چاہیں بلا روک ٹوک لے سکتی ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی امت کی سردار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے فرزندوں کے لیے شجرۂ مبارک میں آپ کی فضیلت کا انکار کوئی نہیں کرسکتا۔آپ کا حکم میرے تمام مالوں میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے مالوں میں میں خود آپ کے والد ماجد حضور ﷺ کے فرمان کی مخالفت نہیں کرسکتا۔(حق الیقین ص 231)

رافضی حضرات باغ فدک کو دلیل بنا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہر طرح کے الزام لگاتے ہیں حالانکہ مکمل وضاحت سے معلوم ہوگیا کہ یہ افسانہ سراسر غلط ہے۔ اللہ ﷻ رافضیوں کو بری ہٹ دھرمی سے بچائے اور ہمیں اور انہیں ہدایت نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

# حدیث قرطاس

**اعتراض:**

حضور ﷺ نے مرضِ وفات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔قلم دوات لاؤ تا

کہ میں تحریر کردوں تا کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ درد کی شدت میں ہذیان بول رہے ہیں۔ ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ اس پر چار اعتراضات ہوتے ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کے قول کو رد کیا حالانکہ حضور ﷺ کا قول وحی قرآن ہے۔

(۲) حضور ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت کرنا توہین رسول ہے جو کہ کفر ہے۔

(۳) حضور ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنا نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا۔

(۴) لکھنے کا سامان نہ دینے میں مسلمانوں کی حق تلفی کی۔

## جواب:

جواب لکھنے سے پہلے اصل واقعہ کو لکھا جاتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجْعُ وَعِنْدَكُمْ قُرْآنٌ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصِمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا عَنِّيْ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضور ﷺ کے گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے۔ جن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آؤ! میں تمہارے لیے تحریر لکھ دوں تا کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جاؤ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت حضور ﷺ کو بیماری کی تکلیف بہت زیادہ ہے۔ تمہارے پاس قرآن ہے پس اللہ عزوجل کی کتاب تمہیں کافی ہے۔ تو جو

لوگ وہاں موجود تھے ان میں اختلاف ہو گیا۔ بعض کہتے تھے لکھنے کا سامان رکھ دو تا کہ وہ تمہارے لیے ایک تحریر لکھیں اور بعض لوگ وہی کہتے تھے جو عمر نے کہا جب اختلاف بڑھ گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

## جواب:

حدیث پاک کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام صرف عمر رضی اللہ عنہ نے ہی نہیں کیا بلکہ دوسرے صحابہ اس میں شریک ہیں اور ان صحابہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

اگر یہ دونوں حضرات لکھنے کا سامان نہ لانے میں عمر رضی اللہ عنہ کے موافق تھے تو یہ سارے الزامات ان پر بھی آتے ہیں۔ اور اگر یہ دونوں حضرات لکھنے کا سامان لانے کی تائید میں تھے تو لکھنے کا سامان حاضر نہ کرنے کا الزام ان دونوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ جمعرات کا ہے۔ حضور ﷺ کا وصال شریف پیر کو ہوا۔

تو فرصت کا موقع بہت تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دوران حضور ﷺ سے کیوں نہ لکھوالیا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قول رسول ﷺ رد نہ کیا

یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے قول کو رد کیا اس لیے کہ انہوں نے درد کی شدت میں حضور ﷺ کے آرام و راحت کا خیال کیا کہ حضور ﷺ امت کے کسی فائدے کے لیے مشقت میں نہ پڑیں اور اس طرح شدت تکلیف میں حضور ﷺ کا کچھ لکھنا گوارہ نہ کیا اور بلحاظ ادب حضور ﷺ کو مخاطب نہ ہوئے بلکہ صحابہ کو فرمایا کہ تمہیں کتاب اللہ کافی ہے۔

اگر پھر بھی رافضی لوگ حضور ﷺ کے قول کے ٹھکرانے اور وحی خدا کا رد کرنے کا الزام حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لگائیں تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا کیا جواب ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کئی معاملات میں حضور ﷺ کی بات رد

کرنے اور وحی کے ٹھکرانے کا الزام عائد ہوگا۔ یہ واقعات درج ذیل ہیں۔

(۱) بخاری میں ہے کہ سرکار اقدس ﷺ رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب گاہ سے اٹھایا اور نماز تہجد پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا

قُوْمَا فَصَلِّیَا یعنی تم دونوں اٹھو اور نماز پڑھو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

وَاللّٰہِ لَا نُصَلِّی اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا (بخاری شریف)

ترجمہ: اللہ کی قسم ہم فرض نماز کے علاوہ نہ پڑھیں گے۔

اور حضور ﷺ ان کے گھر سے واپس ہو گئے اور فرمایا

وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْئٍ جَدْلًا (پارہ 15 رکوع 20)

ترجمہ: اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

کیا اس موقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قول رسول ﷺ کا رد کرنے والا وحی خدا کا ٹھکرانے والا کہا جائے گا یا نہیں۔

(۲) بخاری و مسلم میں ہے صلح حُدیبیہ کے موقع پر جو صلح نامہ حضور ﷺ اور کافروں کے درمیان لکھا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھ دیا کافروں نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (رسول اللہ مٹا دو) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہرگز اسے نہ مٹاؤں گا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو مٹایا۔

کیا اس واقعہ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قول رسول ﷺ کا رد کرنے والا اور وحی خدا کا ٹھکرانے والا کہا جائے گا یا نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو شدید محبت کی بناء پر ہے پھر از راہ محبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ درد کی شدت میں حضور ﷺ کا مشقت میں پڑنا گوارہ نہ فرمایا تو ان کو وحی خدا کا ٹھکرانے والا کیوں قرار دیا جائے گا۔

اگر رافضی ایسی باتوں کو قول رسول ﷺ کا رد کرنا اور وحی خدا کا ٹھکرانا کہیں گے۔ تو اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماریں گے کیونکہ اس طرح بے شمار واقعات ان کی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

## حضور ﷺ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہذیان کی نسبت نہیں کی:

(۳) یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکارِ اقدس ﷺ کی طرف ہذیان (بہکی بات) کی نسبت کی ہے۔

کیونکہ حدیث کریمہ کا جملہ یہ ہے اَھَجَرَ اِسْتَفْھِمُوْا (کیا حضور ﷺ نے پریشان بات کہی ان سے پوچھو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی یہ جملہ کہا یہ یقین کے ساتھ ہرگز ثابت نہیں ہے۔لیکن عداوت کی وجہ سے رافضی اس جملہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ہی تھوپتے ہیں۔لیکن پھر اس کا جواب دینا ہمارے اوپر لازم ہے۔

ہجر کے معنی پریشان بات و ہذیان کے ہیں یہ بات تو تسلیم ہے مگر یہ جملہ استفہام انکاری پر مشتمل ہے۔جو قرآن میں جگہ جگہ استعمال ہوا جیسے اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَاءُ (کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے قوف ایمان لائے) یعنی ہم ایمان نہیں لائیں گے۔اسی طرح اَھَجَرَ اِسْتَفْھِمُوْا جملہ استفہام انکاری پر مشتمل ہے اس کا معنی یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کو ہذیان تو ہوا نہیں آپ ﷺ سے پھر پوچھو۔

اور دوسرا احتمال اس میں یہ بھی ہے لفظ ھجر ھِجْرَانٌ سے مشتق ہو اس کا معنی ''چھوڑنے'' کے ہیں اور لفظ الحیاۃ مفعول مقدر نکلے گا پورے جملے کا معنی یہ ہوگا۔

کیا حضور ﷺ نے ظاہری زندگی چھوڑ دی معلوم کرو۔اس صورت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

## (۳) حضور ﷺ کی آواز پر کسی صحابی نے اپنی آواز اونچی نہیں کی:

بے شک یہ تسلیم ہے کہ حضور ﷺ کی آواز پر اپنی آواز کو اونچی کرنا نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو)

حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا سخت گناہ ہے مگر اس واقعہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو کیا کسی صحابی نے بھی ایسا نہیں کیا۔کیونکہ صحابہ کی آپس کی آواز پر آوازیں بلند

ہوئیں مگر حضور ﷺ کی آواز پر آوازیں بلند نہیں ہوئیں۔ اللہ ﷻ نے فوق صوت النبی فرمایا ہے۔ عند النبی نہیں فرمایا کہ نبی کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا منع ہے مگر حضور ﷺ کیسامنے آواز بلند کرنا جائز ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگوں میں نعرہ کی آواز بلند کرتے تھے۔ تو فرصت کا موقع بہت تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دوران حضور ﷺ سے کیوں نہ لکھوالیا۔

## (۴) مسلمانوں کی حق تلفی نہیں ہوئی:

یہ کہنا بھی سراسر غلط باطل ہے کہ لکھنے کا سامان نہ دینے کی صورت میں مسلمانوں کی حق تلفی ہوئی۔ اس لیے کہ حق تلفی اس صورت میں ہوتی ہے جب اللہ ﷻ کی جانب سے کوئی نئی بات آئی ہوتی اور امت کے لیے نفع بخش ہوتی۔ جبکہ اللہ ﷻ نے قرآن پاک میں فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (پارہ 6 رکوع 5)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر مکمل کر دی۔

یہ آیت کریمہ جو تقریباً تین ماہ پہلے نازل ہو چکی تھی اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ کوئی نیا حکم نہیں تھا بلکہ کوئی امر دینی بھی نہیں تھا بلکہ صرف ملکی مصلحتوں کا کوئی ارشاد تھا۔ اگر یہ کوئی امر دینی ہوتا تو حضور ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو منع کرنے سے نہ رکتے بلکہ اس کو امت تک پہنچاتے کیونکہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔

ترجمہ: اے رسول تیرے پرودگار کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا اس کو پہنچاؤ۔

اگر وہ کوئی امر دینی ہوتا تو رسول پاک ﷺ ہرگز عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے اس امر دینی سے نہ رکتے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں سے کسی چیز کا لکھنا منظور نہ تھا بلکہ دنیوی




معاملات میں سے کچھ ارشاد فرمانا تھا وہ یہ تھا جس کی وصیت فرمائی کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ایلچیوں کی خاطر مدارات کرو وغیرہ۔

لہٰذا اس سے مسلمانوں کی حق تلفی نہ ہوئی۔ غضب کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی حق تلفی کا الزام صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہی کیوں لگایا گیا حالانکہ دوسرے کئی صحابہ بھی قلم وکاغذ نہ دینے کے قائل تھے۔

اعتراض: حضور ﷺ خلافت کا معاملہ لکھنے لگے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا۔

جواب: خلافت کا معاملہ لکھنا ہرگز منظور نہ تھا اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق حضور ﷺ نے مرض میں ہی ارادہ فرمالیا تھا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

اِدْعِیْ لِیْ اَبَابَکْرٍ اَبَاكَ وَ اَخَاكَ حَتّٰی اَکْتُبَ لَهُمَا کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَ یَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَ یَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ (مسلم شریف جلد 2 ص 273)

ترجمہ: اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں ان کے لیے وصیت کر دوں اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے یا کہنے والا کہے کہ میں افضل ہوں حالانکہ خدا اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کسی کو قبول نہ کریں گے۔

پھر اگر خلافت کی وصیت کرنی تھی تو کیا اس کے لیے لکھنا ضروری تھا بلکہ جو لوگ حجرہ مبارک میں موجود تھے ان کے سامنے زبانی وصیت کر دینا ہی کافی تھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ کو کسی نے لکھنے سے منع نہیں کیا۔ یہ رافضیوں کا وسوسہ ہے اللہ ان کو ان وساوس سے نجات دے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

## کھانے کا حمدِ الٰہی کرنا:

﴿13﴾......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں؛

أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِطَعَامٍ ثَرِيْدٍ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الطَّعَامُ يُسَبِّحُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ تَفْقَهُ تَسْبِيْحَهُ قَالَ نَعَمْ ۔

منبع کمالات، مجسمہ معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھانا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کھانے کی حمد کو سمجھ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کا یہ پیالہ اس شخص کے قریب کرو۔ جب کھانا اس شخص کے قریب کیا گیا تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کھانا تو واقعی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے وہ کھانا تمام افراد کے سامنے پیش کیا گیا۔ تمام لوگوں نے تصدیق کی کہ وہ اللہ کی حمد کے نغمے الاپ رہا ہے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۷ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## ستونِ حنانہ کا رونا:

﴿14﴾......أَخْرَجَ الْبُخَارِىُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ جُذْعٌ يَقُوْمُ اِلَيْهِ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ صَوْتًا مِثْلَ اَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَتَ ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھجور کا ایک تنا تھا جس کے ساتھ کھڑے ہو کر شہریارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر رکھا گیا تو ہم نے اس تنے سے رونے کی آواز سنی۔ وہ اونٹنیوں کے بلبلانے کی طرح کی آواز تھی۔

حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس اس پر رکھا۔ ہاتھ مبارک رکھتے ہی وہ تنا خاموش ہو گیا۔

دارمی عبداللہ بن برید کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کروایا گیا۔ جب آپ ﷺ تنے سے جدا ہوئے اور آپ ﷺ نے منبر پر جانے کا قصد فرمایا تو اس تنے نے اس طرح رونا شروع کر دیا جس طرح اُونٹنی بلبلاتی ہے۔ نبی محترم ﷺ واپس تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس تنے پر رکھا اور فرمایا

و ان شئت ان أغرسك فى الجنة فتشرب من أنهارها و عيونها فيحسن نبتك و تثمر فيأكل أولياء الله من ثمرتك فسمع النبى ﷺ و هو يقول له نعم قد فعلت مرتين فسئل النبى ﷺ فقال اختار ان أغرسه بالجنة .

اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اسی مقام میں لگا دیتا ہوں۔ جہاں تو پہلے تھا تو پھر اسی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔ جس طرح تو پہلے تھا اور اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے سیراب ہو گا، تیری نشو و نما عمدگی سے ہو گی، تو زیادہ ثمر آور ہو گا اور اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس تنے کی آواز سماعت فرمائی وہ کہہ رہا تھا۔ ہاں میں نے پسند کر لیا، ہاں میں نے پسند کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ تنے نے دُنیا اور آخرت میں کس کو پسند کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ پسند کیا ہے کہ میں کو جنت میں لگا دُوں۔

حتى تفزع الناس و كثر البكاء مما راوه فقال رسول الله ﷺ سبحان الله ألا ترون هذه الخشبة انزعوها واجعلوها تحت المنبر .

لوگ اس تنے کی آہ وزاری کو دیکھ کر ڈر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اے لوگو! کیا تم اس تنے کو نہیں دیکھ رہے ہو۔ اس کو اس جگہ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دو۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۹ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۶ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) آپ ﷺ اکثر و بیشتر کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس و تدریس فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس تنے کو کافی دیر تک اپنی صحبت مبارک کے فیوض و برکات سے نوازا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے لیے منبر کا انتظام کر دیا اور حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہو کر چشمۂ نبوت سے تشنگان عشق و محبت کو توحید کے جام پلانا شروع ہو گئے تو اس تنے سے حضور ﷺ کی جدائی برداشت نہ ہو سکی اور جب اور کوئی وصال یار کی سبیل نظر نہ آئی تو اس کھجور کے تنے نے اپنی محبت کے راز کو فاش کر دیا اور مرتا کیا نہ کرتا کہ مصداق بن کر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ وہاں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کو سنا۔ تاریخ نے بھی پہلی مرتبہ اس طرح کی محبت کا نظارہ کر کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ دیکھیے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس کی جدائی درخت برداشت نہیں کر سکتا وہ ہماری مثل کیسے ہو سکتے ہیں جن سے اپنے بھی دُور بھاگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

(۲) علامہ التاج سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ معجزہ متواتر ہے۔ 20 صحابہ کرام نے اس معجزہ کو روایت کیا ہے اور ان تمام کی روایات بھی صحیح اور علم قطعی کا فائدہ دیتی ہیں۔ (انوار محمدیہ ص ۱۷۹)

(3) حضور ﷺ نے جیسے ہی تنے پر اپنا یداللہ والا دست اقدس رکھا تو وہ تنا خاموش ہو گیا۔ جب بے حس تنا اتنا علم رکھتا ہے کہ یہ ہاتھ نبی کا ہے تو سید الانبیاء کے علم کا عالم کیا ہو گا۔

(4) اس کھجور کے تنے نے خرق عادت (عادت کے خلاف) کام کیا جسے کرامت کہتے ہیں۔ معلوم ہوا جن کو اللہ والوں سے نسبت ہو جاتی ہے ان سے کرامات کا صدور شروع ہو جاتا ہے۔

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

## در و دیوار کا آمین کہنا:

﴿15﴾...... ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن الغسل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے عم محترم! مجھے آپ سے اور آپ کی اولاد سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ انہیں لے کر چلے حضور ﷺ نے انہیں ایک گھر میں داخل فرمایا۔ ان پر اپنا عمامہ پھیلایا پھر دعا مانگی۔

وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِيْ وَ عِتْرَتِيْ فَاسْتِرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَمَا سَتَرْتُهُمْ بِهٰذِهِ الشَّمْلَةِ فَمَا بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَدَرٌ وَ لَا بَابٌ اِلَّا اٰمَنَ .

مولا! یہ میرے اہل بیت اور میری عزت ہیں۔ ان کو آگ سے اسی طرح محفوظ رکھ جس طرح میں نے انہیں اپنے عمامہ کے نیچے محفوظ کر لیا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھر کے ہر ڈھیلے اور ہر دروازے نے آپ ﷺ کی دعا پر آمین کہا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ ج ا: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۷ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد ﷺ

## پہاڑ کی حرکت:

﴿16﴾...... اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ اُحُدًا اَوْ حِرَاءَ وَ مَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِرِجْلِهِ وَ قَالَ اُثْبُتْ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ

صَدِیْقٌ وَ شَهِیْدَانِ ۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ اُحد یا کوہِ حرا پر تشریف لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت کرنے لگا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا اور کہا حالت سکون میں ہو جا۔تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(انوار المحمدیہ من المواهب الدنیہ ص ۱۷۷ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مدنی پھول:

(1) امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد سے یہی روایت ذکر کی ہے اس میں اُحد پہاڑ کا نام موجود ہے۔یعنی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پر تشریف لے گئے تھے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں جھومنے لگا۔

(2) قدم نبوت سے جب اُحد پہاڑ کو ٹھوکر لگی تو اس کی ساری حرکت و مستی زائل ہو گئی۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کی یوں منظر کشی فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

(3) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔اسی لئے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔فانما علیك نبی و صدیق و شهیدان ۔ تجھ پر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید جلوہ افروز ہیں۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہی ہوئے۔ میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں نے شہادت عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو پہلے ہی ملاحظہ فرمالیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم پہ نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرور! تم پہ کروڑوں درود

## خوفِ الٰہی سے منبر کا حرکت کرنا:

﴿17﴾......امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْجَبَّارُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ وَيَتَمَيَّلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَمِيْنِهِ وَ عَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْئٍ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّىْ أَقُوْلُ أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جبار (اللہ تعالیٰ) اپنے دست اقدس میں آسمانوں اور زمین کو لے کر فرمائے گا۔ میں جبار ہوں۔ جبار کہاں ہیں۔ تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جھک رہے تھے۔ اچانک میری نظر منبر پر پڑی میں نے دیکھا کہ وہ خوفِ الٰہی کی وجہ سے لرزہ براندام تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اس کی شدید حرکت کی وجہ سے ابھی حضور ﷺ نیچے گر جائیں گے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ ﷺ !......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## زہر آلود بکری اور یہودی عورت:

﴿18﴾......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے بازو کو تناول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے بھی اس کو کھایا۔

فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ اُمْسِكُوْا فَاِنَّهَا مَسْمُوْمَةٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتِ قَالَتْ أَرَدْتُ اَنْ أَعْلَمَ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَسَيُطْلِعُكَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا أُرِيْحُ النَّاسَ مِنْكَ فَمَا اَعْرَضَ لها ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے ہاتھوں کو روک لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی عورت کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ اس عورت نے کہا ہاں میں نے زہر ملا دیا تھا۔ اس عورت نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بازو نے بتایا ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں میں نے زہر ملایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا اس سے تیرا مقصد کیا تھا؟ اس عورت نے کہا میں نے سوچا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو پھر ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اس کا تعاقب نہ کیا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ فَقَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا مُحَمَّدُ الَّذِیْ سلمتُ كُنْتُ نَذَرْتُ لِلّٰهِ نَذْرًا اِنْ قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ سَالِمًا لَأَذْبَحَنَّ هٰذَا الْجَدِیَّ وَلَأُشَوِّيَنَّهُ وَلَاُحْمِلَنَّهُ اِلَيْكَ لِتَاْكُلَ مِنْهُ فَاَنْطَقَ اللّٰهُ الْجَدِیَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَا تَاْكُلْنِیْ فَاِنِّیْ مَسْمُوْمٌ ۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۷۹ بیروت ۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۴ بیروت : دلائل النبوۃ ج ۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## اشارۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بتوں کا گرنا:

﴿19﴾......امام بخاری، امام مسلم اور ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے ارد گرد

تین سو ساٹھ بت تھے۔ان کو سیسہ کے ساتھ پتھروں میں نصب کیا گیا تھا۔

فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَسْجِدَ عَامَ الْفَتْحِ جَعَلَ يُشِيْرُ بِقَضِيْبٍ فِي يَدِهِ اِلَيْهَا وَ لَا يَمُسُّهَا وَيَقُوْلُ: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾(الاسراء: 81) فَمَا أَشَارَ اِلَى وَجْهِ صَنَمٍ اِلَّا وَقَعَ لِقَفَاهِ وَ لَا لِقَفَاهِ اِلَّا وَقَعَ لِوَجْهِهِ حَتّٰى مَا بَقِيَ مِنْهَا صَنَمٌ .

جب فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر ہاتھ لگائے صرف چھڑی سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے فرما رہے تھے:

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ .

ترجمہ کنز الایمان: ''اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔'' (بنی اسرائیل:81)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بت کے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔وہ پشت کے بل گر پڑا اور جس بت کی پشت کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے بل گر پڑا۔ان میں سے کوئی بھی بت قائم نہ رہ سکا۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا نیزہ ان کے ساتھ مس کر رہے تھے اور اپنی زبان اقدس سے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ .

ترجمہ کنز الایمان: ''تم فرماؤ حق آیا اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے۔'' (سبا:49)

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: بخاری شریف و مسلم)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عصا مبارک کے اشارے سے ہی بتوں کا منہ کے بل گرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی چھڑی میں یہ طاقت ہے وہ ایک بمب کا کام دے رہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا عالم کیا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عصائے کلیم اور عصائے محمد ﷺ میں فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

## چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان:

﴿20﴾......علامہ شہاب الدین الخفاجی نے ''شفا'' کی شرح میں لکھا ہے کہ

اِذَا مَشٰی غَاصَ قَدَمُهٗ فِی الْحِجَارَةِ بِحَیْثُ بَقِیَ ذٰلِكَ اِلَی الْاٰنَ

آپ ﷺ بعض اوقات چلتے تھے تو آپ ﷺ کے قدمین شریفین کے نشانات پتھروں پر پڑ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ نشانات ابھی تک موجود ہیں۔ لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم کر کے ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک نشان ''قدس'' میں ایک پتھر پر تھا۔ پھر یہ پتھر مصر کے مختلف مقامات پر منتقل کیا گیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ نے اس کو بیس ہزار دینار میں خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ اس پتھر کو اس کی قبر کے پاس رکھ دیا جائے۔ اب بھی وہ مبارک پتھر سلطان کی قبر کے پاس موجود ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: نسیم الریاض شرح شفاء)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## خندق کی چٹان کا ریزہ ریزہ ہونا:

﴿21﴾......بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان آ گئی جس کو توڑنے سے آلات ناکام تھے۔

فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ رشوها بِالْمَاءِ فَقَامَ وَ بَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ اَیْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَسَمّٰی ثَلَاثًا ثُمَّ ضَرَبَ فَعَادَ الْمَضْرُوْبُ كَثِیْبًا رَمْلًا یَسِیْلُ ۔

لوگ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس چٹان پر پانی چھڑکو۔ پھر آپ ﷺ اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں تین دِن گزر چکے تھے کہ ہم نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے دست اقدس میں لی۔ تین مرتبہ بسم اللہ پڑھی پھر اس چٹان پر ضرب لگائی۔ جونہی آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ اس کے ٹکڑے ریت کے ریزوں کی طرح بکھر گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا لعاب مبارک پھینکا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی پھر وہ پانی چٹان پر پھینک دیا جو شخص وہاں موجود تھا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وہ چٹان ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہوگئی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۶ بیروت. دلائل النبوۃ)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا جو بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبول ہوگیا اور آپ ﷺ نے خندق کی کھدائی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے خندق کی کھدائی میں مصروف ہوگئے۔ اچانک ایک سخت چٹان آگئی اس کو توڑنے کے لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن ناکامی رہی۔ تھک ہار کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں اپنی مشکل کشائی کے لیے حاضر ہوگئے اور اپنے مابعد لوگوں کو یہ درس دیا کہ جب مشکل آپڑے یا آفت ٹوٹے تو اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو یہ شیطانی وسوسہ نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا چاہیے۔ غیر اللہ

طرف جانا شرک ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے صحابہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو۔ میرے پاس اپنی مشکل کشائی کے لیے آنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جو اس طرح کے شیطانی وساوس کا شکار ہیں۔

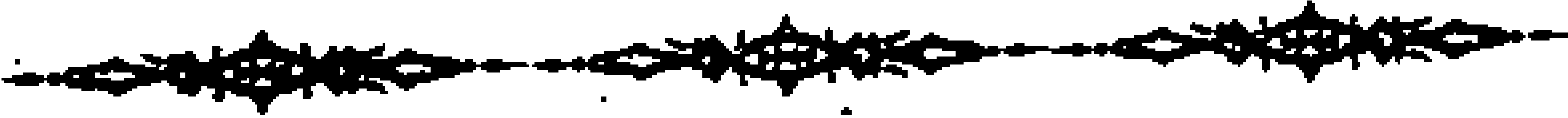
صحابہ کرام جانتے تھے کہ جو اس بارگاہ میں آتا ہے اپنا کشکول مرادوں سے بھر کر لاتا ہے۔

بھر جائے کشکول مرادوں سے تیرا بھی
بن کر میرے آقا کا گدا مانگ ارے مانگ
آ جائے ایک روز بھی طیبہ سے بلاوا!
ہر وقت مدینے کی دُعا مانگ ارے مانگ

اس در سے اس لیے مانگنا چاہیے کیونکہ یہ در کسی غیر کا در نہیں بلکہ خدا کا ہی در ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت اسی در سے ملتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں



باب ۳

# حیوانات کے متعلق معجزات رسول ﷺ

## مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈے دینا:

﴿22﴾......امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو مصعب المکی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی وہ تمام بیان فرماتے تھے کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت کی رات غارِ ثور میں قیام فرمایا،

أَمَرَ اللّٰهُ بِشَجَرَةٍ فَنَبَتَتْ فِي مَوَاجِهَتِهِ فَسَتَرَتْهُ وَ أَمَرَ اللّٰهُ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ فَوَقَعَتَا بِفَمِ الْغَارِ وَأَقْبَلَ فِتْيَانُ قُرَيْشٍ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٍ بِعَصِيِّهِمْ وَهَرَاوِيْهِمْ وَ سُيُوْفِهِمْ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا مِنَ النَّبِيِّ بِقَدْرِ أَرْبَعِيْنَ ذِرَاعًا جَعَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَنْظُرُ فِي الْغَارِ فَرَأٰى حَمَامَتَيْنِ بِفَمِ الْغَارِ فَرَجَعَ اِلٰى أَصْحَابِهِ .

اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ غار کے دہانے پر اُگ آیا اور حضور ﷺ کے لیے آڑ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا۔ انہوں نے غار کے دہانے پر اپنا آشیانہ بنالیا۔ قریش کے نوجوان لاٹھیوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر آ گئے۔ حضور ﷺ اور قریش کے جوانوں کے مابین صرف چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ ایک شخص نے غار میں دیکھا اس نے غار کے دہانے پر دو جنگلی کبوتر دیکھے پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا تو غار کے اندر کیوں دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا میں نے غار کے دہانے

پر کبوتروں کو دیکھا ہے انہیں دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا کہ غار کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے اس کی گفتگو سنی تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے لیے جزاء مقرر فرمائی وہ کبوتر حرم کعبہ میں آ گئے۔ انہوں نے وہاں انڈے دیئے۔ اب حرم کعبہ میں تمام کبوتر اسی جوڑے کی اولاد ہیں۔

ابو نعیم نے واقدی کی سند سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غارِ ثور میں داخل ہوئے تو ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر ایک جالا تن دیا۔ جب قریش مکہ غار کے دہانے تک پہنچے تو ایک کہنے والے نے کہا غار میں داخل ہو جاؤ۔ امیہ بن خلف نے کہا تمہیں غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے دہانے پر ایک جالا نظر آ رہا ہے جو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ (اگر محمد ﷺ اندر جاتے تو جالا ٹوٹ جاتا)۔ اس دن سے حضور ﷺ نے مکڑی کو ہلاک کرنے سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کی افواج میں سے ایک فوج ہے۔

(انوار الحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۰ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۲۶ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۸۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) جب کفار قریش حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے تو حضور ﷺ غار میں تشریف لے گئے تاکہ خوف کے وقت چھپنا میری اُمت کے لیے سنت ہو جائے وگرنہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو چھپنے کے لیے غار کی محتاجی نہیں بلکہ کفار کی آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الذین لا یومنون بالآخرہ حجابا مستورا ۔

ترجمہ کنز الایمان: ''ہم نے تم میں اور اُن میں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا ہے۔'' (پ15 بنی اسرائیل:45)

مفتی احمد یار خاں نعیمی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

جب تبت یدا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی جمیلہ پتھر لے کر وہاں آئی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے بولی کہ تمہارے آقا کہاں ہیں۔ وہ میری ہجو کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شعر گوئی نہیں کرتے۔ وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئی کہ میں پتھر انہیں کچلنے کے لیے (معاذ اللہ) لائی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس نے حضور کو نہ دیکھا کیا وجہ ہوئی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(نور العرفان پ 15 بنی اسرائیل 45)

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبوتروں کے لیے دُعا کی تو آپ کی دُعا قبول ہوئی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے آج ہر کوئی کبوتروں سے محبت کرتا ہے کیونکہ جس چیز کی نسبت آپ کی طرف ہو جاتی ہے وہ خلق کی نظروں میں پیاری ہو جاتی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اُونٹنی:

﴿23﴾...... امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ جَاءَتِ الْأَنْصَارُ بِرِجَالِهَا وَ نِسَائِهَا فَقَالُوْا اِلَيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ دَعُوْا النَاقَةَ فَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ فَبَرَكَتْ عَلَى بَابِ اَبِيْ اَيُّوْبَ فَخَرَجَتْ جَوَارٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفُوْفِ ۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو انصار اپنے مردوں اور عورتوں سمیت آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری اُونٹنی کو چھوڑ دو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔ وہ اُونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ بنونجار کی بچیاں اپنے گھروں سے باہر آ گئیں۔ وہ دف بجا کر اپنی عقیدت کا یوں اظہار کر رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٌ مِّنْ بَنِیْ النَّجَّارِ ۔ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

''ہم بنونجار کی نورِ نظر ہیں اور محمد عربی ﷺ کتنے اچھے ہمسائے ہیں۔''

اُس وقت وہاں کی عورتیں اور بچیاں عقیدت کے پھول یوں نچھاور کر رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ ۔ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

''ماہِ تمام ثنیۃ الوداع سے طلوع ہو کر ہمارے ہاں تشریف لایا۔ ہم پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے اس وقت تک جب تک دعا کرنے والے اللہ کے حضور دعا مانگتے رہیں۔'' (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۲۶ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

وہ اُونٹنی جہاں بیٹھی تھی۔ وہ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہما کا مربد تھی۔ حضرت سہیل حضرت سہل بن رافع بن عمرو کے لختِ جگر تھے۔ مربد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنی کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ ابھی تک حضور ﷺ اُونٹنی کے اُوپر ہی تشریف فرما تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ پھر وہاں سے اُٹھی اور دوبارہ اس جگہ پر آ کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ ﷺ کی حیاتِ مطہرہ بھی اسی جگہ بسر ہوگی اور آپ ﷺ کا روضۂ اطہر بھی اسی جگہ پر ہوگا۔

(1) آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ناقہ (اُونٹنی) اپنے بیٹھنے کی جگہ کا علم رکھتی ہے تو حضور ﷺ کے علم کا کیا عالم ہوگا۔ آپ کیوں نہ باذنِ پروردگار غیب پر خبردار ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم پہ نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(2) جب حضور ﷺ سالم بن عوف کے قبیلہ سے گزرے تو حضرت عتبان بن مالک، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں قیام فرمایئے کیونکہ ہمارے پاس مال و دولت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میری اُونٹنی کی مہار کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دے رکھا ہے۔ اس کے بعد وہ اُونٹنی ابوایوب انصاری کے گھر کے پاس بیٹھ گئی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

## مجنون تندرست ہوگیا:

الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر رواں ہوئے۔

وَ ذَکَرَ قِصَّةَ الْمَرْاَةِ الَّتِیْ جَاءَتْ بِوَلَدِهَا مَجْنُوْنًا فَبَزَقَ ﷺ بِفَمِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ .

پھر اُنہوں نے اس خاتون کا قصہ بیان فرمایا جو اپنے مجنون بچے کو لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو شفائے کاملہ عطا فرمائی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اُونٹ کا حضور ﷺ سے کلام کرنا:

۲۴......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس آ گئے۔ جب ہم مقام حسرہ کے نشیبی علاقہ میں پہنچے۔

اَقْبَلَ جَمَلٌ یَرْقُلُ فَقَالَ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَا قَالَ هٰذَا الْجَمَلُ هٰذَا جَمَلٌ یَسْتَعْدِیْنِیْ عَلٰی سَیِّدِهٖ یَزْعَمُ اَنَّهٗ کَانَ یَحْرُثُ عَلَیْهِ مُنْذُ سِنِیْنَ وَ اَنَّهٗ اَرَادَ اَنْ یَنْحَرَهٗ ۔

ایک اُونٹ بھاگتا ہوا بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آقا ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ اُونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ اُونٹ میرے پاس اپنے مالک کے خلاف شکایت کر رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس نے کئی سال اپنے مالک کی کھیتی باڑی کی اور اب وہ اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اے جابر! اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے میری بارگاہ میں لے کر آؤ۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اُونٹ تیری راہنمائی کرے گا۔ وہ اُونٹ تیزی کے ساتھ میرے آگے آگے چلا اور مجھے اپنے مالک کے پاس لے گیا۔ میں اس کے مالک کو بارگاہِ رسالت میں لے آیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۰ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۴ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## آسیب زدہ بچے کا شفایاب ہونا اور اُونٹ کی جاں بخشی:

﴿25﴾......حضرت یعلی بن مرہ فرماتے ہیں

وَ اَتَتْهُ ﷺ اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا بِهٖ لَمَمٌ مُنْذُ سَبْعِ سِنِیْنَ یَاْخُذُهٗ

فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ اَرِیْنِیْهِ فَتَفِلَ فِیْ فِیْهِ وَ قَالَ اُخْرُجْ عُدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَهَا اِذَا رَجَعْنَا فاعلمینا ما صنع فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَتْهُ فَقَالَتْ وَالَّذِی اَکْرَمَکَ مَا رَاَیْنَا بِهٖ شَیْئًا مُنْذُ فَارَقْتَنَا ۔

ایک عورت بارگاہِ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہوئی۔اس نے کہا میرے اس نورِ نظر کو سات سال سے آسیب ہے۔ وہ دِن میں دو مرتبہ اس پر حملہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا مجھے اپنا بچہ دِکھاؤ۔ آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا نبی ہوں۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔ جب ہم واپس آئیں تو ہمیں اس بچے کی کیفیت کے متعلق آگاہ کرنا۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس عورت کو آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزو شرف سے نوازا ہے۔ جب سے آپ ہم سے جدا ہوئے ہیں ہم نے دوبارہ آسیب کو نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اُونٹ حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور فرمایا اس اُونٹ کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہے؟ یہ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔ اُنہوں نے عرض کی ہم اس اُونٹ کو اپنے کام میں لاتے ہیں، جب یہ بوڑھا ہو گیا اور اس میں کام کرنے کی طاقت نہ رہی تو ہم نے عہد کیا کہ ہم کل اسے ذبح کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو ذبح نہ کرو۔ اس کو اپنے اُونٹوں میں چھوڑ دو۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۴ بیروت)

## مدنی پھول:

(1) مدینہ کے لوگوں کا اعتقاد مرحبا کہ جب بھی کوئی آفت ٹوٹی مشکل آ پڑی درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو گئے۔ اس میں اُن لوگوں کے لیے درس ہے جن کو شیطانی وساوس تنگ کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اللہ والوں سے کچھ نہیں ملتا۔ ان کے مزاروں پر ہرگز نہیں جانا چاہیے اور ان کے پاس جانا شرک ہے۔ مجھے ذرا یہ تو بتاؤ کیا تم مدینہ والے صحابہ وصحابیات سے زیادہ توحید دان ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ جانتے تھے کہ درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خدا کا در ہے۔ اسی در سے ہی سب کچھ ملا ہے اور ملے گا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک سے مجنون بچے کا جنون (پاگل پن) جاتا رہا۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شافی الامراض، دافع البلاء کیوں نہ کہوں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

(3) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُونٹ بھی اپنی مشکل کشائی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بولی کو سمجھتے اور ان کی حاجت بھی پوری کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہیں ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

(4) انسانوں اور جانوروں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریادیں کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ جمیع مخلوق کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ الْكَافَّةِ ۔

ترجمہ: ”مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اُن کی نبوت اُن کی ابوت ہے سب کو عام
اُم البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

## تشریح شعر:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے پدرِ معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس ابوالارواح ہے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام اگرچہ ظاہراً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اور اُم البشر (اماں حوا رضی اللہ عنہا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پسر (بیٹے) آدم علیہ السلام کی دُلہن ہیں۔

## ایک اُونٹ کا بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فریاد کرنا:

﴿26﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ ایک دفعہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جارہے تھے۔

اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنّٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَآهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ وَ وَضَعَ جِرَانَهُ فَدَعَا صلی اللہ علیہ وسلم بِصَاحِبِهِ وَ قَالَ اِنَّهُ قَدْ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَ قِلَّةَ الْعَلَفِ فَأَحْسِنْ اِلَيْهِ .

ہم ایک اُونٹ کے پاس سے گزرے اس پر بہت سامان لدا ہوا تھا۔ جب اُونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے بلبلانا شروع کر دیا اور اپنی گردن نیچے رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا یہ اُونٹ کم چارہ اور زیادہ کام کی شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ پھر ہم سفر پر رواں ہو گئے حتیٰ کہ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس درخت نے اپنے رب

سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام عرض کرے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۵ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مست اُونٹ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں:

﴿27﴾...... امام بیہقی، ابو نعیم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ایک اُونٹ مست ہو کر ہمارے باغ میں بیٹھ گیا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اُونٹ کے پاس آئے اور فرمایا اے اونٹ! میرے پاس آ۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اُونٹ سر جھکاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔
فَخَطَمَهُ وَ أَعْطَاهُ صَاحِبَهُ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّكَ نَبِيٌّ فَقَالَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَحَدٌ اِلَّا يَعْلَمُ اِنِّيْ اِلَّا كَفَرَةُ الْجِنِّ وَالْاِنْس
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکیل ڈالی اور اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گویا یہ اُونٹ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو سخت زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں لیکن کافر انسان اور کافر جنات کو یہ علم نہیں۔

## اُونٹ کا سجدہ کرنا:

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۹ بیروت: دلائل النبوۃ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) جیسے ہی اُونٹ کی نظر دو عالم کے ہادی و رہبر پر پڑی تو اُونٹ نے سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور ایک ہی بار سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو جان لیا کہ یہ نبی برحق ہیں مگر ابو جہل بار بار دیکھنے کے باوجود بھی حقیقت کو نہ پہچان سکا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی نظروں میں بغض و عناد تھا اور اُس کی نظروں میں محبت و پیار تھا۔

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چیز سرکارِ مدینہ ﷺ کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ جب ہر چیز شجر و حجر، برگ و ثمر، سماں و فلک، فرش و عرش، شمس و قمر بے حس ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو جانتی ہے تو آپ ﷺ افضل الانبیاء حبیب کبریا ہونے کے باوجود ہر چیز کو نہ جانتے ہوں گے ضرور ضرور جانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا
پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

یعنی سرکار ﷺ دل کی مرادوں سے واقف ہیں لہٰذا مجھے بتانے کی کیا حاجت ہے۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

یعنی آپ ﷺ کا علم غیب تو قرآن کی آیتوں اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ .

ترجمہ: ''یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔'' (پ30: تکویر)

اور حدیث پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ اِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ .

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دُنیا رکھ دی۔ تو میں تمام دُنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ اس طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو ملاحظہ کر رہا ہوں۔ (مسلم شریف جلد 2: ص 390)

ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں:

﴿28﴾ ..... ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

انصار کا ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارے گھر ایک اُونٹ ہے جو ہم سب کو مارتا ہے۔ہم میں سے کوئی بھی اس کے پاس جانے کی جرأت نہیں کرتا۔حضور ﷺ اس شخص کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور اُونٹ نے آپ ﷺ کا دیدار کیا۔

**فَلَمَّا رَآہُ الْجَمَلُ جَاءَ اِلَیْہِ فَسَجَدَ لَہٗ وَ وَضَعَ جِرَانَہٗ فَأَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَأْسِہٖ فَمَسَحَہٗ ثُمَّ دَعَا بِالْخِطَامِ فَخَطَمَہٗ دَفَعَہٗ اِلٰی صَاحِبِہٖ۔**

وہ سجدہ ریز ہوگیا اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔حضور ﷺ نے اس کو سر سے پکڑا اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا۔پھر آپ ﷺ نے مہار منگوائی اور اُونٹ کو ڈال کر اس کے مالک کو دے دیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس اُونٹ کو معلوم ہوگیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کافر انسانوں اور کافر جنات کے علاوہ ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۹ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۷ بیروت)

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!.....صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ**

## گھوڑے کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا:

﴿29﴾......قاضی عیاض نے شفا میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے، راستہ میں نماز کا وقت ہوگیا۔

**وَالْفَرَسُ غَیْرُ مَرْبُوْطٍ لَا تَبْرَحْ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ حَتّٰی نَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِنَا وَ جَعَلَہٗ فِیْ قِبْلَتِہٖ فَمَا حَرَّکَ عُضْواً حَتّٰی صَلّٰی ﷺ۔**

آپ ﷺ نے اپنے گھوڑے کو کھلا چھوڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت بنائے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا حتیٰ کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔حضور ﷺ نے اس کو قبلہ کی جانب کھڑا کیا۔حضور ﷺ کے نماز ادا فرمانے تک گھوڑے نے اپنے کسی عضو کو بھی حرکت

نہ دی۔ اس واقعہ میں حضور ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے وہ یہ کہ ایک حیوان نے آپ ﷺ کے کلام کو سمجھا اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## خچر کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا:

﴿30﴾...... امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ یَوْمَ حُنَیْنٍ نَاوِلْنِیْ مِنَ الْحَصْبَاءِ وَأَفْقَہَ اللّٰہُ الْبَغلَۃَ کَلَامَہٗ فَانْخَفَضَتْ بِہٖ حَتّٰی کَادَ بَطْنُھَا یَمُسُّ الْأَرْضَ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْبَطْحَاءِ فَحَثَا فِیْ وُجُوْھِھِمْ ۔

غزوۂ حنین کے دِن حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مجھے کچھ سنگریزے زمین سے اُٹھا کر دیں۔ آپ ﷺ کے اس کلام کو خچر نے سمجھ لیا۔ وہ نیچے جھکی حتیٰ کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ چھونے لگا۔ اس نے کچھ کنکریاں آپ ﷺ کو پیش کیں۔ آپ ﷺ نے وہ کنکریاں دُشمن کی طرف پھینکیں اور فرمایا:

شَاھَتِ الْوُجُوْہُ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ ۔

ترجمہ: اس کی برکت سے وہ ساری قوم شکست سے دوچار ہوئی۔‘‘

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) گھوڑے اور خچر کا آپ ﷺ کے کلام کو سمجھنا حضور ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والا گھوڑا یا خچر فصیح عربی سمجھنے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اصحابِ کہف سے نسبت رکھنے والا کتا کلام کر سکتا ہے تو کیا سرکار ﷺ سے نسبت

رکھنے والا گھوڑا کلام کو سمجھ نہیں سکتا ضرور سمجھ سکتا ہے۔

(2) گھوڑے اور خچر کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا بانگ دہل عاشقانِ رسول ﷺ کو سنتوں پر عمل کی دعوت دے رہا ہے۔ دیکھو گھوڑے نے فرمانِ مصطفوی ﷺ سن کر اپنے کسی عضو کو حرکت نہ دی کہ کہیں نافرمانی نہ ہو جائے۔ لہٰذا اے میرے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی فرمانِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ہر سنت کو گلے سے لگائیں اور اپنی زندگی کو سنتوں کا گہوارہ بنائیں۔ سیدی و مرشدی امیر اہل سنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت فیوضہم فرماتے ہیں:

تیری سنتوں پر چل کر میری رُوح جب نکل کر
چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے
تیرے غم میں کاش عطار رہے ہر گھڑی گرفتار
غم مال سے بچانا مدنی مدینے والے

## گدھے کا آپ ﷺ سے ہم کلام ہونا:

﴿31﴾ ...... ابن عساکر نے ابن منظور سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی محترم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس وقت آپ ﷺ کو ایک کالا گدھا ملا۔ حضور ﷺ نے اس گدھے سے گفتگو فرمائی اور اس گدھے نے آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری نسل میں ساٹھ گدھوں کو پیدا فرمایا ہے۔ ان پر صرف انبیاء علیہم السلام نے ہی سواری کی ہے۔ مجھے اُمید تھی کہ آپ ﷺ مجھ پر ضرور سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں اور میں اپنی نسل میں سب سے آخری ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ ان کو جان بوجھ کر نیچے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بہت زیادہ بھوکا رکھتا تھا اور مجھے مارا کرتا تھا۔

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْتَ يَعْفُوْرُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ بِهِ اِلٰى بَابِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْبَابَ فَيَقْرَعُهُ بِرَأْسِهِ فَاِذَا خَرَجَ اِلَيْهِ

صَاحِبُ الدَّارِ أَوْ مَأَ اِلَيْهِ اَنْ أَجْلِبْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَبِضَ النَّبِيُّ ﷺ جَاءَ اِلَى بِئْرٍ كَانَتْ لِأَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيْهَانِ فَتَرَدَّى فِيْهَا جَزَعًا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

حضور ﷺ نے اس گدھے سے فرمایا تیرا نام یعفور ہے۔حضور ﷺ اس گدھے کو کسی شخص کے دروازے پر بھیجتے۔ وہ اس شخص کے دروازے پر آتا اپنے سر سے دوازے پر دستک دیتا۔ جب گھر کا مالک باہر آتا تو گدھا اس کو اشارے سے کہتا تجھے نبی کریم ﷺ یاد فرمارہے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو وہ گدھا ابوہیثم بن التیہان کے کنویں کی طرف چلا گیا اور حضور ﷺ کی جدائی اور فراق کے غم میں اپنے آپ کو کنویں میں گرادیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ا: خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۰۷ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ کے گدھے میں وہ سارے خواص موجود تھے جو عموماً ایک انسان میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا حضور ﷺ کے ساتھ کلام کرنا اور حضور ﷺ کا پیغام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچانا اور اُن کو بلا کر لانا وغیرہ۔ سب سے اعلیٰ و اولیٰ چیز اس میں یہ تھی کہ یہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو انسان کی شکل میں جنت میں داخل فرمائے گا کیونکہ جس نے حضور ﷺ سے محبت کی اس کا مقام جنت ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دُور ہو
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

(2) جب حضور ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا اس وقت یہ مدینے کی گلیوں میں گھومتا ہوا زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کا جام پینے کے لیے حاضر ہورہا تھا۔ جب درِ مصطفیٰ پر آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روتا ہوا پایا تو اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ جب گدھا حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

کے گھر پر آیا آپ بھی اس وقت اپنے بابا جان کے فراق میں رو رہی تھیں۔ گدھے نے جب آپ کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔ اسی وقت اس عاشق گدھے نے اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اے یعفور! جب حضور ﷺ دُنیا سے چلے گئے تو اب تیرے زندہ رہنے کا کیا فائدہ وہ فوراً بجلی کی طرح بھاگا اور اپنے آپ کو ابوہیثم کے کنویں میں گرا دیا۔

(3) گدھے کو خودکشی کا گناہ نہیں ملے گا کیونکہ جانور احکام شرعیہ کے مکلف نہیں بلکہ حضور ﷺ کے فراق میں تڑپنے کا صلہ ملے گا۔

(4) اس عاشق رسول ﷺ جانور نے جان کی قربانی دے کر یہ درس دیا ہے کہ جب ناموسِ رسالت ﷺ کا کوئی معاملہ ہو تو عاشقانِ رسول کو جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے مفتی ہند مصطفیٰ نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ اک جان کیا ہے اگر ہو کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں
حبیب خدا کا نظارہ کروں میں
دِل و جان اُن پر وارا کروں میں

## بکریوں کا حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہونا:

﴿32﴾......ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

وَفِی الْحَائِطِ غَنَمٌ فَسَجَدْنَ لَهٗ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُنَّا نَحْنُ اَحَقُّ بِالسُّجُوْدِ لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْغَنَمِ قَالَ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِیْ فِیْ اُمَّتِیْ اَنْ يَسْجُدَ اَحَدٌ لِاَحَدٍ وَلَوْ كَانَ يَنْبَغِیْ اَنْ يَسْجُدَ اَحَدٌ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ۔

باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔ اُنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ان بکریوں سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا کوئی شخص بھی کسی کو سجدہ نہ کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ذات کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## بکری پناہ کے لیے بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئی:

﴿33﴾ ...... عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔ الرضین بن عطاء نے فرمایا ہے کہ ایک قصاب نے ایک بکری کو ذبح کرنے کے لیے دروازہ کھولا

فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ حَتّٰی جَاءَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاتَّبَعَهَا فَاَخَذَهَا یَسْحُبُهَا بِرِجْلِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِصْبِرِیْ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ اَنْتَ یَا جَزَّارُ سُقْهَا اِلَی الْمَوْتِ سَوْقًا رَفِیْقًا.

وہ بکری وہاں سے بھاگ گئی۔ وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ قصاب بھی اس کے پیچھے پیچھے بارگاہِ مصطفویہ میں حاضر ہوا اور اس بکری کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری سے فرمایا اللہ کے حکم پر صبر کرا اور اے قصاب! تو اسے موت کی جانب نرمی سے لے جا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶ خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۰ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) بکری قصاب سے بھاگ کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں زیارت سے مشرف

ہونے گئی کہ آخری وقت میں حضور ﷺ کے جلووں سے محروم نہ رہوں۔

(2) حضور ﷺ کے جسم انور کی خوشبو سے کلیاں معطر معطر ہو جاتی تھیں۔ اسی خوشبو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی موجودگی کی اطلاع حاصل کیا کرتے تھے۔ جب بکری نے اس خوشبو کو ملاحظہ کیا اور جان لیا کہ ضرور حضور ﷺ قریب ہی موجود ہیں۔ تلاش و بسیار کے بعد حضور ﷺ مل گئے اور نبی کریم ﷺ بکری کی فریاد کو سمجھ گئے اور اس بکری کو صبر کی تلقین کی۔ وہ بکری حضور ﷺ کے حکم کو سن کر ہنسی خوشی اپنے مالک کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

(3) معلوم ہوا کہ اپنی چیز پر اتنا اختیار مالک کو نہیں جس قدر حضور ﷺ کو اس پر اختیار ہے کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختارِ کل بنایا ہے اور حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ:

اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔

ترجمہ: ''مفاتیح اختیارات سے کنایہ ہے یعنی حضور ﷺ کو زمین پر مکمل مختار بنادیا گیا ہے۔

## حبشی غلام نے اسلام قبول کرلیا:

﴿34﴾...... امام بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں خیبر کا ایک سیاہ فام حبشی غلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس اس کے آقا کا ریوڑ تھا۔ اس نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی اگر میں نے اسلام قبول کرلیا تو مجھے کیا ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا تجھے جنت عطا کی جائے گی۔ وہ حبشی غلام دامن اسلام سے وابستہ ہوگیا۔ پھر اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اسے ہمارے لشکر سے نکال کر لے جاؤ۔ پھر اس کی طرف کنکری پھینک کر اس کے مالک کی طرف ہانک دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس امانت کو ادا فرمائے گا۔ اس غلام نے ایسا ہی کیا۔ وہ ریوڑ صحیح وسالم اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا۔ جب یہودی کو معلوم ہوا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کرلیا ہے تو

اس نے اس کو شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت عطا فرمائی ہے اور بھلائی کی طرف لے گیا ہے۔ وہ سچا مسلمان تھا۔ وَ قَدْ رَأَيْتُ عِنْدَ رَأْسِهِ اِثْنَتَيْنِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ ۔

میں نے دیکھا ہے کہ اس کے سر پر دو حوریں کھڑی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) دیکھو حضور ﷺ نے غلام کو فرمایا کہ اگر تو اسلام لے آئے گا تو تجھے جنت ملے گی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال کا ایمان میں کوئی دخل نہیں مگر ہاں اعمال ضروری ہیں اور حضور ﷺ کے اس جملے نے غلام کو اسلام پر ثابت قدمی کی بشارت بھی عطا فرما دی۔

(2) اس سے حضور ﷺ کے علم غیب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ دخولِ جنت جو مستقبل میں اس کو نصیب ہونا تھا اس کی پہلے ہی خبر عطا فرما دی۔

(3) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نظر میں وہ کمال ہے کہ دُنیا میں رہ کر جنت کے نظاروں کو ملاحظہ کر لیتی ہے۔ اب یہ دعویٰ کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے، یہ بے دینوں اور بد مذہبوں کا دعویٰ ہے جن کو نہ حدیث سے کوئی تعلق اور نہ ہی قرآن سے کوئی واسطہ۔ ایسے برے مذہب والوں سے بچنا ہی چاہیے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
ایسے برے مذہب پہ لعنت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

## ایک ہرنی کی بارگاہِ رسالت ﷺ میں فریاد:

﴿35﴾......الطبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صحراء میں موجود تھے۔

فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَالْتَفَتَ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا ظَبْيَةٌ مُوْثَقَةٌ فَقَالَتْ اُدْنُ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَنَا مِنْهَا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ فَقَالَتْ اِنَّ لِيْ خِشْفَيْنِ فِيْ هٰذَا الْجَبَلِ فَحِلَّنِيْ حَتّٰى أَذْهَبَ فَأُرْضِعُهُمَا ثُمَّ أَرْجِعُ اِلَيْكَ قَالَ أَتَفْعَلِيْنَ قَالَتْ عَذَّبَنِيَ اللّٰهُ عَذَابَ الْعُشَّارِ اِنْ لَّمْ أَفْعَلْ ۔

اچانک آپ ﷺ کو ایک آواز سنائی دی۔ کسی نے پکارا یارسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ نے توجہ فرمائی لیکن آپ ﷺ نے کسی چیز کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے ایک بندھی ہوئی ہرنی دیکھی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے قریب تشریف لائیں۔ حضور ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تو نے مجھے کیوں پکارا ہے۔ اس ہرنی نے عرض کی اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے اس شکنجے سے آزاد فرمائیں میں انہیں دودھ پلا کر ابھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے وعدے کو نبھائے گی؟ اس نے جواب دیا اگر میں وعدہ شکنی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کرے۔ حضور ﷺ نے اس ہرنی کو آزاد فرمایا وہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ وہاں ہی باندھ دیا۔ اسی اثناء میں وہ اعرابی آ گیا۔ حضور ﷺ کو وہاں تشریف فرما دیکھ کر اس نے عرض کی۔

فَقَالَ أَلَكَ حَاجَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ تُطْلِقُ هٰذِهِ فَأَطْلَقَهَا فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ وَهِيَ تَقُوْلُ أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں

اس ہرنی کو آزاد کردے۔ اس اعرابی نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی وہاں سے بھاگتی جارہی تھی اور ساتھ یہ کہتی ہوئی جارہی تھی:

**اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔**

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۳ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۱ بیروت: شفاء شریف ج ا ص ۲۳۵)

**صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ**

## مدنی پھول:

اگر کوئی بد مذہب کہے کہ اس کی سند میں اغلب نامی شخص ضعیف ہے تو اس کا جواب علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں

قال الحافظ السیوطی فی اسناده اغلب بن تمیم ضعیف لکن للحدیث طرق کثیرۃ تشهد بان للقصة اصلا

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۱)

کہ اس حدیث کی سند میں اغلب بن تمیم ہے۔ جو ضعیف ہے لیکن اس روایت کی کئی اور بھی اسنادیں ہیں جو اس واقعہ کے سچے ہونے کی گواہی دیتی ہیں لہذا اس کا ضعیف ہونا اس کو کچھ ضرر نہیں دیتا۔

لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حسن لغیرہ ہوگئی کیونکہ علامہ ابن السبکی نے ابن الحاجب کی شرح میں لکھا ہے کہ سنگریزوں کا تسبیح بیان کرنا اور ہرنی کا کلام کرنا اگرچہ یہ روایات آج متواتر نہیں ہیں لیکن یہ اس زمانہ میں متواتر تھیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں یہ تمام روایات لوگوں میں مشہور ہیں۔

## مدنی پھول:

(1) جب ہرنی اعرابی کے جال میں پھنس گئی تو اس نے حضور ﷺ کو مدد کے لیے پکارا اور حضور ﷺ اس کی امداد کے لیے تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے مدد مانگنا جائز ہے اور جس سے مدد طلب کی جائے تو اس کی مدد کرنا بھی جائز ہے۔ اس کا شرک

سے کوئی تعلق نہیں۔ شرک شرک کے نعرے لگانے والے خود ہر جگہ المدد المدد کے نعرے بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بس سٹاپ پر کھڑے ہو کر المدد یا ٹیکسی ڈرائیور کے نعرے لگا رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت تو نہیں کہتے کہ اے اللہ کوئی ایسی ہوا چلا دے جو مجھ کمینے کو اُٹھا کر لاہور پہنچا دے کیونکہ ٹیکسی کی مدد سے لاہور جانا غیر اللہ سے مدد مانگنا ہے اور یہ شرک میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ جب لاہور پہنچنے کے لیے ٹیکسی ڈرائیور کی مدد ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے اللہ والوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ ضرور ہوگی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حاکم حکیم داد و دوا دیں اور یہ کچھ نہ دیں
مردود! یہ مراد کس آیت و خبر کی ہے

یعنی حاکم دُنیوی امور میں تمہاری مدد کرے اور حکیم تمہیں دوا دے کر تمہارا علاج کرے اور اولیاء اللہ کچھ نہ دیں۔ اے مردود شخص مجھے تو بتا یہ کس آیت اور حدیث سے ثابت ہے۔

(2) ہرنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر فوراً حاضر ہو گئی۔ ہم نے اپنے اللہ تعالیٰ سے تمام احکامِ شرع کو اپنانے کا وعدہ کیا ہے مگر ہم اس ایفائے عہد میں کافی کوتاہ نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے کہ جہاں ہر مخلوق اپنی حاجت کو پیش کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہیں ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

## بھیڑیئے کا چرواہے کو نیکی کی دعوت دینا:

﴿36﴾...... حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے کئی اسناد سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک چرواہا ''حرہ'' کے مقام پر اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ آور ہوا وہ چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا:

فَاقْعٰی الذِّئْبُ عَلٰی ذَنْبِهٖ ثُمَّ قَالَ لِلرَّاعِیْ اَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ تَحُوْلُ بَیْنِیْ

وَ بَیۡنَ رِزۡقٍ سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَقَالَ الرَّاعِیۡ اَلۡعَجَبُ مِنۡ ذِئۡبٍ یَتَکَلَّمُ بِکَلَامِ الۡاِنۡسِ فَقَالَ الذِئۡبُ اَلَا اُحَدِّثُكَ بِاَعۡجَبَ مِنِّیۡ ۔

بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا اور چرواہے سے کہنے لگا اے چرواہے! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو میرے اور میرے اس رزق کے درمیان حائل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بھیجا ہے۔ چرواہے نے کہا یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے کہ ایک بھیڑیا انسان کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا میں تجھے اس سے تعجب خیز بات نہ بتاؤں

اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ بَیۡنَ الۡحُرَّتَیۡنِ یُحَدِّثُ النَّاسَ بِاَنۡبَاءِ

وہ یہ کہ دو سخت چٹانوں کے درمیان حضور ﷺ تشریف لائے ہیں۔ وہ لوگوں کو غیب کی خبریں بیان فرما رہے ہیں۔ اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانکا اور مدینہ طیبہ آ گیا۔ وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بھیڑیئے کا قصہ عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ انسانوں کے ساتھ درندوں کا ہم کلام ہونا قیامت کی نشانی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے ہم کلام نہ ہوں گے۔ انسان اپنے جوتے کے تسمے اور اپنے عصا سے ہم کلام ہوگا۔ انسان کی ران اس کو بتائے گی کہ اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیا کیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۳۲ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۳۲)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡبِ ﷺ!...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث کے ان الفاظ یُحَدِّثُ النَّاسَ بِاَنۡبَاءِ ۔ (وہ لوگوں کو غیب کی خبریں عطا فرماتے ہیں) غور کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ بھیڑیا بھی حضور ﷺ کو عالم الغیب (غیب کا علم رکھنے والا) مانتا ہے اور جو انسان ہونے کے باوجود حضور ﷺ کو باذن پروردگار غیبوں پر خبردار نہ مانے وہ جانوروں سے بھی برا اور شر الدواب کے قبیل سے ہے۔

(2) بھیڑیا کا کلام کرنا بھی حضور ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ بھیڑیے نے کلام میں آپ ﷺ کی ہی نعت خوانی کی ہے۔

(3) اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے کافی غیب کی خبریں دی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) قربِ قیامت جانور انسانوں سے ہم کلام ہوں گے۔ (2) جوتے کا تسمہ اور عصا انسان سے گفتگو کرے گا۔ (3) ران گھر والوں کے کام پر آگاہ کرے گی۔

(4) غیب کی خبر وہی دیتا ہے جو علم غیب رکھتا ہو۔ کبھی آپ نے یہ دیکھا ہے کہ جاہل و بے علم شخص علم کا درس دے رہا ہو، کبھی نہیں دیکھا ہوگا کیونکہ اسے اس کا علم ہی نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

## بھیڑیے کا حضور ﷺ سے ہم کلام ہونا:

﴿37﴾...... بزار، سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دم ہلانے لگا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ تمام بھیڑیوں کا نمائندہ ہے۔ یہ تمہارے پاس یہ التجا لے کر آیا ہے کہ تم ان کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ مقرر کر دو۔

امام بیہقی نے حضرت حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا ہے؛

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَاِذَا الذِّئْبُ مُفْتَرِشًا ذِرَاعَیْهِ عَلَی الطَّرِیْقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا یَسْتَفْرِضُ فَافْرَضُوْا لَهٗ قَالُوْا تَرٰی رَاْیَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ كُلِّ سَائِمَةٍ شَاةٌ فِیْ كُلِّ عَامٍ قَالُوْا كَثِیْرٌ فَاَشَارَ اِلَی الذِّئْبِ اَنْ خَطْسَهُمْ فَانْطَلَقَ الذِّئْبُ ۔

حضور ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا حاضر ہوا۔ وہ راستہ میں اپنے ہاتھ پھیلا کر

بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا تم سے اپنے حصے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ تم اس کے لیے ایک حصہ مقرر کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے، اس کے لیے کیا مقرر کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر ریوڑ سے سالانہ ایک بکری اس کے لیے مقرر کر لی جائے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تو ان سے چھین لیا کر۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر وہ بھیڑیا چلا گیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۴ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۳۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## بھیڑیے کا ابوسفیان بن حرب سے کلام کرنا:

﴿38﴾...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ ابن وہب سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک بھیڑیے نے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ سے کلام کیا۔ یہ واقعہ ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا ہے۔ اُنہوں نے ایک بھیڑیے کو دیکھا جو ایک ہرن کو پکڑنا چاہتا تھا۔ بھیڑیے نے حرم کعبہ سے باہر ہرن کا تعاقب کیا

فَدَخَلَ الظَّبِيُّ الْحَرَمَ فَانْصَرَفَ الذِّئْبُ عَنْهُ فَعَجِبَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ الذِّئْبُ لَمَّا سَمِعَ تَعَجُّبَهُمَا أَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِالْمَدِيْنَةِ يَدْعُوْكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَتَدْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ ۔

وہ ہرن حرم میں داخل ہو گیا۔ بھیڑیا وہاں سے پلٹ آیا۔ اُنہوں نے اس بات پر تعجب کیا۔ ان کا یہ تعجب دیکھ کر بھیڑیے نے کہا۔ اس سے تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہیں، وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ تم آپ ﷺ کو آگ کی طرف دعوت دے رہے ہو۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## گوہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا:

﴿39﴾...... امام الطبرانی نے اوسط اور صغیر میں، ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شفیع معظم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ بنی سلیم کا ایک اعرابی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک گوہ پکڑ رکھی تھی۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے گی۔

فَقَالَ الضَّبُّ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُبِیْنٍ یَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِیْعًا لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ وَ فِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَ فِی النَّارِ عَذَابُهٗ قَالَ فَمَنْ اَنَا قَالَ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَ قَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ضب! گوہ نے فصیح اور واضح عربی میں عرض کیا اور اس کی گفتگو کو تمام اہل محفل نے سمجھا وہ عرض کناں ہوئی:

یارسول رب العالمین! صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا میں اس ذات کی پرستش کرتی ہوں جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔ جس کی سلطنت زمین پر ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جنت میں اس کی رحمت ہے اور آگ میں اس کا عذاب ہے۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں۔ وہ عرض کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے آپ کو جھٹلا دیا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگیا۔ جب اعرابی نے یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھا تو وہ اسی

وقت مسلمان ہوگیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۴ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۳۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر:

﴿40﴾......ابن سعد، ابو یعلی، امام بیہقی اور ابو نعیم نے خادم رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کشتی کے تختے پر سوار ہوگیا۔ وہ تختہ مجھے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا۔ وہاں ایک شیر تھا۔

فَلَمَّا رَأَیْتُهُ قُلْتُ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا سَفِیْنَةُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ یُبَصْبِصُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰی قَامَ اِلٰی جَنْبِیْ ثُمَّ مَشٰی مَعِیَ حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَلَی الطَّرِیْقِ ثُمَّ هَمْهَمَ سَاعَةً فَرَاَیْتُ اَنَّهٗ یُوَدِّعُنِیْ ۔

جب میں نے شیر کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا اے ابوالحارث! میں خادم رسول اللہ ﷺ ہوں، میرا نام سفینہ ہے۔ وہ اپنی دُم کو ہلاتا ہوا میرے پاس آیا حتیٰ کہ وہ میرے پہلو کے ساتھ آ کر کھڑا ہوگیا پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے سیدھے راستہ کی طرف میری راہنمائی کی۔ اس کے بعد وہ تھوڑا سا غرّایا۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا ہے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۴ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) شیر کا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے کلام کو سمجھنا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی صحبت میں رہنے والا صاحب کرامت ہو جاتا ہے ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ ایک لوہار کے ہاتھ خام لوہے کو لگ جائیں تو وہ کندن بن جاتا ہے تو جن کو اللہ کے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگ جائیں تو اس کا عالم کیا ہوگا۔

(2) جن کو اللہ والوں سے نسبت ہو جائے ہر چیز اُن کا احترام کرتی ہے۔ دیکھو شیر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا احترام بھی کیا اور مہمان نوازی کرتے ہوئے سیدھے راستے کی طرف راہنمائی بھی کی۔ نسبت کی بڑی بہاریں ہیں۔ نسبت ہی کی وجہ سے اصحابِ کہف کے کتے کا نام قرآن پاک میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کلبهم باسِطٌ ذِرَاعِیۡهِ ۔ ترجمہ: "اُن کا کتا غار کے دہانے پر بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔"

لہٰذا دُنیا میں کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نسبت قائم کر لینی چاہیے۔ اس کے فوائد آپ خود دیکھ لیں گے۔

## چڑیا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت کرنا:

﴿41﴾ ...... امام بیہقی، ابو نعیم اور ابو الشیخ نے اپنی کتاب العظمۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ اس میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ ہم نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔

**فَمَرَّتِ الْحُمَّرَةُ اِلَی النَّبِیِّ وَ هِیَ تَعْرِضُ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِفَرْخَیْهَا قُلْنَا نَحْنُ قَالَ رُدُّوْهُمَا مَوْضِعَهُمَا فَرَدَدْنَاهُمَا ۔**

وہ چڑیا چہچہاتی ہوئی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عرض سن کر فرمایا اس چڑیا کو اس کے دو بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف دی ہے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ہی اس کے بچوں کو اُٹھایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں واپس ان کی جگہ پر لوٹا دو۔ ہم نے انہیں اسی آشیانہ میں رکھ دیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۳ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت)

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم**

## مدنی پھول:

(1) دیکھئے! جب چڑیا کے بچوں کو اُٹھا لیا گیا تو وہ اپنے بچوں کی شکایت لے کر بارگاہ

رسالت ﷺ میں حاضر ہوگئی کہ یارسول اللہ ﷺ کسی نے میرے بچوں کو اُٹھالیا ہے۔ اُن بچوں کو مجھے عطا فرما کر میری مدد کیجئے کیونکہ ماں کی ساری پونجی اس کی اولاد ہوتی ہے تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے اپنی نگاہِ نبوت سے دیکھ لیا کہ اس کے بچوں کو کسی نے نہیں اُٹھایا بلکہ میرے صحابہ نے ہی یہ کام کیا ہے۔ لہٰذا حکم جاری کیا کہ جاؤ اس کے بچے اسے واپس کردو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہیں ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

(۲) حضور ﷺ کا سوال کرنا کہ اس کے بچوں کو کس نے اُٹھایا ہے۔ یہ اپنے علم کے لئے نہ تھا کیونکہ حضور ﷺ تو عالم الغیب ہیں۔ آپ کو تو علم تھا۔ یہ صرف اپنے صحابہ کو تنبیہ کرنے کے لیے کیا تھا۔ سوال ہر جگہ علم حاصل کرنے کے لیے نہیں ہوتا۔ حدیث میں آیا کہ اللہ تعالیٰ اُن فرشتوں سے جو ذکر کی محفلوں سے آتے ہیں اُن سے سوال کرتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں کہ فرشتے کہاں سے آئے ہیں۔ اُستاد شاگرد سے سوال کرتا ہے۔ کیا اُستاد کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ سرکار ﷺ کا سوال کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

## کوا حضور ﷺ کا موزہ لے کر اُڑ گیا:

﴿42﴾......ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے نعلین مبارک منگوائے ابھی ایک موزہ پہنا ہی تھا

جَاءَ غُرَابٌ فَاحْتَمَلَ الْآخَرُ فَرَمٰی بِهٖ فَخَرَجَتْ مِنْهُ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبِسُ خُفَّيْهِ حَتّٰى يَنْفِضُهُمَا ۔

ایک کوا آیا دُوسرا موزہ لے کر اُڑ گیا۔ بلندی پر جا کر اس نے اس موزے کو نیچے پھینک دیا۔ جونہی موزہ نیچے گرا اس میں سے ایک سانپ نکل آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جھاڑنے سے پہلے اپنے جوتے نہ پہنے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) بعض لوگ اس حدیث سے استدلال فاسد کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم غیب ہے تو موزے میں موجود سانپ پر کیوں مطلع نہ ہو سکے۔ موزے سے سانپ کو کیوں نہیں نکالا۔ میں نے عرض کیا اے عقل کے اندھے اگر اس حدیث کو عشق مصطفیٰ ﷺ رکھنے والی آنکھ سے پڑھتا تو اس حدیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان رفعت کے علم پر لہراتی ہوئی نظر آتی۔

میرے آقا دو عالم کے داتا ﷺ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوب کریم ﷺ کے نعلین (جوتوں) کو اپنی مخلوق پرندوں سے اس لیے صاف کرواتا ہے تاکہ دُنیا کو معلوم ہو جائے کہ میرے محبوب کی بادشاہت جنوں اور انسانوں پر ہی نہیں بلکہ پرندوں پر بھی ہے۔
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

یہ تشریح میں نے اپنے پاس سے نہیں کی بلکہ خود نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ھٰذِہٖ کَرَامَۃٌ اَکْرَمَنِیَ اللّٰہُ بِھَا۔ یہی وہ عزت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔
(حجۃ اللہ علی العالمین ص 335 بیروت)

(2) جوتوں کو جھاڑ کر پہننا سرکارِ مدینہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اس سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کا جوتے جھاڑنے والے عمل پر بہت زیادہ تاکید کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سرکار ﷺ کو اُمت سے بڑی محبت ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

## ایک پالتو جانور کا عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

﴿43﴾......امام احمد، قاسم بن ثابت اندلسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عِنْدَنَا دَاجِنٌ فَإِذَا كَانَ عِنْدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَّ وَ ثَبَتَ مَكَانَهُ فَلَمْ يَجِيْءُ وَ لَمْ يَذْهَبْ وَ إِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ وَ ذَهَبَ أَيْ مَشٰى فِي الْبَيْتِ ۔ (لَمْ يَقِرَّ لِعَدَمِ رُؤْيَتِهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَوْقًا لَهُ ۔)

وہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پالتو جانور تھا۔ جب تک ہمارے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما رہتے۔ وہ بھی پرسکون رہتا، وہ کسی قسم کی حرکت نہ کرتا، نہ ہی کسی قسم کی بے چینی کا اظہار کرتا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو اس کا چین و آرام ختم ہو جاتا۔ وہ اُچھلنا اور کودنا شروع کر دیتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہ کرنے کی وجہ سے اس کو قرار نہ آتا تھا۔

## مدنی پھول:

(1) اس واقعہ میں گزرا کہ ایک جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق کرتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نہ ہوتے وہ فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تڑپنا شروع کر دیتا۔ واہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ ایسا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی عطا کرے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

(1) یعنی اے عشق تو نے ہمیں وہ آگ لگائی ہے جو ہم گنہگاروں سے جہنم کی آگ حرام کر دے گی۔

(2) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ کیا تو ہر وقت عشق کی آگ میں سلگتا رہتا ہے۔ جلنا ہے تو ان کے عشق میں جلدی جل اُٹھ تیری وجہ سے میرا دم گھٹنے لگا ہے۔

## ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا:

﴿44﴾......امام بیہقی، دار قطنی، خطیب بغدادی نے حضرت معرض یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ کی معیت میں حج ادا کیا۔ میں مکہ معظمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ ماہِ تمام کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ اہل یمامہ میں سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ وہ بچہ اسی دن پیدا ہوا تھا۔ اس نے اس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا غُلَامُ مَنْ اَنَا قَالَ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَدَقْتَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ ثُمَّ اِنَّ الْغُلَامَ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰى شَبَّ فَكُنَّا نُسَمِّيْهِ مُبَارِكَ الْيَمَامَةِ .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے! میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اللہ تجھے بابرکت بنائے۔ پھر اس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی۔ ہم نے اس کا نام ''مبارک الیمامہ'' رکھا تھا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ میں فرمایا ہے۔ یہ حدیث کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے اور یہ حدیثِ حسن ہے۔

باب ۴

# انباء الغیب کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ

حضور ﷺ کی غیبی خبریں بھی آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم ما کان وما یکون رکھتے تھے آیئے میں اس پر قرآن پاک اور احادیث مبارکہ پیش کرنے کی سعی کرتا ہوں تاکہ قاری پر یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہو جائے۔ اس کے علاوہ بزرگانِ دین کے اقوال بھی پیش کیے جائیں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس پر علمائے امت کا اجماع ہے۔ اور یہ سب کچھ میرے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا فیضان اور آپ کے علم کی منہ بولتی تصویر ہے۔ بالتصریح کہتا ہوں کہ یہ سب مواد اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا ہی فیض ہے۔

## حضور ﷺ کا علم غیب:

علم غیب ذاتی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کو علم غیب عطائی (اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا) مانتے ہیں۔

## آیات قرآنیہ سے علم غیب کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ کی عطاء سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ رب تعالیٰ خود فرماتا ہے

(۱) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ۔

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے (اس کے لیے) چُن لیتا ہے۔

نوٹ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے چنے ہوئے اور پسندیدہ بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو علم غیب کی عطا سے روک سکے۔ جب وہ عطا فرماتا ہے تو اس کے بندوں کو علم غیب ہوتا بھی ہوگا۔ اور یقیناً ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۲): عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدًا الا من ارتضی من رسول ۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے:

وماهو علی الغیب بضنین ۔ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں ہے۔

ھو کی ضمیر نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس میں تو صراحتاً اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ نبی (محمد ﷺ) غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ سکھایا اور بتایا اسی چیز کو جاتا ہے جو خود کو حاصل ہو۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے تھے۔

اعتراض: ھو ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یعنی اللہ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

جواب: اگر اس ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہو تو تب بھی ہمارا دعوہ ثابت ہے کیونکہ جب اللہ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں تو اس نے ضرور بتایا ہوگا۔ پھر کس کو بتایا ہوگا جس کو سب سے زیادہ چاہا ہوگا اور وہ ذات میرے آقا ﷺ کی ہی ہے۔ جو افضل الانبیاء ہیں۔

(۴): ذلك من انباء الغیب نوحیه الیك : اے نبی! یہ غیب کی باتیں جس کو ہم تم پر وحی کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ چار آیتیں بالتصریح اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے علم غیب کے حصول پر دلالت کرتی ہیں۔

احادیثِ مبارکہ سے حضور ﷺ کے علم غیب کا ثبوت:

حدیث 1: بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مقاماً ماترك شیئا

**یکون فی مقامه ذٰلك الٰی قیام الساعة الّا حدّث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه "** ۔ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش (دنیا) سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا،کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یادرہا یادرہا، جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(مشکوۃ المصابیح متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتبائی دہلی ص461)

حدیث2: صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے":

**قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذٰلك من حفظه و نسیه من نسیه "** ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔یادرکھا جس نے یادرکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق جلد 1 ص453 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث3: صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر سے غروبِ آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا" **فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمة فاعلمنا احفظه "** ۔اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یادرہا۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن جلد2 ص290 قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی نشست میں ابتدائے دنیا سے لے کر قیامت تک سارے حالات بتادیئے۔یہ حالات بتانا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر دلالت نہیں کرتا؟ جبکہ پوشیدہ چیز کے بارے میں علم دینا ہی تو علم غیب

کہلاتا ہے۔ بلکہ یہ احادیث ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم ماکان وما یکون حاصل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے ذرّے ذرّے کا علم ہے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ میرے لیے ہر چیز روشن کردی گئی۔

حدیث 4: ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ میں دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**فرایتہ عزّوجل وضع کفّہ بین کتفیّ فوجدت برد انا ملہ بین ثدیّ فتجلّٰی لی کل شیء وعرفت ۔**

ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

(سنن الترمذی کتاب التفسیر جلد ۵ ص 160 دار الفکر بیروت)

حدیث 5: اسی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراجِ منامی کے بیان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا": **فعلمت مافی السمٰوٰت وما فی الارض**" ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ میں نے جان لیا۔ (سنن الترمذی کتاب التفسیر جلد 5 ص 160 دار الفکر بیروت)

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام علوم حاصل تھے:

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

**پس دانستم هر چه در آسمانها وهرچه در زمین ها بود عبارت است از حصولِ تمامه علوم جزوی و کلّی واحاطه آں۔**

چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے کہ حضور ﷺ کو تمام علوم کے حاصل تھے وہ علوم جزوی ہوں یا کلی۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الصلوۃ باب المساجد ومواضع الصلوۃ جلد 1 ص 333 مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

عبدالحق محدث دہلوی وہ شخصیت ہیں جن کو بدمذہب بھی اپنا پیر جانتے اور ان کے اقوال مانتے ہیں۔ مگر ایسے اقوال ماننے (جس میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا پہلو نکلتا ہو) سے ان کا پیٹ درد اور ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ مگر ان گندی نالی کے کیڑے مکوڑوں کے گھٹانے سے شان مصطفیٰ ﷺ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں۔

مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ:

حدیث 6: امام احمد اپنی مسند میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السمآء الا ذکر لنا منہ علما ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 ص 153 المکتب الاسلامی بیروت)

حدیث 7: ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھذہ جلیان من اللہ جلاہ لنبیہ کما جلاہ لنبیین من قبلہ ۔ بے شک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 6 ص 101 بیروت)

اے میرے مسلمان بھائیو!

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہے جو کچھ زمین و آسماں میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا ان سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس تمام ماکان ومایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماک سے سمک تک، ارض سے فلک تک اس وقت جو کچھ ہورہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزارہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں، ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرتِ الٰہی پر دشوار اور نہ عزت و وجاہت انبیاء کے خلاف، مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دیئے کیا وہ ان حدیثوں کو شرک اکبر کہیں گے اور جو آئمہ کرام ان سے سند لائے، جیسے امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی مصنف خصائص کبری و امام شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابوالفضل شہاب ابن حجر مکی ہیثمی وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ کو مشرک کہیں گے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حدیث 8: صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علیّ امتی باعمالھا حسنھا وقبیحھا۔ میری ساری اُمت اپنے سب اعمالِ نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 1 ص 107 قدیمی کتب خانہ کراچی)

## اقوال آئمہ سے حضور ﷺ کے علم غیب کا ثبوت:

### امام بوصیری قدس سرہ کا عقیدہ:

امام اجل بوصیری قدس سرہ ام القری میں فرماتے ہیں: وسع العالمین علماً وحکمًا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم وحکمت تمام جہان کو محیط ہے۔ (مجموع المتون ص 18 الشؤن الدینیہ دولتہ قطر)

### امام ابن حجر مکی کا عقیدہ:

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں: لانّ اللہ تعالیٰ اطلعه

على العالم فعلم علم الاولين والأخرين وما كان ومايكون ۔یہ اس لیے کہ بے شک اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلى الله تعالى عليه وآله وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ما کان و ما یکون کا علم حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔ (افضل القراء لقراء ام القرىٰ)

نوٹ: امام بوصیری اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہما حضور ﷺ کے لیے علم ما کان و ما یکون (علم غیب کلی) کا عقیدہ رکھتے ہیں۔آج کا بدمذہب کیوں اس کے ماننے کا انکار کرتا ہے۔

## علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض کا عقیدہ:

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عرضت عليه الخلائق من لدن اٰدم عليه الصلوة والسلام الى قيام الساعة فعرفهم كلهم كما عُلّم ادم الاسماء ۔ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامِ قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی گئی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جمیع مخلوقات گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا۔جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

(نسیم الریاض الباب الثالث جلد ۲ ص ۲۰۸)

### علامہ عبدالرؤف مناوی کا عقیدہ:

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

النفوسُ القدسيّة اذا تَجَرّدَتْ عن العلائق البدنية اتصلت بالملاء الاعلىٰ ولم يبق لها حجاب فترىٰ وتسمع الكل كالمشاهد .

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالمِ بالا سے ملتی ہیں ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں

(التیسیر شرح الجامع الصغیر جلد ا ص ۵۰۲ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض)

اے میرے اسلامی بھائی غور کر! جب عام بندے کی پاکیزہ روح کا یہ حال ہے تو

افضل الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کی روح انور کا کیا حال ہوگا۔

## امام قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ کا عقیدہ:

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: قد قال علماء ُنار حمهم الله تعالیٰ لا فرق بین موته وحیاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی مشاهدته لامّته و معرفته باحوالهم و نیاتهم وعزائمهم وخواطر هم و ذٰلك جلی عنده، لاخِفاء به۔

بے شک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

(المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی جلد ۴ص ۵۸۰ المکتب الاسلامی العربی بیروت)

اللہ اللہ! اے عزیز غور کر!

امام قسطلانی فرمارہے ہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر روشن ہیں۔ امام صاحب کے اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضور ﷺ کے علم غیب، اور حضور ﷺ کے زندہ ہونے، آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

## مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کا عقیدہ:

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

ذکر کن اُو را و درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم، وباش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش او در حالتِ حیات و می بینی تو او رامتادب باجلال و تعظیم و هیبت و امید بدان که وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا که وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ ویکے از صفات الٰہی آنست که انا جلیس من ذکرنی ۔

حضور ﷺ کی یاد کرا وران پر درود بھیج، اور ذکر کے وقت ایسے ہوجاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہواوران کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی ہواور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ کیونکہ وہ صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ (مدارج النبوۃ باب یاز جلد 2 ص 231 مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

محقق عبدالحق محدث دہلوی مزید فرماتے ہیں:

وھو بکل شیء علیم ० وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ھمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفاتِ حق و اسماء وافعال و آثار و جمیع علومِ ظاھر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم ०علیہ من الصلوت افضلھا من التحیات اتمھا واکملھا ۔"

ترجمہ: وھو بکل شیء علیم، اور وہ حضور ﷺ سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوالِ احکام الٰہی احکامِ صفاتِ حق، اسماء افعال آثار، تمام علوم ظاہر وباطن، اول وآخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اور فوق کل ذی علم علیم" کے مصداق ہیں، آپ پر افضل درود اور اتم واکمل سلام ہو۔

(مدارج النبوۃ مقدمۃ الکتاب جلد ۱ ص ۱۴۴ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

## شاہ ولی اللہ دہلوی کا عقیدہ:

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں: فاضَ علیّ من جنابہِ المقدّس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کیفیۃُ ترقی العبدِ من حَیزہ الٰی حیزا لقدسِ فیتجلّٰی لہ حینئذٍ کُلُّ شَیءٍ کما اخبرعن ھٰذاا المشھد فی قصّۃِ المعراج المنامی" ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقامِ قدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراجِ خواب کے قصے میں خبر دی۔ (فیوض الحرمین محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

## حضور ﷺ کو علم کلی حاصل ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں۔

بے شک اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک ما کان وما یکون انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر، ہر رطب ویابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للہ الحمد کثیراً۔

کُتب حدیث وتصانیف علمائے کرام میں اس کے دلائل کثیر ہیں بحمد اللہ قرآن عظیم اس بات پر خود شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب کلی حاصل تھا۔

قرآن پاک سے حضور ﷺ کے علم غیب کلی کا ثبوت:

آیت 1: ونزلنا علیك الکتٰب تبیاناً لکل شیء وھدی ورحمۃ وبشرٰی للمسلمین" (پ14 النحل:89)

ترجمہ: اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور

مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت اور بشارت ہے

آیت2: ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء " (پ13رعد:111)

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور (اس میں) ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

آیت3: ولا حبّة فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین " ۔(پ7انعام:38)

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک۔ مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو غور کرو: جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، قرآن پاک میں شئی آیا ہے اور اہلسنّت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور لوحِ محفوظ بھی اس میں داخل ہے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ کا علم قرآن میں ہے۔ اور اللہ تعالی نے سارے کا سارا قرآن حضور ﷺ کو سکھا دیا اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے:

الرحمن 0علم القرآن0 خلق الانسان0 علمه البیان (الرحمٰن:۱تا۴)

ترجمہ کنزالایمان: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدہ کیا۔ ماکان وما یکون کا علم اس کو سکھایا۔

اس آیت کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ انسان سے مراد حضور ﷺ کی ذات پاک ہے۔ اور رحمٰن نے آپ ﷺ کو مکمل قرآن سکھایا۔

تفسیر روح البیان: الرحمن 0عَلَّمَ القُرآنَ ای عَلَّمَ نَبِیَّنَا ﷺ القُرآنَ وَاسرارَ الاُلُوهِیَّةِ

ترجمہ: ہمارے نبی ﷺ کو رب تعالی نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے

اسرار سکھا دیے۔

تفسیر معالم التنزیل: **خلق الانسان ای محمدا ﷺ علمه البیان یعنی بیان ما کان و مایکون**

ترجمہ: اللہ نے انسان یعنی محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا علم سکھا دیا۔

نوٹ: جب اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم قرآن میں بیان کر دیا اور سارے کا سارا قرآن محبوب کریم ﷺ کو سکھا دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ حضور ﷺ کے علم میں ہے۔ اسی کو علم غیب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ معلوم نہیں کہ بدمذہبوں کی عقل پر کیوں پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ اس آسان سی بات کو سمجھ سکتے نہیں۔

اگر ہم یہ مانیں کہ رسول اللہ ﷺ علم غیب جانتے ہیں تو یہ کسی بھی صورت میں شرک نہیں بنتا۔

افسوس کہ ان شرک فروش بدمذہبوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علمِ الٰہی ذاتی ہے اور علمِ مصطفیٰ ﷺ عطائی ہے۔ علمِ الٰہی واجب ہے اور علمِ مصطفیٰ ﷺ ممکن، علمِ الٰہی قدیم علمِ مصطفیٰ ﷺ حادث، علمِ الٰہی نامخلوق علمِ مصطفیٰ ﷺ مخلوق ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون اور بصیرت کے اندھے کو ضرور ہو سکتا ہے۔ یہ شرق تا غرب و سماوات و ارض و عرش تا فرش ما کان و ما یکون من اوّل یوم الی اٰخر الایام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا اور جملہ مکتوبات لوح کا علم رسول اللہ ﷺ کے علوم میں سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ یہ تو ان کے طفیل سے حضرات مرسلین **علیهم افضل الصلوة واکمل السلام** کو بھی حاصل ہے بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں (اولیائے عظام) کو بھی ملا، اور ملتا ہے

## امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ **فانّ من جودك الدّنیا وضرتها ومن علومك علم اللّوح والقلم** یعنی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان و مایکون بھی داخل ہے حضور "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلك وصحبك وبارك وسلم" کے علوم سے کا ایک حصہ ہیں۔

## ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا عقیدہ:

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابوعبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں نعتقدان العبدینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب ۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پاکر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد 1 ص128 کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

## صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس کا عقیدہ:

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔قال انك لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذلك حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔خضر علمِ غیب جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) سورۃ کہف پ16 :65 بیروت)

جب خضر علیہ السلام کے لیے علم غیب حاصل ہے تو آقا خضر، سلطان بحر و بر، رسول اکرم ﷺ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔کیا وہ علم غیب نہ جانتے ہوں گے۔آ دمیں تجھے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے جاوں تا کہ تیری ہدایت کی کوئی سبیل نکل آئے۔

## علامہ زرقانی کا عقیدہ:

موہب لدنیہ کی شرح زرقانی میں ہے:

اصحابه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جازمون باطلاعه علی الغیب "

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ الفصل الثالث جلد 7 ص 200 دار المعرفۃ بیروت)

امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان:

تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بخاری و مسلم سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں":

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سالتھم لیقولن انما کنّا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي کذا و کذا وما یدریه بالغیب "۔

انہوں نے فرمایا اللہ کے قول" ولئن سالتھم " کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد ﷺ ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جا۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری جلد 10 ص 196 دار احیاء التراث العربی بیروت)

یعنی کسی کی اونٹنی گم ہوگئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ فلاں جنگل میں ہے: ایک منافق بولا" محمد غیب کیا جانیں" اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیتِ کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ" اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔ ملاحظہ کرو کہ یہ آیت تم پر کیسی آفت ہے۔ یہ علی الاعلان کہہ رہی ہے کہ حضور کے علم غیب پر اعتراض کرنے والا کافر ہے۔ اے رسول اکرم ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر و مشرک کہنے والو! تمہارے اس گندے قانون (رسول اللہ کے لیے علم غیب کا قائل کافر و مشرک ہے) کے تحت سب آئمہ دین معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔

جن آیات میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں علم غیب نہیں جانتا اس سے مراد یا تو یہ کہ میں جمیع معلومات الٰہیہ کو (جس قدر اللہ تعالیٰ کی معلومات ہیں) نہیں جانتا یا یہ ہے میں بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب نہیں جانتا۔

تفسیر کبیر: تفسیر کبیر میں ہے رحمۃ اللہ علیہ: قولہ ولا اعلم الغیب یدل علی اعترافه بانه

غير عالم بكل المعلومات .

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں۔

## امام قاضی عیاض اور علامہ شہاب الدین خفاجی کا عقیدہ:

امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

فی اطلاعه صلى الله تعالیٰ عليه وسلم على الغيب (المعلومة على القطع) بحيث لايمكن انكارها اوالتردد فيها لا حدٍ من العقلاء (لكثرة رواتها واتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب) وهذالاينافى الأيات الدالة على انه لايعلم الغيب الا الله وقوله ولوكنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان المنفى علمه من غيرواسطة واما اطلاعه صلى الله تعالیٰ عليه وسلم عليه با علام الله تعالیٰ له فامرمتحقق بقوله تعالیٰ فلايظهر على غيبه احداً الا من ارتضى من رسول "

رسول اللہ ﷺ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردّد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض جلد 3 ص 150 برکات رضا)

## علامہ شامی کا عقیدہ:

تا تارخانیہ میں ہے کہ: "جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی ﷺ کی روحِ مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو" علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ آئمہ اہلسنت نے کتبِ عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے آئمہ نے اس کا رَد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(ردالمحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات جلد 3 ص 297 داراحیاء التراث العربی بیروت)

## حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین:

حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ۔

عزت الٰہی کی قسم بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔ (بہجۃ الاسرار ص 50 دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور آپ ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لو لا لجام الشریعة علی لسانی لا خبرتکم بما تاکلون و ما تدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کا لقوار یری مافی بواطنکم وظواھر کم۔

اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ۔ (بہجۃ الاسرار ص ۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

**قلبی مطلع علیٰ اسرار الخلیفة ناظرا لی وجوه القلوب قد صفاه الحق عن دنس رویتہ سواہ حتّی صار لوحاً ینقل الیه مافی اللوح المحفوظ وسلم علیه ازمة اموراهل زمانه وصرفه فی عطائهم ومنعهم**

میرا دل اسرارِ مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے رویت ماسوا کے میل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوحِ محفوظ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا کریں، جسے چاہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جب غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے کہ وہ سب لوگوں کے دلوں کے حالات لوح محفوظ (جس میں ہر چیز کا علم ہے یہاں تک علوم خمسہ کا بھی) تک کا علم جان لیتے ہیں تو آقائے غوث اعظم، محبوب رب اکرم ﷺ کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔

اگر ہم حضور ﷺ کے علم غیب جاننے کو شرک کہیں تو وہ علماء و آئمہ جنہوں نے اس کا عقیدہ رکھا اور اس کو ثابت کیا وہ مشرک قرار پائیں گے۔ ان علماء کے نام یہ ہیں جو اہلسنت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور مصطفیٰ کریم ﷺ کو عالم الغیب مانتے ہیں۔

(۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی
(۲) مولانا ملک العلماء، بحر العلوم عبد العلی
(۳) علامہ شامی صاحب رد المحتار
(۴) آئمہ اہلسنت و مصنفانِ عقائد
(۵) شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی
(۶) علامہ شہاب الدین خفاجی
(۷) امام فخر الدین رازی
(۸) علامہ سید شریف جرجانی
(۹) علامہ سعد الدین تفتازانی
(۱۰) علی قاری مکی
(۱۱) امام ابنِ حجر مکی
(۱۲) علامہ محمد زرقانی
(۱۳) علامہ عبد الرؤف مناوی
(۱۴) علامہ احمد قسطلانی
(۱۵) امام قرطبی
(۱۶) امام بدر الدین عینی
(۱۷) امام بغوی (صاحب تفسیر معالم)
(۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بغدادی (صاحب تفسیر خازن)

(۱۹) علامہ بیضاوی (۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحب تفسیر غرائب القرآن)
(۲۱) علامہ جمل (شارح جلالین) (۲۲) امام ابوبکر رازی (صاحب تفسیر انموذج جلیل)
(۲۳) امام قاضی عیاض (۲۴) امام زین الدین عراقی (استاد امام ابن حجر عسقلانی)
(۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجماسی (۲۶) ابن قتیبہ
(۲۷) ابن خلکان (۲۸) امام کمال الدین دمیری
(۲۹) علامہ ابراہیم بیجوری (۳۰) علامہ شنوانی
(۳۱) علامہ مدابغی (۳۲) علامہ ابن عطیہ
(۳۳) علامہ عشماوی (۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب ملتقط)
(۳۵) علامہ بدرالدین محمود بن اسرائیل (۳۶) شیخ عالم بن صاحب تاتارخانیہ
(۳۷) امام فقیہ صاحب فتاوٰی حجہ (۳۸) امام عبدالوہاب شعرانی
(۳۹) امام یافعی (۴۰) امام اوحد ابوالحسن شطنوفی
(۴۱) امام ابن حجر مکی (۴۲) امام محمد صاحب مدحیہ بردہ شریف
(۴۳) حضرت مولانا جامی (۴۴) حضرت مولوی معنوی
(۴۵) حضرت سید عبدالعزیز دباغ (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
(۴۷) حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان راتینی
(۴۹) حضرت شیخ اکبر (۵۰) حضرت سیدی علی وفا
(۵۱) حضرت سیّدی رسلان دمشقی (۵۲) حضرت سیدی ابوعبداللہ شیرازی
(۵۳) حضرت سیدی ابوسلیمان درانی (۵۴) حضرت قطب کبیر سید احمد رفاعی
(۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم (۵۶) حضرت امام علی رضا
(۵۷) حضرت امام جعفر صادق (۵۸) حضرت عالیہ دیگر آئمہ اطہار
(۵۹) امام مجاہد (۶۰) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس
(۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضٰی (۶۲) عامہ صحابہ کرام

یہ علماء و آئمہ وہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھا او راسکو ثابت کیا ہم اوپر بیان کر چکے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے علم غیب کی تصریح فرمائی

اوراللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ میں اپنے بندوں کو علم غیب عطا کرتا ہوں۔ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ سنیوں کے پاس کفر کی مشین ہے۔ اور خود یہ حالت نہ علماء کو چھوڑیں، نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ ﷺ کو نہ جناب کبریا اللہ تعالیٰ کو چھوڑیں بلکہ سب پر حکم کفر لگائیں اور خود پکے مسلمان بنے رہیں۔ بات لمبی ہوگئی، چلو! شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات!

اب وہ واقعات پیش کیے جاتے ہیں جن کے بارے میں آقائے دو عالم ﷺ نے غیب کی خبریں عطا فرمائیں۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں:

﴿45﴾...... أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَهَا اِدَّعِي لِي أَبَاكَ وَ أَخَاكَ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ اَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ أَوْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَ يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا أَبَابَكْرٍ ۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی اور والد محترم کو بلا کر میرے پاس لاؤ تا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک وصیت لکھ دوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ باتیں بنانے والے باتیں بنائیں گے اور خواہش کرنے والے خلافت کی خواہش کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۷ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت: بخاری شریف: مسلم شریف کتاب الفتن ج ۴ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

(۱) اس حدیث پاک میں دو غیبی خبریں ہیں جو آپ کے عالم الغیب ہونے پر صراحتاً دلالت کررہی ہیں۔

اولاً حضور ﷺ کو اس بات کا علم تھا کہ میرے بعد کئی لوگ خلافت کی خواہش کریں گے۔ ہوا بھی یہی کہ انصار صحابہ کرام اور مہاجرین کے درمیان خلافت کے معاملے میں اختلاف ہوا۔

ثانیاً اہل ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ تسلیم کریں گے۔ یہ بھی غیبی خبر ہے اور ایسے ہی ہوا تمام اہل ایمان کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ اب کوئی اگر یہ کہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت چھینی ہے تو وہ محض بکواس کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

## جنتی شخص کی آمد:

﴿46﴾......عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَطْلُعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ أَھْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ أَبُوْبَکْرٍ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ ۔

حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس بشارت سے پہلے بھی حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ جنت کا مژدہ جانفزا سنایا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۷ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۰ بیروت؛ مستدرک للحاکم)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک میں بھی دو غیبی خبریں ہیں:

(1) ''ابھی ایک شخص آئے گا'' کسی کے آنے کی خبر دینا بھی غیبی خبر ہے۔

(2) ''وہ شخص جنتی ہے۔'' جنت تو مستقبل میں ملنی ہے لیکن قربان جاؤں میں اپنے آقا دو جہاں کے داتا ﷺ پر کہ مستقبل میں ہونے والے کام کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں اور مستقبل کی خبر دینا بھی غیبی خبر ہے۔

(2) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پکے جنتی ہیں۔ جو شیعہ حضرات آپ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں یہ ضرور اپنے کئے کا پھل بھگتیں گے۔ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شیخین کریمین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کے سائے سے بھی بچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

## حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق خلافت و جنت کی بشارت:

﴿47﴾......عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ فَجَاءَ آتٍ فَدَقَّ الْبَابَ فَقَالَ يَا أَنَسُ قُمْ فَافْتَحْ لَهُ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِيْ فَإِذَا أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَدَقَّ الْبَابَ فَقَالَ ﷺ اِفْتَحْ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَدَقَّ الْبَابَ فَقَالَ ﷺ اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِ عُمَرَ وَ إِنَّهُ مَقْتُوْلٌ فَإِذَا عُثْمَانُ .

ابن ابی خیثمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک باغ میں تھے۔ ایک آنے والا آیا اس

نے دروازے پر دستک دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! جاؤ دروازہ کھولو اور اس کو میرے بعد خلافت اور جنت کی بشارت دے دو۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ، دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بننے کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھولو اور اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت اور پھر جنت کا مژدہ سناؤ۔ اسے یہ بھی خوشخبری دو کہ اسے رتبہ شہادت نصیب ہوگا۔ میں نے دروازہ کھولا، تو وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۷ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۷ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ یہ جانتے ہیں کہ دروازے پر کون ہے۔ تبھی تو فرمایا وہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(2) خلافت کا ملنا مستقبل میں ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کی پہلے ہی خبر دے دی۔

(3) جنت کا حصول تو قیامت کے بعد ہے۔ حضور ﷺ کا اپنے غلام صادق کو جنت میں جانے کا مژدہ سنانا بھی خبر غیبی ہے۔

(4) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختارِ کل بنایا جس کو جو چاہیں عطا فرما دیں کوئی روک ٹوک نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

(5) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ اپنے اُمتیوں کے مرنے جینے کے حالات تک واقف ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ میرا اُمتی شہید ہوگا یا شہادت کے رتبہ سے سرفراز نہیں ہوگا عام موت فوت ہوگا۔

## میرے بعد 12 خلفاء ہوں گے:

﴿48﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَيَكُوْنُ فِيْكُمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً وَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ، لَا يَلْبَثُ خَلْفِيْ اِلَّا قَلِيْلًا وَ صَاحِبُ رَحْيٍ دَارَ الْعَرَبِ يَعِيْشُ حَمِيْدًا وَيَمُوْتُ شَهِيْدًا قَالَ رَجُلٌ وَ مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میرے بعد عنقریب بارہ خلفاء ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد تھوڑی دیر ہی زندہ رہیں گے۔ دارِ عرب کی چکی کا مالک قابل رشک زندگی بسر کرے گا اور اسے شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! اس سے کون مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا اے عثمان! تم سے لوگ مطالبہ کریں گے کہ تم اس قمیص کو اُتار دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنایا ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر تم نے وہ قمیص اُتار دی تو پھر جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے۔ حتیٰ کہ سوئی کے ناکے میں اُونٹ داخل ہو جائے۔''

(۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت: شفاء ج ا ص ۲۵۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

اس حدیث میں حضور ﷺ نے کئی غیبی خبروں کی اطلاع دی ہے۔

(1) میرے بعد 12 خلفاء ہوں گے۔

(2) ابو بکر میرے بعد تھوڑی دیر زندہ رہیں گے۔ وہ مدت تقریباً اڑھائی سال پر مشتمل ہے۔

(3) عمر فاروق ان کے بعد خلیفہ بنیں گے اور قابل رشک زندگی گزاریں گے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنے غلام کی زندگی کے ہر گوشے سے واقف ہیں۔

(4) عثمان سے لوگ قمیص اُتارنے کا مطالبہ کریں گے۔ غالباً قمیص سے مراد دامن اسلام یا غلامی رسول ہے۔ یعنی لوگ تمہیں اسلام کو چھوڑنے پر مجبور کریں گے تم ان کی ایک نہ سننا یا اس سے مراد خلافت کی چادر ہے۔ یہ قول زیادہ قوی ہے۔

## جس دن عثمان کو شہید کیا جائے گا وہ بربادی کا دن ہوگا:

﴿49﴾...... ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی مصطلق کے وفد نے مجھے بارگاہِ رسالت میں بھیجا اور کہا کہ حضور ﷺ سے عرض کریں کہ اگر ہم آئندہ سال آئیں اور ہم آپ ﷺ سے ملاقات نہ کرسکیں تو پھر ہم اپنے صدقات کس کے حوالے کریں۔ میں نے ان کی یہی بات آپ ﷺ سے عرض کی۔

فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلَی اَبِیْ بَکْرٍ فَقُلْتُ لَهُمْ فَقَالُوْا قُلْ لَهُ فَاِنْ لَمْ نَجِدْ اَبَابَکْرٍ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلٰی عُمَرَ فَقُلْتُ لَهُمْ فَقَالُوْا قُلْ لَهُ فَاِنْ لَمْ نَجِدْ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلٰی عُثْمَانَ وَتَبًّا یَوْمَ لَهُمْ یُقْتَلُ عُثْمَانُ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا انہیں کہو میرے بعد صدقات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ میں نے وفد بنی مصطلق کو یہی بات بتائی۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات نہ کرسکیں تو پھر یہ صدقات

کس کے سپرد کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر یہ صدقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا۔ میں نے یہ بات اس وفد کو بتائی۔ اُنہوں نے کہا بارگاہِ رسالت میں عرض کریں کہ اگر ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پائیں تو پھر صدقات کس کو دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر صدقات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس دِن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا وہ دِن لوگوں کے لیے بربادی اور ہلاکت لے کر آئے گا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) سرکارِ مدینہ ﷺ نے وفد بنی مصطلق کو صدقات کے سپرد کرنے کی جو ترتیب بتائی یہ ترتیب ان کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

(2) عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اور پھر بربادی و ہلاکت کے دِن مسلمانوں پر شروع ہو جائیں گے۔

جس طرح سرکارِ مدینہ ﷺ نے بتایا تھا اسی طرح ہوا جس دِن عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ مسلمانوں کی ہلاکت کا پہلا دِن تھا۔

بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان سے قصاص طلب کرنے کے لیے خط لکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ابھی حالات نازک ہیں جیسے ہی حالات پلٹا کھاتے ہیں اسی وقت قصاص کی کارروائی شروع ہو جائے گی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے۔ آپ کو حضرت عثمان کو ظلماً شہید کرنے کا بہت زیادہ دُکھ تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ جب مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں ٹکرائے تو کثیر مسلمان طرفین سے شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور غلط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی نہ تھے۔ بلکہ آپ سے خطائے اجتہادی ہوئی ہے۔

## جنت اور شہادت کی خبر:

﴿50﴾......طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ فِیْ حَائِطٍ فَاسْتَأْذَنَ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اِئْذَنْ لَہٗ وَ بَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ اِسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَقَالَ اِئْذَنْ لَہٗ وَ بَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ وَ بِالشَّھَادَۃِ ثُمَّ اِسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَقَالَ اِئْذَنْ لَہٗ وَ بَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ وَ بِالشَّھَادَۃِ ۔

حضور ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، انہیں اجازت دو اور انہیں جنت اور شہادت کی خوشخبری سناؤ۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں بھی اجازت دے دو اور انہیں شہادت اور جنت کا مژدہ سناؤ۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۶ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## بغیر دیکھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالتوں کی خبر دینا:

﴿51﴾......الطبرانی اور بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بلایا۔

فَقَالَ اِنْطَلِقْ حَتّٰی تَأْتِیْ اَبَابَکْرٍ فَتَجِدُہٗ فِیْ دَارِہٖ جَالِسًا مُحْتَبِیًا فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ اِنْطَلِقْ حَتّٰی تَأْتِیَ الثَّنِیَّۃَ فَتَلْقٰی عُمَرَ رَاکِبًا عَلٰی حِمَارٍ تَلُوْحُ صُلْعَتُہٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ اِنْطَلِقْ حَتّٰی تَأْتِیَ عُثْمَانَ فَتَجِدُہٗ فِی السُّوْقِ یَبِیْعُ وَ یَبْتَاعُ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ بَعْدَ بَلَاءٍ شَدِیْدٍ فَانْطَلَقْتُ فَوَجَدْتُھُمْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس

حالت میں ملیں گے کہ وہ اپنے گھر پالتی مار کر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں جنت کا مژدہ سناؤ۔ پھر ثنیہ جانا وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملیں گے۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوں گے۔ ان کا گنجا پن چمک رہا ہوں گا۔ انہیں بھی جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانا وہ تجھے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے۔ انہیں بھی جنت کی خوشخبری دینا اور یہ بھی بتا دینا کہ انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں وہاں سے روانہ ہوا۔ میں نے انہیں اسی حالت میں پایا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۶ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ نگاہِ نبوت سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اسی حالت میں میں نے ان کو پایا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

(2) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اِتِّصَالِ

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں کو اس طرح دیکھا ہے کہ گویا وہ سب میرے سامنے رائی کے دانے کی مثل ہیں۔ جب غلاموں کا یہ حال ہے تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کے کمال کا عالم کیا ہوگا۔

## چاروں خلفاء کے لیے جنت کی بشارت:

﴿52﴾...... امام احمد، اور طبرانی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کہ حضور ﷺ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

فَقَالَ یَطْلُعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ قَالَ یَطْلُعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ یَطْلُعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ عُثْمَانُ ثُمَّ قَالَ یَطْلُعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهٗ عَلِیًّا فَطَلَعَ عَلِیٌّ۔

آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی جنتیوں میں سے ایک اور شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اے اللہ عزوجل اگر تو چاہتا ہے تو اس کو علی بنا دے۔ اسی وقت وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۳۸ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۱ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے پہاڑ رُک جا تجھ پر نبی، صدیق یا شہید ہے:

﴿53﴾...... امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ''حرا'' پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔

فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ ﷺ اِھْدَأْ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدٌ۔

پہاڑ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے کہا اے پہاڑ!

پر سکون ہو جا۔ تجھ پر یا تو نبی ہے یا صدیق یا شہید ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۶ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ مذکورہ بالا تمام صحابہ کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہونے کے کئی واقعات ہیں۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنہ کا دروازہ کرنے والے ہیں:

﴿54﴾......ابو نعیم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعُمَرَ هٰذَا غَلَقُ الْفِتْنَةِ لَا يَزَالُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الْفِتْنَةِ بَابٌ شَدِيْدِ الْغَلَقِ مَا عَاشَ هٰذَا بَيْنَ ظُهْرَانِيْكُمْ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرما رہے تھے۔ یہ فتنے کا بند دروازہ ہیں۔ جب تک تمہارے مابین حضرت عمر زندہ رہیں گے، فتنے کا دروازہ شدت سے بند رہے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## محاصرۂ عثمانی کی خبر دینا:

﴿55﴾......ابن ماجہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی جس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ جب ان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو ہم نے ان سے کہا آپ باغیوں سے جہاد کیوں نہیں فرماتے۔ انہوں نے فرمایا میں ان سے جنگ نہیں کروں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ایک امر کے بارے میں عہد لیا

تھا۔ میں اس عہد کی پاسداری کروں گا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا عُثْمَانُ اِنَّکَ سَتُؤْتٰی الْخِلَافَۃُ مِنْ بَعْدِیْ وَ سَیُرِیْدُکَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰی خَلْعِھَا فَلَا تَخْلَعْھَا وَ تَصُوْمُ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ تُفْطِرُ عِنْدِیْ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان! میرے بعد عنقریب تجھے قبائے خلافت پہنائی جائے گی۔ منافق وہ قبا تجھ سے اُتارنے کی کوشش کریں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اُتارنا، اس دن روزہ رکھ لینا اور اسے میرے پاس آ کر افطار کرنا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## فتنہ ءِ عہد عثمانی کی خبر دینا:

﴿56﴾...... حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ سمعت رسول اللّٰہِ ﷺ یذکر فتنۃ فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا ھو عثمان ۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک فتنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ کپڑا میں لپٹا ہوا ایک شخص وہاں سے گزرا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس دِن ہدایت پر ہوں گے۔ میں نے اُٹھ کر اسے غور سے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۹ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عہد عثمانی میں اُٹھنے والے ہر فتنہ کو جانتے تھے۔

(2) اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے ہدایت یافتہ شخص کی بھی خبر دے دی کہ عثمان اس دن ہدایت وحق پر ہوں گے۔ یہ بھی غیبی خبر ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

﴿57﴾...... حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ أَخْبَرَ ﷺ بِاَنَّہٗ سَیَقْطُرُ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ عَلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ﴾ (البقرہ:137) فَکَانَ کَذٰلِکَ .

آپ فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فسیکفیکھم اللّٰہ (البقرہ: 137) پر گرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کا خون اسی آیت پر ہی گرا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## قاتلین عثمان سے محبت کرنے والا دجال پر ایمان لائے گا:

﴿58﴾...... حافظ سلفی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی اور آخری فتنہ دجال کا ظہور ہوگا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَمُوْتُ أَحَدٌ وَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ حُبِّ قَتَلَۃِ عُثْمَانَ اِلَّا تَبِعَ الدَّجَّالَ اَنْ اَدْرَکَہٗ وَ اِنْ لَمْ یُدْرِکْہُ آمَنَ بِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ .

مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جس آدمی کے دِل میں قاتلین عثمان کی ذراسی بھی محبت ہوئی تو اگر اس نے دجال کو پالیا تو وہ اس کی ضرور اتباع کرے گا اور اگر اس نے اس کے زمانہ کو نہ پایا تو وہ قبر میں ضرور اس پر ایمان لائے گا۔ یقیناً حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضور ﷺ سے ہی سنی ہوگی کیونکہ اپنی طرف سے وہ ایسی بات نہیں کرسکتے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## آج سورج غروب ہونے سے پہلے رزقِ خداوندی آئے گا:

﴿59﴾...... الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو خوراک کی کمی کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ مسلمانوں کے چہروں پر اس تکلیف کے آثار نمودار ہوئے اور منافقین کے چہروں پر فرحت کی علامات ظاہر ہوئیں۔ جب سرورِ کائنات ﷺ نے اس صورتِ حال کو ملاحظہ فرمایا۔

قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَغِيْبُ الشَّمْسُ حَتّٰى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِرِزْقٍ فَعَلِمَ عُثْمَانُ اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ سَيَصْدُقَانِ فَاشْتَرٰى عُثْمَانُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ رَاحِلَةً بِمَا عَلَيْهَا مِنَ الطَّعَامِ فَوَجَّهَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْهَا بِتِسْعَةٍ فَعُرِفَ الْفَرَحُ فِيْ وُجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْكَاٰبَةُ فِيْ وُجُوْهِ الْمُنَافِقِيْنَ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! آج سورج غروب ہونے سے پہلے ہی تمہارے پاس رزق پہنچ جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کا فرمان عنقریب سچ ثابت ہوگا۔ انہوں نے خوراک کے چودہ اُونٹ خرید کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کردیے جس سے مسلمانوں کے چہروں پر مسرت وشادمانی کے آثار پیدا ہوگئے اور منافقین کے چہروں پر گرد وغبار چھا گیا۔

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک عظیم دُعا فرمائی اس سے قبل میں نے آپ ﷺ کو کسی کے متعلق ایسی دُعا فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۶۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۹)

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ**

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ نے اللہ کی قسم اُٹھا کر فرمایا آج سورج غروب ہونے سے پہلے ضرور تمہارا رزق آئے گا اور اسی طرح ہی ہوا کہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمادیا۔ معلوم ہوا جب اللہ والے اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم اُٹھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ ان کی تو ہر دُعا قبول بارگاہِ خدا ہے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد ﷺ

## قرآن کی تاویل پر جہاد کرنے والا:

﴿60﴾...... حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کے نعلین مبارک کے تسمے ٹوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں دُرست کرنے کے لیے رُک گئے۔ جب ہم تھوڑی دیر چلے۔

قَالَ ﷺ اِنَّ مِنکُمْ مَنْ یُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْآنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ لَا قَالَ عُمَرُ اَنَا قَالَ لَا وَلٰکِنْ خَاصِفُ النعل۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہے جو قرآن کی تاویل پر اسی طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نازل ہونے پر جہاد کیا

ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ کیا وہ سعادت مند شخص میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص وہ ہے جو ابھی میرے نعلین دُرست کر رہا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے علی تمہارا دین سلامت رہے گا:

﴿61﴾...... ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِعَلِیٍّ اَمَا اِنَّکَ سَتَلْقِی بَعْدِیْ جُھْداً قَالَ فِیْ سَلَامَۃٍ مِنْ دِیْنِی قَالَ نَعَمْ ۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! تمہیں پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیا اس مصیبت میں میرا دین سلامت رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ کی نگاہِ نبوت مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے حالات کو دیکھ رہی تھی کہ حضرت علی مولا مشکل کشا رضی اللہ عنہ کو کئی مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ واقعتاً اسی طرح ہوا کہ جب آپ خلیفہ بنے تو مصائب و آلام کے پہاڑ آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ گئے۔

(2) آج بھی آقائے دو عالم ﷺ اپنے ہر اُمتی کے حالات کو جانتے ہیں اور اگر کوئی غم میں دوچار، بے کس و بے سہارا شخص حضور ﷺ کو پکارے تو حضور ﷺ اس کی مدد فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## خلافتِ علی کرم اللہ وجہہ میں فتنوں کی خبر:

﴿62﴾......ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ وَ تَحْتَاجُ قَوْمُکَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِیْ قَالَ اُحْکُمْ بِالْکِتَابِ .

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے رُونما ہوں گے اور تجھے اپنی قوم کی ضرورت محسوس ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اس وقت آپ ﷺ مجھے کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت قرآن پاک کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج۶:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## رسول اللہ ﷺ نے دِل کی بات کو جان لیا:

﴿63﴾......امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے پاس سیدۃ النساء، خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ مجھ سے میری خادمہ نے کہا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ آپ اس مقصد کے لیے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر کیوں نہیں ہوتے۔

فَاَتَیْتُہٗ وَ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ جَلَالَۃٌ وَ ھَیْبَۃٌ فَلَمَّا تَقَدَّمْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ اُفْحِمْتُ فَوَاللّٰہِ مَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا جَاءَ بِکَ فَسَکَتُّ فَقَالَ لَعَلَّکَ جِئْتَ تَخْطُبُ فَاطِمَۃَ قُلْتُ نَعَمْ .

حضور ﷺ کی ہیبت اور جلالت بہت زیادہ تھی۔ جب بھی میں آپ ﷺ

کے سامنے بیٹھا تو مجھ سے بات نہ ہو سکی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے علی! آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا "ہاں"۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۳)

## مدنی پھول:

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنے غلاموں کے دِلوں میں پوشیدہ رازوں سے بھی باخبر ہیں۔ ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو۔

## شہادتِ علی رضی اللہ عنہ کی خبر:

﴿64﴾...... حاکم اور ابو نعیم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ أَشْقَى النَّاسِ الَّذِيْ يَضْرِبُكَ عَلَى هٰذِهِ يَعْنِيْ قَرْنَهُ حَتّٰى تَبُلَّ هٰذِهِ مِنَ الدَّمِ يَعْنِيْ لِحْيَتَهُ .

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔ "بدترین ہے وہ شخص جو آپ کے سر مبارک پر تلوار مارے گا حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک خون سے تر ہو جائے گی۔"

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۵ ۳ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

اس حدیث پاک میں چار غیبی خبریں ہیں:

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

(2) تلوار کے ساتھ شہادت کی خبر

(3) اور وہ تلوار جسم کے کسی اور عضو پر نہیں لگے گی بلکہ سر پر لگے گی۔

(4) اور فرمایا! اے علی تجھے شہید کرنے والا بد بخت ہو گا اور وہ بد بخت شخص عبدالرحمٰن

بن ملجم المرادی تھا۔

## وقت نزع کی حالت کی خبر:

﴿65﴾...... حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ علیل تھے۔ وہاں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت تو یقینی نظر آتی ہے۔

**فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہٗ لَنْ یَمُوْتَ اِلَّا مَقْتُوْلًا وَ لَنْ یَمُوْتَ حَتّٰی یَمْلَأَ غَیْظًا ۔**

ان کی یہ گفتگو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے سر پر شہادت کا تاج سجایا جائے گا اور یہ اس وقت شہید ہوں گے جب یہ غصے سے بھرپور ہوں گے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۱ بیروت:)

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم**

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک داخل جنت نہ ہوں گے جب تک علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرلیں:

﴿66﴾...... حاکم نے ثور بن مجزاہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دِن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ اس وقت ان کا آخری وقت تھا۔

**فَقَالَ لِیْ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَصْحَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اُبْسُطْ یَدَیْکَ اُبَایِعُکَ فَبَسَطْتُ یَدَیَّ وَ بَایَعَنِیْ وَ فَاضَتْ نَفْسُہٗ فَاَتَیْتُ عَلِیًّا فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَدْخُلَ طَلْحَۃُ الْجَنَّۃَ اِلَّا وَ بَیْعَتِیْ فِیْ عُنُقِہٖ ۔**

اُنہوں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ اُنہوں نے کہا اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ میں تمہاری

بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اُنہوں نے میری بیعت کی اور ان کی رُوح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اُنہوں نے فرمایا اللہ اکبر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کرے گا جب تک وہ میری بیعت نہیں کر لیں گے۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## کل جھنڈا اس کو دیا جائے گا جو فاتح خیبر ہوگا:

﴿67﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ انہیں آشوبِ چشم تھا۔ اُنہوں نے کہا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے۔ جب وہ شام آئی جس سے اگلے دِن اللہ تعالیٰ نے مجھے خیبر فتح کرنے کی توفیق دینا تھی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَ مَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا۔ اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے کارواں میں تشریف لائے۔ ہمیں ان کے آنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دست اقدس پر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۱ بیروت: دلائل النبوۃ: مسلم شریف: بخاری شریف)

مدنی پھول:

(1) امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا جس کے فوراً بعد وہ صحت یاب ہو گئیں۔

(2) ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر اپنا لعابِ دہن لگایا تھا اس دِن سے لے کر آج تک نہ تو میری آنکھوں میں کبھی درد ہوا ہے اور نہ ہی کبھی مجھے درد کی شکایت ہوئی ہے۔

مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے ہیں کہ کل فتح ہوگی اور فاتح کو بھی جانتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں غیب کے قبیل سے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا! تم پہ کروڑوں درود

(2) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن بیماریوں سے شفا عطا فرماتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شافی الامراض اور دافع البلاء کہا جاتا ہے۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر:

﴿68﴾......امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ لِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَیُوْلَدُ لَكَ بَعْدِیْ غُلَامٌ قَدْ نحلته اسمی و كنيتي يعني محمد ابن الحنفية .

حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب میرے بعد آپ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوگی۔ ہم نے اس کو اپنا نام (مبارک) اور اپنی کنیت عطا کر دی ہے۔ (اس سے مراد

حضرت محمد بن حنفیہ ہیں)

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۱ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے فاطمہ! تم میرے اہل میں سے مجھ سے سب سے پہلے ملوگی:

﴿69﴾...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جب ''سورۃ النصر'' نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا اور فرمایا اے فاطمہ! میرے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گریہ فرمایا۔

فَقَالَ لَا تَبْكِىْ فَاِنَّكَ اَوَّلُ اَهْلِىْ لَاحِقًا لِىْ فَضَحِكَتْ فَرَآهَا بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَأَيْنَاكَ بَكِيْتِ ثُمَّ فَضَحِكْتُ قَالَتْ اِنَّهُ اَخْبَرَنِىْ اَنَّهُ قَدْ نعيت اليه نفسه فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِىْ لَا تَبْكِىْ فَاِنَّكَ اَوَّلُ اَهْلِىْ لَا حِقَابِىْ فَضَحِكْتُ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت رو! میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کروگی۔ یہ بشارت سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تبسم فرمایا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے فاطمہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پہلے روئیں اور پھر ہنسیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا کہ آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ یہ سن کر میں صدمے سے رونے لگی۔ میرا رونا دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت رو تم میں اہل خانہ میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد چھ ماہ تک حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا زندہ رہیں۔ صحیح روایت یہی ہے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوۃ: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا:

﴿70﴾......امام بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْحَسَنِ اَنَّ اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی۔ وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے زیادہ باوفا تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ عراق، خراسان اور ماوراء النہر پر سات ماہ تک حکمران رہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم لشکر لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو عظیم لشکر آمنے سامنے دیکھے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ عنقریب بہت زیادہ خونریزی ہوگی اور بہت سے مسلمان شہید ہوں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا احساس ہو گیا۔ پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کروانے کی کوشش کی جس میں آپ کامیاب ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون کو محفوظ رکھا اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سچ کر دیا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح کروائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خبر:

﴿71﴾...... حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک دِن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور پھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک سے آنسو رواں دواں تھے۔

فَقَالَ أَتَانِیْ جُبْرِیْلُ فَأَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتُقْتَلُ اِبْنِیْ هٰذَا وَ اَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے تھے۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب میری اُمت میرے اس بچے کو شہید کر دے گی۔ وہ ان کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی لے کر میرے پاس آئے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۲ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## سرخ مٹی:

﴿72﴾...... ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضرات حسنین کریمین میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرائیل بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کا یہ بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔ اُنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مٹی کو سونگھا۔

قَالَ رِیْحُ كَرْبٍ وَ بَلَاءٍ وَ قَالَ یَا اُمَّ سَلَمَةَ اِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ اِبْنِیْ قَدْ قُتِلَ فَجَعَلْتُهَا فِیْ قَارُوْرَةٍ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کرب وبلا کی خوشبو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرکے فرمایا اے اُم سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا یہ بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔ اُنہوں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں بند کر کے رکھ لیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۳ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## سفید داغوں والا کتا:

﴿73﴾...... ابن عساکر نے محمد ابن عمر بن حسن سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کربلا کی نہر پر ہم بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

فَنَظَرَ اِلَى شِمْرِ بْنِ ذِى الْجُوْشَنَ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَى كَلْبٍ اَبْقَعَ يَلَغُ فِىْ دَمَاءِ اَهْلِ بَيْتِىْ وَ كَانَ شِمْرٌ اَبْرَصَ ۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سفید داغوں والا کتا میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔'' وہ شمر ہے کیونکہ شمر کے چہرے پر برص کے داغ تھے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۳ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سارے واقعات کو جانتے تھے۔ ان سارے واقعات سے باخبر ہونے کے باوجود بھی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت پر ان مظالم کو روکنے کے لیے کوئی دُعا نہ فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا یہی تھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ان مظالم پر صبر کر کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جے سوہنا میرے دُکھ وِچ راضی
تے میں سکھ نوں چلے پاواں

(2) سرکارِ مدینہ ﷺ نے قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتادیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سفید داغوں والا کتا میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل شمر کے پورے جسم پر برص کے سفید داغ تھے۔ آپ ﷺ نے غیبی خبر دیتے ہوئے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کی خبر:

﴿74﴾...... حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بعض اُمہات المومنین کے خروج کا ذکر فرمایا۔ جنہیں سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں۔

فَقَالَ اُنْظُرِیْ یَا حُمَیْرَاءُ اَلَّا تَکُوْنِیْ اَنْتِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی عَلِیٍّ فَقَالَ اِنْ وَلِّیْتَ مِنْ اَمْرِھَا شَیْئًا فَارْفُقْ بِھَا ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء دیکھنا کہیں تم ہی وہ نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف التفات فرمایا اے علی! اگر ان کا کوئی معاملہ تمہارے سپرد ہو تو ان سے نرمی کرنا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) ایک دِن حضور ﷺ نے اپنی ازواج سے یہ فرمایا کہ تم میں سے ایک عورت حاکم اسلام کے خلاف لشکر لے کر نکلے گی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں کہ ایک عورت بھلا یہ کام کر سکتی ہے اور وہ بھی ہم میں سے۔ جب حضور ﷺ نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اگلا راز بھی کھول دیا کہ اے حمیراء (عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیار سے حمیراء فرماتے تھے) وہ تم ہی ہو۔ یہ ایک غیبی خبر ہے جس کو حضور ﷺ نے کئی سال پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اس کا واقعہ

یوں ہے:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر لے کر نکلے تو اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو ایک مقام پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک یاد آ گیا بعدازاں آپ واپس پلٹنے لگیں لیکن آپ رضی اللہ عنہا کو یہ کہہ کر دوبارہ شامل لشکر کر لیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے جانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم لشکروں میں صلح کرا دے گا۔ اس طرح کئی مسلمانوں کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا صلح کروانے کی نیت سے دوبارہ شامل ہو گئیں۔ کچھ بدبخت لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کرتے اور اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔ اعتراض کی حقیقت کیا ہے وہ ابھی آپ کے سامنے کھل جائے گی۔

## سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض اور اس کا جواب

**اعتراض:**

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ کسی ذاتی عناد کی وجہ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی۔

**جواب:**

یہ اعتراض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزامات سے بھرپور ہے۔ معترض بالکل غافل و اندھا ہے۔ یہ اعتراض اس کی لاعلمی پر دال ہے۔ یقیناً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہا دو وجوہ کی بناء پر گھر سے نکلی تھیں۔

(1) عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ضائع نہ جائے اس کا بدلہ لیا جائے۔

(2) امت کا فتنہ ختم ہو جائے۔

اب شیعہ حضرات کی کتاب کشف الغمہ سے یہ بات ثابت کی جائے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا بلکہ آپ تو حضرت رضی اللہ عنہ کے فضائل کی قائل تھیں اور اجتہادی غلطی کی وجہ سے آپس میں جو جنگ جمل ہوئی

اس پر آپ نادم تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب کوئی شخص آپ کے سامنے جنگ جمل کا تذکرہ کرتا تو آپ رو پڑتی تھیں۔

## حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

''وَ نَدِمَتْ عَائِشَةُ علی مَا وَقَعَ منها وَ كَانَتْ لَا تَذْكُرُ يَوْمَ الْجَمَلِ اِلَّا اَظْهَرَتْ اَسِفًا و اَبْدَءَتْ نَدِمًا وَ بَكَتْ قال جَمِيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ دَخَلْتُ علی عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَنْ كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیه وسلم قَالَتْ فَاطِمَةُ صَلٰوات اللّٰهِ عَلَيْهَا ۔قُلْتُ لَهَا اِنَّمَا اَسْئَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ قالت زَوْجُهَا وَمَا يَمْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ كان لصوّاماً وَ قوّاماً وَ لَقَدْ سَالَتْ نَفْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فی يَدِهٖ فَرَدَّهَا اِلٰی فِيهٖ قُلْتُهَا ما حَمَلَكِ عَلٰی مَا كَانَ فَاَرْسَلَتْ خِمَارَهَا علی وَجْهِهَا وَ بَكَتْ وَقَالَتْ اَمْرٌ قُضِیَ عَلَیَّ ۔''(کشف الغمه فی معرفة الآئمه جلد 1 ص 244)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کے واقعہ پر بہت نادم تھیں اور جب جنگ جمل کا ذکر کرتیں تو ندامت اور افسوس کا اظہار فرماتیں اور رو پڑتیں۔ جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پیاری تھیں۔ میں نے کہا کہ میرا سوال مردوں کے بارے میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے کیونکہ وہ (علی) بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے تھے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک ان کے ہاتھ میں گرا تو انہوں نے (علی) نے اسے پی لیا۔ جمیع نے کہا پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اگر ان کی فضیلت

آپ ایسے بیان فرماتی ہیں تو پھر آپ نے ان کے خلاف جنگ کیوں کی۔

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ منہ پر ڈال لیا اور رونا شروع ہو گئیں اور کہا کہ اللہ کی تقدیر میرے بارے میں ایسے ہی لکھی گئی تھی۔''

اور ان (شیعوں) کی دوسری کتاب ''مروج الذہب'' میں ہے:

''وَ قَالَتْ مَا ازْدَدْتُ وَاللّٰهِ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِلَّا کِراماً وَ وَدَدْتُّ اَنِی لَمْ اَخرُجْ وَ اِنْ اَصَابَتْنِیْ کَیْتَ وَ کَیْتَ من اُمُوْرٍ ذَکَرتْھَا شَاقَۃً وَ اِنَّمَا قِیْلَ لِیْ تَخْرُجِیْنَ فَتُصْلِحِیْنَ بَیْنَ النَّاسِ فَکَانَ مَا کَانَ۔''

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی قسم! ابو طالب کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ میری انتہائی عزت کرتے ہیں۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلوں۔ اگرچہ مجھے فلاں فلاں مصائب کیوں نہ برداشت کرنے پڑیں۔ ان مصائب کا آپ رضی اللہ عنہا نے ذکر بھی فرمایا۔ لیکن مجھے یہ کہہ کر نکلنے پر مجبور کر دیا گیا تھا کہ آپ کے نکلنے سے لوگوں کے درمیان صلح ہو جائے گی۔ پھر میں چل پڑی اور وہ ہوا جو تقدیر میں لکھا تھا۔'' (مروج الذہب جلد 2 ص 370 مطبوعہ بیروت)

ان دونوں روایتوں سے بخوبی علم ہو گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حد درجہ احترام کرتی تھیں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین سمجھتی تھیں اور جنگ جمل میں آپ رضی اللہ عنہا کی شرکت ایک اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ نے خود فرمایا کہ میں تو کسی صورت بھی جنگ جمل میں شامل نہ ہوتی لیکن لوگوں کے اس کہنے کی بنا پر کہ آپ کے تشریف لانے سے امت میں انتشار ختم ہو جائے گا اور فتنہ دب جائے گا۔ لیکن پھر جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ندامت سے روتی رہتیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں ارشاد فرماتے ہیں:

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کرنا:

"قال علیؓ بن ابی طالبٍ افتسبّون امّکم عائشۃ ثمّ یستحلّون منھا ما یستحلّ من غیرھا فلئن فعلتم لقد کفرتم و ھی امّکم و ان قلتم لیست بامّنا فقد کذبتم لقولہٖ و ازواجہٗ امّھاتھم۔"

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اپنی ماں کو گالی دو گے یا پھر تم حلال سمجھتے ہو ان کے بارے میں وہ جو تم حلال سمجھتے ہو دوسری عورتوں کے ساتھ تو تم نے کفر کیا کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو تم جھوٹے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج (بیویاں) مومنوں کی مائیں ہیں۔" (شہر آشوب جلد 2 ص 14 مطبوعہ ایران)

اس روایت سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے والا اور آپ کو برا بھلا کہنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی کافر ہے۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین سمجھتے تھے اور فرمایا جو انہیں مومن نہیں مانتا وہ قرآن کا منکر ہے۔

اے شیعو!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کو بار بار پڑھو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی گئی گالیوں سے جلد توبہ کرو۔ تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بھی حیاء نہیں۔ یہ فرمان ہماری کتابوں میں نہیں بلکہ تمہاری کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

اے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لعن وطعن کرنے والو!

تم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعنتی کافر و مرتد ہو اور مستحق عذابِ نار ہو۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوش کرنا چاہتے ہو تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تبرا بازی سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ان کا ایک اور اعتراض حضرت عائشہ پر ہے لگے ہاتھوں اس کا بھی قلع قمع کرتے جائیں۔

## اعتراض:

یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول میں دفن نہیں ہونے دیا اور آپ کی لاش پر تیر پھینکے۔

## جواب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگانے والا نہایت فاسق و فاجر اور کذاب و مفتری ہے اور یہ الزام شیعوں میں سے کوئی بھی عاقل اور اپنی کتابوں پر نظر رکھنے والا ہرگز نہیں کرے گا کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول میں دفن ہونے سے منع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں کیا بلکہ یہ کام بنی امیہ نے کیا تھا کیونکہ انہیں صدمہ تھا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد ان کی نعش کو تو جنت البقیع میں بھی باغیوں کی شرارت کی وجہ سے جگہ نہ دی گئی۔ تو امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول میں جگہ کیوں دی جا رہی ہے۔

اب اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے ہم شیعوں کی کتابوں سے یہ واقعہ پیش کرتے ہیں تاکہ اہل تشیع کی آنکھیں کھلنے کے ساتھ تھوڑا سا منہ بھی کھل جائے کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہماری ساری سعیٔ نامراد ناکام ہو گی۔ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت و تکریم کو ختم کرنے کی لاکھ کوشش کی مگر پھر بھی ناکام رہے۔

انشاء اللہ تم ناکام ہی رہو گے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مروان نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے سے منع کیا:

اہل تشیع کی کتاب ''الاخبار الطوال'' میں موجود ہے:

''قَالَ ادْفِنُوْنِی مَعَ جَدِّیْ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاِنْ مُنِعتمْ فَالْبَقِیْعُ ثُمَّ تُوفِّیَ فَمَنَعَ مَرْوَانُ اَنْ یُدْفَنَ مَعَ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

فَدُفِنَ فِی الْبَقِیْعِ ۔"

ترجمہ: "پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا مجھے نانا جان کے پہلو میں دفن کرنا پھر اگر تم کو اس سے منع کیا جائے تو جنت البقیع میں دفن کر دینا پھر جب امام حسن رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے تو مروان نے حضرت امام حسن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے سے منع کر دیا۔ لہٰذا انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اسی طرح ہی شیعوں کی دوسری کتاب "مقاتل الطالبین" میں موجود ہے:

"قَالَتْ بَنُوْ اُمَیَّةَ واللّٰہِ لا یُدْفَنُ مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَبَداً فَبَلَغَ ذالك الْحَسَنُ فَاَرْسَلَ الی اَھْلِہٖ اَمَّا اذا کَانَ ھٰذا فلا حَاجَۃَ لِیْ فِیْہِ اِدْفِنُوْنِیْ اِلٰی جَانِبِ اُمِّیْ فَاطِمَۃَ فَدُفِنَ اِلٰی جَنْبِ اُمِّہٖ علیھا السلام ۔"

ترجمہ: "(جب مروان کے خاندان بنوامیہ کو پتہ چلا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن کرنے کی اجازت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دے دی ہے) تو بنوامیہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم امام حسن رضی اللہ عنہ کو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ جب یہ بات امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے ایک آدمی کو اپنے احباب کی طرف بھیجا۔ اگر معاملہ اس قدر پیچیدہ ہو گیا ہے تو مجھے روضہ رسول میں دفن نہ کیا جائے بلکہ میری امی جان فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ پس آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔"

ان دونوں روایتوں سے خوب عیاں ہو گیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن ہونے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منع نہیں کیا بلکہ مروان کے خاندان بنوامیہ نے یہ سارا معاملہ خراب کیا اور صرف ذاتی عناد کی وجہ سے اس میں رکاوٹ بنے او ر یہ بات تمہاری کتابوں میں موجود ہے پھر بھی کوئی ہٹ دھرم اس بات پر مصر رہے کہ نہیں

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن ہونے سے منع کیا تو یہ اس کی ہٹ دھرمی ہے اور یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام اور بہتانِ عظیم ہے۔

تمہاری اس کتاب ''مقاتل الطالبین'' میں یہ موجود ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ رسول میں دفن ہونے کی اجازت مانگی گئی تو آپ نے اجازت عطا فرمادی۔

''انْ تَاْذَن لَهُ اَنْ يُدْفَنَ مع النبي صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ نَعَمْ۔'' (مقاتل الطالبین ص675 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ''جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام حسن رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا ہاں دفن کرو۔''

اب تو تمہاری کتاب نے اس بات کی تصدیق فرمادی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تمہارا الزام بہتان صریح اور حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

آئیے اب تمہاری ہی کتاب سے تمہارا عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانا واضح کریں۔ تاکہ تمہیں اتنا تو علم ہو کہ ہمارے من گھڑت الزام سے ہمارے آئمہ بھی متفق نہیں ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام کا انکشاف:

امام اہل تشیع ابن حدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغۃ میں لکھا:

''قُلْتُ وَ لَيْسَتْ فِيْ رِوَايَة يَحْيٰى بْنِ الْحُسينِ مَا يُؤْخَذُ عَلٰى عَائِشَةَ لِاَنَّهُ لَمْ يُروَ اَنَّهَا اِستَنفَرَتِ النَاسَ لَمَّا رَكِبَتْ الْبَغْلَ و انما الْمُسْتَنْفِرُوْنَ هُمْ بَنُوْ اُمَيَّةَ وَ يَجُوْز بِاَنْ تَكُوْنَ عَائِشَةُ رَكِبَتْ لِتَسْكِيْنِ الفتنةِ۔''

ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ یحیٰی بن حسین کی روایت میں قطعاً وہ بات نہیں ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر بطورِ الزام لگائی جاتی ہے کیونکہ اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملتی جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیا ہو کہ انہوں نے لوگوں کو بھگا دیا حالانکہ بھگانے والے حقیقت میں بنوامیہ تھے۔ ہاں عائشہ رضی اللہ عنہا

خچر پر سوار ہو کر آئیں تھیں مگر فتنہ کو ختم کرنے کے لیے۔"

اس روایت سے خوب معلوم ہو گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو فتنہ کو ختم کرنے کے لیے تشریف لائیں اور ابن حدید شیعی نے اس مقام پر انصاف کرتے ہوئے ان شیعوں کا زبردست رد فرمایا جو اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن کرتے ہیں۔

آپ نے تو دنیا و آخرت میں بہترین جگہ روضہ رسول میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی اجازت عطا فرما کر واضح کر دیا کہ ان کے دل میں عقیدت اہل بیت کس قدر موجزن ہے۔ لہٰذا تمہارا عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے روضہ رسول میں امام حسین رضی اللہ عنہ کو دفن نہ ہونے دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر تیر پھینکے۔ یہ جھوٹ کا ایک پلندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

## سرخ بالوں والی اُونٹنی کی مالک:

﴿75﴾...... ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ تَکُنْ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ الْاَدْبَبِ تَخْرُجُ حَتّٰی تَنْبَحُهَا كِلَابُ الْحَوْاَبِ يُقْتَلُ حَوْلَهَا قَتْلٰی كَثِيْرَةٌ تَنْجُوْ بَعْدَ مَا كَادَتْ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمہات المومنین! تم میں سے گھنے اور سرخ بالوں والی اُونٹنی کی مالک کون ہے۔ وہ بادشاہِ اسلام کے خلاف نکلے گی حتیٰ کہ اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے اردگرد قتل عام ہو گا لیکن وہ اس جنگ میں سلامت رہے گی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۳ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

امام احمد وغیرہ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ایک شہر پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا۔ ''یہ کون سی جگہ ہے؟'' لوگوں نے کہا اس جگہ کو ''الحوأب'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں واپس جانا مناسب خیال کرتی ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ پیش قدمی فرمانے کے بعد واپس تشریف نہ لے جائیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں صلح کرنے کی توفیق دے گا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا میرے نزدیک واپس جانا ہی بہتر ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے اُمہات المومنین! تم میں سے ایک کی کیفیت اس وقت کیا ہو گی جب اس پر ''حوأب'' کے کتے بھونکیں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۳ بیروت: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲ بیروت:)

## ایک سائل کی آمد کی خبر دینا:

﴿76﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ کسی شخص نے میرے گھر تحفہ کے طور پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ میں نے خادمہ سے کہا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ دو۔ ایک سائل آیا اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر یوں صدا لگائی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گھر میں برکت نازل فرمائے، کچھ صدقہ دو۔ ہم نے اس سائل سے کہا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا کرے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فَقُلْتُ لِلْخَادِمِ قَرِّبِیْ اِلَیْهِ اللَّحْمِ فَجَاءَ تْ بِهَا فَاِذَا هِیَ قَدْ صَارَتْ مروة حَجَراً فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَاكُمُ الْیَوْمَ سَائِلٌ فَرَدَدْتُمُوْهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذَاكَ لِذَاكَ فَمَا زالت حجراً فی ناحیة بیتها تَدُقُّ حتی ماتت .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادمہ سے فرمایا گوشت میرے قریب کرو۔ وہ خادمہ گوشت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو وہ پتھر بن چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے خالی ہاتھ واپس بھیج دیا ہو۔ میں نے کہا ہاں ہم نے ایک فقیر کو خالی ہاتھ

واپس بھیج دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ گوشت اسی وجہ سے پتھر بنا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: دلائل النبوۃ لابی نعیم خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۸ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

وہ پتھر ان کے گھر کے کونے میں اسی طرح پڑا رہا۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اس سے چیزیں پیستی تھیں حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔

اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر:

﴿77﴾...... امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے۔

قَالَ قُلْنَ النِسْوَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لَحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُكُنَّ یَداً فَاَخَذْنَ یَتَذَارَعْنَ اَیُّهُنَّ اَطْوَلُ یَداً عَلِمْنَ اَنَّهَا كَانَتْ اَطْوَلُهُنَّ یَداً فِی الْخَیْرِ وَالصَّدَقَةِ ۔

اُمہات المومنین نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے وصال کے بعد ہم میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملاقات کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ہاتھوں کی طوالت دیکھنے کے لیے اُنہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیمائش کی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کیا کرتی تھیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۹ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ دُوسری ازواجِ مطہرات

سے سائز میں لمبے تھے یا اس سے بھلائی اور صفات کی زیادتی مراد ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر:

﴿78﴾...... حضرت یزید بن الاصم سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھیں، آپ علیل ہو گئیں۔

فَقَالَتْ أَخْرِجُوْنِيْ مِنْ مَكَّةَ فَإِنِّيْ لَا اَمُوْتُ بِهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَخْبَرَنِيْ اِنِّيْ لَا أَمُوْتُ بِمَكَّةَ فَحَمَلُوْهَا حَتّٰى أَتَوْا بِهَا سَرِفَ اِلَى الشَّجَرَةِ الَّتِيْ بَنٰى بِهَا تَحْتَهَا اَىْ دَخَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم تَحْتَهَا فَمَاتَتْ ۔

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے نکال لو میں اس جگہ نہیں مروں گی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ مکرمہ میں وصال نہیں کروں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے آپ کو اٹھا لیا اور ''سرف'' کے مقام پر لے آئے۔ جب آپ اس درخت کے پاس پہنچیں جس کے نیچے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عقد نکاح فرمایا تھا تو آپ کا وصال ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام کی خبر:

﴿79﴾...... حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِصْطَفٰى لِنَفْسِهِ مِنْ نِسَاءِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ رِيْحَانَةَ بِنْتَ عَمْرٍو وَ فَأَبَتْ اَنْ تُسْلِمَ فَعَزَلَهَا وَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهِ لِذٰلِكَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ اَصْحَابِهِ اِذْ سَمِعَ وَقْعَ نَعْلَيْنِ خَلْفَهُ فَقَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ لَنَعْلَا ابْنِ سَعْنَةَ يُبَشِّرُنِيْ بِاِسْلَامِ رِيْحَانَةَ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی خواتین میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت

کے لیے منتخب فرمایا لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے۔ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابن سعنہ کے جوتوں کی آواز ہے، وہ مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے زبیر تم عنقریب علی کے خلاف خروج کرو گے:

﴿80﴾...... حاکم نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو وہ دن یاد ہے جب میں اور آپ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے آپ سے پوچھا، کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا مجھے ان سے محبت کرنے سے کیا چیز روک سکتی ہے۔

فَقَالَ أَمَا اِنَّکَ سَتَخْرُجُ عَلَیْہِ وَ تُقَاتِلُہٗ وَ أَنْتَ ظَالِمٌ قَالَ فَرَجَعَ الزُّبَیْرُ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم عنقریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرو گے اور ان کے ساتھ جنگ کرو گے۔ اس وقت تمہاری طرف سے ہی زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیر میدانِ جنگ سے واپس چلے گئے۔

(انوار الحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۳ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے جنتی ہونے کی بشارت:

﴿81﴾...... امام احمد نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ مِنْ ھٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَھْلِ

الْجَنَّةِ فَدَخَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ ۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا وہ جنتی ہے۔ اسی وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس دروازے سے تشریف لائے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) ایک روایت یوں بھی ہے کہ حضور ﷺ نے تین دن لگاتار یہ فرمایا جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ جنتی ہے تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ تین دن اسی دروازے سے تشریف لاتے رہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو ہر اُمتی کے انجام کی بھی خبر ہے۔

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر ﷺ کو خبر نہ ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے سعد تم ابھی زندہ رہو گے:

﴿82﴾......حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهُ وَ لَمْ يَكُنْ لِسَعْدٍ اِلَّا بِنْتٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُوْصِي بِمَالِي كُلِّهٖ قَالَ لَا اِلَى اَنْ قَالَ اَلثُّلُثُ كَثِيْرٌ وَ هُوَ حَدِيْثٌ مَشْهُوْرٌ ثُمَّ قَالَ لَهٗ ﷺ لَعَلَّكَ تَخْلُفُ أَيْ تَعِيْشُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَ يَسْتَضِرُبُكَ آخَرُوْنَ

وہ ایک مرتبہ بیمار ہوگئے رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اس وقت ان کی ایک ہی بیٹی تھی انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں سارے مال کی وصیت کردوں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ حدیث

مشہور ہے پھر حضور ﷺ نے انہیں فرمایا آپ بھی زندہ رہیں گے۔ایک قوم کو آپ سے نفع حاصل ہوگا جبکہ دُوسری قوم کو آپ کی وجہ سے نقصان ہوگا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ بخاری شریف: مسلم شریف)

**صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ**

## مدنی پھول (۱):

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں علیل ہو گئے۔وہ اس شہر میں مرنا پسند کرتے تھے۔جس سے وہ ہجرت کر کے جا چکے تھے۔ان کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔حضور نبی مکرم ﷺ عیادت کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولادِ نرینہ نہ تھی۔ان کی صرف ایک بیٹی تھی۔انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے تمام مال کی وصیت کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایک تہائی مال کی وصیت کرو۔ایک تہائی بھی کثیر ہے۔پھر آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابھی تم زندہ رہو گے کچھ لوگ تم سے نفع حاصل کریں گے اور کچھ لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا۔

**فَشَفَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ وَ فَتَحَ اللّٰهُ الْعِرَاقَ عَلٰى يَدَيْهِ وَ هَدَى اللّٰهُ بِهِ أُنَاساً ۔**

اللہ رب العزت عزوجل نے انہیں اس مرض سے شفا عطا فرمائی۔انہیں عراق فتح کرنے کی توفیق دی اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی۔

اُنہوں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ مالِ غنیمت حاصل کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے بہت سے کفار کو نقصان پہنچایا۔انہوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا۔ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور بعض کو قیدی بنایا۔اس مرض کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ پچاس سال زندہ رہے۔حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سب سچ ثابت ہوا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے متعلق فتح کی خبر:

﴿83﴾......امام واقدی اور زبیر بن بکار نے عبدالعزیز زہری اور وہ اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي سَرِيَّةٍ إِلٰى كَلْبٍ بِدُوْمَةٍ وَ قَالَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَفْتَحَ عَلَى يَدَيْكَ فَتَزَوَّجْ بِنْتَ مَلِكِهِمْ فَسَارَ حَتّٰى قَدِمَ فَمَكَثَ ثَلَاثَةَ أَيَّامَ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ أَصْبَغُ ابْنُ عَمْرِو الْكَلْبِيْ وَ كَانَ نَصْرَانِياً وَ كَانَ رَأْسَهُمْ فَأَسْلَمَ مَعَهُ نَاسٌ كَثِيْرٌ مِنْ قَوْمِهِ۔

رسول کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومہ کے مقام پر بنی کلب کی طرف جہاد کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے گا اور فتح کے بعد ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرو گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس جہاد پر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ بنی کلب تک پہنچ گئے۔ تین دن تک انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اصبغ ابن عمر الکلبی نے اسلام قبول کرلیا وہ ان کا سردار تھا اور پہلے نصرانی تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ باقی لوگوں نے جزیہ دینا پسند کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تمام بنت الاصبغ سے شادی کی اور اسے اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: فتوح الشام للواقدی ج ۱)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر:

﴿84﴾......امام بیہقی نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ وَ قَالَ عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَإِنْ أُصِيْبَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ فَإِنْ أُصِيْبَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَانْطَلَقُوْا فَلَبِثُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ وَ أَمَرَ فَنُوْدِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةً فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ أُخْبِرُكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ هٰذَا أَنَّهُمْ انْطَلَقُوْا فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَقُتِلَ زَيْدٌ شَهِيْدًا ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرٌ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتّٰى قُتِلَ شَهِيْدًا ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأَثْبَتَ قَدَمَيْهِ حَتّٰى قُتِلَ شَهِيْدًا ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَ هُوَ أَمِيْرُ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِكَ فَأَنْتَ تَنْصُرُهُ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ سُمِّيَ خَالِدٌ سَيْفَ اللّٰهِ۔

حضور اکرم ﷺ نے جیش الامراء (سپہ سالاروں کے لشکر) کو روانہ فرمایا تو فرمایا تمہارے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہو گئے تو پھر تمہارے امیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو پھر تمہارے سپہ سالار حضرت ابن رواحہ ہوں گے۔ وہ لشکر موتہ کی سمت روانہ ہو گیا۔ کچھ دِن بعد حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ان مجاہدین کے متعلق بتاتا ہوں، یہاں سے روانہ ہونے کے بعد اُنہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا، پہلے حضرت زید شہید ہوئے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو تھام لیا۔ اُنہوں نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔ پھر وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوئے پھر حضرت عبداللہ ابن رواحہ نے جھنڈے کو تھام لیا۔ اُنہوں نے بھی ثابت قدمی سے دُشمن کو غارت کیا پھر وہ بھی شہادت سے سرخرو ہوئے پھر لوائے اسلام خالد بن ولید نے تھام لیا وہ بذاتِ خود ہی امیر بن گئے۔ پھر نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے مولا! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اس کی مدد فرما۔ اسی دن سے لوگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو

سیف اللہ کے دِل نواز لقب سے یاد کرنے لگے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۲۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦: شفاء ج ا ص ۲۵۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## دو نورانی پروں سے خون کا جاری ہونا:

﴿85﴾......ابن سعد نے حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا جَاءَهُ خَبَرُ جَعْفَرٍ وَ اَصْحَابِهِ مَكَثَ حَزِيْناً ثُمَّ تَبَسَّمَ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ اَنَّهُ اَحْزَنَنِیْ قَتْلُ اَصْحَابِیْ حَتّٰی رَاَيْتُهُمْ فِی الْجَنَّةِ اَخْوَاناً عَلٰی سُرُرٍ مُتَقَابِلِيْنَ وَرَاَيْتُ فِیْ بَعْضِهِمْ اِعْرَاضاً كَاَنَّهُ كَرِهَ السَّيْفَ وَرَاَيْتُ جَعْفَراً مَلَكاً ذَا جَنَاحَيْنِ مُضَرَّجاً بِالدِّمَاءِ مَصْبُوْغَ الْقَوَادِمِ ۔

حضور ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو آپ غمزدہ ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا، جب آپ ﷺ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت نے غمزدہ کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے انہیں جنت میں ایک دُوسرے کے آمنے سامنے پلنگوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے کچھ کو میں نے توقف کرتے ہوئے دیکھا گویا کہ اُنہوں نے تلوار سے ناگواری محسوس کی۔ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ کیا۔ وہ ملائکہ کے ساتھ تھے، ان کے دو پَر تھے، ان کے پروں سے خون رواں دواں تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۵ بیروت۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦: شفاء ج ا ص ۲۵۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نظر میں وہ کمال ہے کہ وہ ایک آن میں جنت کے

نظاروں کو ملاحظہ کر لیتی ہے اور پس پردہ چیزوں کو دیکھ لیتی ہے جیسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

واضح ہو گیا کہ دشمنانِ رسول کا یہ قول بدتر از بول ہے کہ نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ہمیں محفوظ رکھے۔

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہید کی رُوح مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہے۔ شہداء کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے قالب میں ڈال دیا جاتا ہے اس طرح ان کی رُوحیں جنت کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتی رہتی ہیں۔

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے خرید و فروخت میں برکت:

﴿86﴾ بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب تک وہ منظر یاد ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لائے۔ انہیں میرے والد محترم کی شہادت کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ مژدہ سناؤں کہ اللہ رب العزت نے حضرت جعفر کو دو پر عطا کیے ہیں۔ وہ ان سے جنت میں اُڑتے ہیں۔

وَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ أَنَا أُسَاوِمُ شَاةَ أَخٍ لِّيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيْ صَفْقَتِهِ فَمَا بِعْتُ شَيْئًا وَلَا اشْتَرَيْتُ شَيْئًا اِلَّا بُوْرِكَ لِيْ فِيْهِ۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت میں اپنے بھائی کی بکری کا سودا کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی، مولا! اس کے سودے میں برکت عطا فرما۔ میں جو چیز بھی خریدتا یا بیچتا وہ سراپا برکت بن جاتی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) اس سے سرکارِ مدینہ ﷺ کے مقام محبوبیت کا پتہ چلتا ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی کسی بات کو موڑتا نہیں بلکہ ہر دُعا کو قبول فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد ﷺ
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم دُعائے محمد ﷺ

## حضرت جعفر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے جنت میں ہونے کی خبر:

﴿87﴾......حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا جَعْفَرٌ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ وَ اِذَا حَمْزَةُ مُتَّكِيءٌ عَلٰى سَرِيْرٍ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں جعفر رضی اللہ عنہ کو محو پرواز دیکھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ وہاں پلنگ پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۶ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ خزانے کی خبر دینا:

﴿88﴾......امام بیہقی نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی میرے پاس کوئی ... میں فدیہ ادا کروں۔

قَالَ فَاَيْنَ الْمَالُ الَّذِيْ دَفَنْتَهٗ اَنْتَ وَ اُمُّ الْفَضْلِ فَقُلْتَ لَهَا اِنْ

اُصِبْتُ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا فَھٰذَا الْمَالُ لِابْنَیَّ الْفَضْلِ وَقُثَمٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا شَیْئٌ مَا عَلِمَہٗ اَحَدٌ غَیْرِیْ وَ غَیْرَ اُمِّ الْفَضْلِ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جس کو تم نے اور اُم فضل نے دفن کر دیا تھا۔تم نے اس سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں قتل ہو جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قثم کے لیے کافی ہوگا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمارے اس راز کو میرے اور اُم فضل کے علاوہ کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۳۴۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ سینکڑوں میل دور مدینہ میں رہ کر مکہ مکرمہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ہونے والے اختلافات کو ملاحظہ کر رہے ہیں تو ہم غریبوں کو بھی روضۂ انور میں بیٹھ کر اپنی نظر رحمت سے ضرور نوازرہے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

(2) صحابی رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ! آپ واقعتاً ہی اللہ کے رسول ہیں کیونکہ کوئی عام شخص ایسی خبریں نہیں دے سکتا۔اس بات کا نہ تو کسی سے اظہار کیا ہے اور نہ ہی اس وقت ہمیں کوئی دیکھ رہا تھا۔معلوم ہوا کہ صحابی کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ آپ تو اللہ کے محبوب رسول ہیں لیکن بد ہوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری ہی طرح بشر ہیں لہٰذا عاشقانِ رسول ﷺ کو چاہیے کہ صحابی کے عقیدہ کو اپنائیں اور وہابی کے عقیدے سے جان چھڑائیں کیونکہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی اقتداء کا حکم ہوا ہے۔ اگر ہم اس پر عامل ہو جائیں تو قلوب رسول

اللہ ﷺ کی محبت سے شادو آباد ہو جائیں گے اور جنت جو ابدی و سرمدی نعمتوں کی جگہ ہے ہمارا ٹھکانہ ہوگی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دُور ہو
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

وہابی کا فعلِ بد بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ ﷺ کی

## ام الفضل کو بیٹے کی بشارت:

﴿89﴾......ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ محترمہ حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ ''حجر'' میں تشریف فرما تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس سے گزریں۔

فَقَالَ اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِهِ فَأْتِيْنِىْ بِهِ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْهُ أَتَيْتُهُ بِهِ فَأَذَّنَ فِيْ أُذُنِهِ الْيُسْرٰى وَ أَلْبَأَهُ مِنْ رِيْقِهِ وَ سَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَ قَالَ اِذْهَبِيْ بِأَبِي الْخُلَفَاءِ ۔

آپ ﷺ نے حضرت اُم الفضل سے فرمایا اے اُم فضل! تیرے بطن میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ حضرت اُم فضل فرماتی ہیں جب اس بچے کی پیدائش ہوئی تو میں اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، اپنا لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھنے کے بعد فرمایا۔ ''ابوالخلفاء (خلفاء کے باپ) کو لے جاؤ۔

حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے اُم الفضل نے یوں بتایا ہے۔




آپ ﷺ نے فرمایا میں اب تمہیں بھی بتاتا ہوں وہ بچہ ابوالخلفاء ہوگا اس سے سفاح پیدا ہوگا۔ اس سے مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوگا۔ وہ عظیم شخص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۰۲ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) پیٹ میں بچہ ہے یا بچی اس کا علم علوم خمسہ میں سے ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت اُم الفضل کو بچے کی بشارت سنائی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علوم خمسہ پر بھی خبردار کیا ہے اور حضور ﷺ ان علوم کو بھی جانتے ہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ نے ان علوم کی اپنے ماسوا سے نفی کی ہے وہاں یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی ان پر واقف نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم یہ تاویل نہ کریں تو بہت سی احادیث کا انکار لازم آئے گا۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وافر علم کی بشارت:

﴿90﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں ایک ضروری کام کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ نے دیکھا کہ ایک اور شخص بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہے جس سے حضور ﷺ محو کلام ہیں۔ اُنہوں نے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس آ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنا بیٹا آپ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن آپ ﷺ کے پاس ایک اور شخص تھا جس کی وجہ سے وہ گفتگو نہ کرسکا اور وہ واپس لوٹ گیا۔

قَالَ وَرَآہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاکَ جِبْرِیْلٌ وَ لَنْ یَّمُوْتَ حَتّٰی یَذْھَبَ بَصَرُہٗ وَ یُؤْتٰی عِلْماً۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا کیا عبداللہ نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں۔حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔اب عبداللہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ نابینا نہ ہو جائے گا اوران کو موت کے وقت دوبارہ بینا کیا جائے گا۔اوراس کو وافر مقدار میں علم عطا کیا جائے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وصال فرمایا اور انہیں چارپائی پر رکھ دیا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اوران کے کفن میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ نظر نہ آیا۔آپ فرماتے ہیں یہ رسول کریم ﷺ کی وہ بشارت تھی جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تھی۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

### حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کا راز افشاء کرنا:

﴿91﴾......ابن سعد اور امام بیہقی نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ بدر میں نوفل بن حارث ایک قیدی کی حیثیت سے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔

قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِفْدِ نَفْسَكَ يَا نُوْفَلُ قَالَ مَالِيْ شَيْئٌ اَفْدِيْ بِهٖ نَفْسِيْ قَالَ اِفْدِ نَفْسَكَ مِنْ مَالِكَ الَّذِيْ بِجَدَّةَ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفَدٰى نَفْسَهٗ بِهٖ .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوفل! اپنی جان کا فدیہ دو۔انہوں نے عرض کی میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو میں اپنی جان کے فدیے میں دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس مال کو فدیہ میں دو جو تم نے جدہ میں رکھا ہے۔یہ غیب کی خبر سن کر حضرت نوفل نے عرض کی۔میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ

اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مال کا فدیہ ادا کیا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سو جاؤ گے:

﴿92﴾......امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فَقَالَ مَنْ يُحَرِّسُنَا فَقُلْتُ أَنَا قَالَ إِنَّكَ تَنَامُ قَالَ مَنْ يُحَرِّسُنَا فَقُلْتُ أَنَا فَحَرَّسْتُهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ أَدْرَكَنِيْ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكَ تَنَامُ فَنِمْتُ فَمَا اسْتَيْقَظْتُ إِلَّا بِالشَّمْسِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظْنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَوْ شَاءَ أَنْ لَا تَنَامُوْا وَ لٰكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ ثُمَّ قَالَهُ هٰكَذَا لِمَنْ نَامَ مِنْ أُمَّتِيْ ثُمَّ ذَهَبَ الْقَوْمُ فِيْ طَلَبِ رَوَاحِلِهِمْ فَجَاؤُوْا بِهِنَّ غَيْرَ رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذْهَبْ هٰهُنَا فَذَهَبْتُ حَيْثُ وَجَّهَنِيْ فَوَجَدْتُ زِمَامَهَا قَدِ الْتَوٰى بِشَجَرَةٍ فَجِئْتُ بِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدْتُ زِمَامَهَا قَدِ الْتَوٰى بِشَجَرَةٍ مَا كَانَتْ تَحُلُّهَا إِلَّا يَدٌ .

جب حضور ﷺ نے پوچھا ہماری نگرانی کون کرے گا؟ میں نے کہا میں پہرہ دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سو جاؤ گے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ استفسار فرمایا کہ ہماری نگہبانی کون کرے گا؟ میں نے کہا۔ ''میں'' میں ساری رات پہرہ دیتا رہا جب طلوع صبح کا وقت ہوا تو رسول مکرم ﷺ کے قول ''تو سو جائے گا'' نے مجھے آلیا اور میں سو گیا۔ سورج کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ جب ہم بیدار ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم نہ سوتے لیکن اس نے ارادہ فرمایا کہ ایسا ہوتا کہ تمہارے بعد آنے والی نسلوں کے لیے سنت قائم ہو جائے۔ پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے صبح

کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں سے جو شخص سو جائے اور نماز کے وقت بیدار نہ ہو اس کو ایسے ہی کرنا چاہیے اس کے بعد تمام لوگوں نے اپنی سواریوں کو تلاش کیا۔ تمام لوگ اپنی اپنی سواریوں کو لے آئے لیکن سرورِ کائنات ﷺ کی سواری نہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا وہاں جاؤ میں اسی سمت گیا جس طرف حضور ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا تھا۔ وہاں اُونٹنی موجود تھی اور اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی مہار کو کھولا اور اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے آیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اُونٹنی کو دیکھا کہ اس کی مہار درخت کے ساتھ اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ وہ صرف ہاتھ سے ہی کھولی جاسکتی تھی۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تجھے باغی گروہ شہید کرے گا:

﴿93﴾...... حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ .

حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ''تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔''

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۹ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول (۱):

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ دس سے زیادہ صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

(۲) حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے پاس دُودھ لایا گیا، وہ اس وقت جنگ صفین میں تھے۔ دُودھ کو دیکھ کر آپ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے پوچھا

آپ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ دُنیا میں میرا آخری مشروب دُودھ ہوگا۔ دُودھ پی کر آپ میدانِ جہاد میں گھس گئے اور شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور باغی گروہ نے ان کو شہید کیا۔ باغی گروہ سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے۔ لیکن اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باغی ہیں جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گروہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین اور خلیفہ راشد کے باغی افراد شامل تھے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے بغاوت سے بری ہیں، جس طرح آپ ان کی بغاوت سے بری ہیں اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے گروہ میں شامل باغی افراد کی بغاوت سے بری ہیں۔

## واقعہ صہیب کی خبر:

﴿94﴾...... حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت گاہ کو دیکھا ہے۔ وہ پہاڑوں کے درمیان دلدلی زمین ہے، تمہاری ہجرت گاہ یا تو ''ہجر'' ہے یا یثرب۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا لیکن قریش کے جوانوں نے مجھے روک لیا۔ میں نے وہ رات بڑے قلق اور اضطراب میں گزاری، میں نہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ نوجوانانِ قریش نے کہا اللہ نے اس کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ مگر مجھے کسی قسم کا کوئی درد نہ تھا۔ وہ تمام سو گئے۔ میں رات کے وقت وہاں سے کھسک آیا جب میں نے چار فرسخ کا فاصلہ طے کیا تو قریش نے مجھے پیچھے سے آلیا۔ وہ مجھے واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا میں تمہیں کچھ اوقیہ سونا دوں تو کیا تم مجھے مدینہ طیبہ جانے دو گے۔ اُنہوں نے وعدہ کیا کہ ہاں ہم تمہیں نہیں روکیں گے۔ میں انہیں لے کر مکہ واپس آ گیا۔ میں نے ان سے کہا اس دروازے کی دہلیز کے نیچے کھدائی کرو یہاں سے تمہیں کئی اوقیہ سونا مل جائے گا۔

وَ خَرَجْتُ حَتّٰی قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قُبَاءً قَبْلَ اَنْ یَتَحَوَّلَ مِنْهَا فَلَمَّا رَآنِیْ قَالَ یَا اَبَا یَحْیٰی ربح البیع ثَلَاثًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَا سَبَقَنِیْ اِلَیْکَ اَحَدٌ وَ مَا اَخْبَرَکَ اِلَّا جِبْرِیْلُ علیہ السلام ۔

میں وہاں سے عازم سفر ہوا اور قبا میں حضور ﷺ کے ساتھ آ کر مل گیا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو یحییٰ! تو نے بہت نفع بخش سودا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے پہلے آپ تک اور کوئی آدمی نہیں پہنچا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہی آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی ہوگی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حالاتِ مدینہ کی خبر:

﴿95﴾...... حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلاوطن نہیں کیا تھا بلکہ

قَالَ اِذَا بَلَغَ الْبِنَاءَ سَلْعًا فَاُخْرُجْ مِنْهَا فَلَمَّا بَلَغَ الْبِنَاءَ سَلْعًا وَجَاوَزَ خَرَجَ اَبُوْذَرٍ اِلَی الشَّامِ ۔

حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا جب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ جائیں تو یہاں سے چلے جانا۔ جب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ گئیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے۔

## مدنی پھول:

سلع مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نام مبارک میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ ان کا نام جندب رضی اللہ عنہ ہے۔

## ابوذر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن اکیلے ہی اُٹھیں گے:

﴿96﴾...... ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ میرے قتل پر قادر نہیں ہوسکیں گے اور نہ ہی میرے دین میں فتنہ پیدا کرسکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی کہ میں نے اکیلے ہی اسلام قبول کیا ہے، میں تنہا ہی مروں گا اور بروزِ حشر اکیلا ہی اُٹھایا جاؤں گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## ابوذر رضی اللہ عنہ کو آنے والے واقعات کی خبر دینا:

﴿97﴾...... ابونعیم نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوذر! مسجد میں کیوں سو گئے تھے۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اور کہاں آرام کروں اس کے علاوہ میرا اور کوئی گھر نہیں ہے۔

قَالَ فَكَيْفَ اَنْتَ اِذَا اَخْرَجُوْكَ مِنْهُ قَالَ اَلْحَقُّ بِالشَّامِ قَالَ فَكَيْفَ اَنْتَ اِذَا اَخْرَجُوْكَ مِنَ الشَّامِ قَالَ اَرْجِعُ اِلَيْهِ قَالَ فَكَيْفَ اَنْتَ اِذَا اَخْرَجُوْكَ مِنْهُ الثَّانِيَةَ قَالَ اِذَنْ آخُذُ سَيْفِيْ فَاُقَاتِلُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَقَالَ اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ تَنْقَادُ لَهُمْ حَيْثُ قَادُوْكَ وَ تَنْسَاقُ لَهُمْ حَيْثُ سَاقُوْكَ حَتّٰى تَلْقَانِيْ وَ اَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں شام کی طرف چلا جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس وقت تیری کیفیت کیا ہوگی جب تجھے شام سے بھی نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں دوبارہ یہاں آجاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہاں سے دوبارہ تمہیں نکال دیا گیا تو پھر کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی میں شمشیر کو بے نیام کرلوں گا اور تا مرگ لڑتا رہوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا

میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ لوگ اس وقت تمہیں جس سمت جانے کو کہیں چلے جانا حتیٰ کہ تم مجھ سے ملاقات کرلو۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول (1):

جب ایسے حالات پیدا ہو گئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب لکھا کہ ابوذر شام میں لوگوں کے مابین فساد ڈال رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واپس بلا لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ''زبدہ'' کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو جماعت ہونے والی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں امامت پر ایک حبشی غلام مقرر تھا۔ وہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گیا اور حضرت ابوذر کو جماعت کروانے کے لیے عرض کی گئی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگے آؤ اور جماعت کرواؤ مجھے سننے اور اطاعت بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، تو بھی ایک غلام ہے جس کا تعلق حبشہ سے ہے۔

(2):

وہاں ہی اُنہوں نے وصال فرمایا۔ وقت وصال ان کے پاس ان کی زوجہ محترمہ اور ان کا غلام تھا۔ اُنہوں نے ان کے جسد اطہر کو سرِ راہ رکھ دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک قافلہ گزرا، ان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلے چلتے ہیں، اکیلے ہی انتقال کریں گے اور اکیلے ہی انہیں اُٹھایا جائے گا۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

## حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں:

﴿98﴾......امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَقُوْلُ لَيَرْتَدَّنَّ أَقْوَامٌ بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ قَالَ أَجَلْ وَ لَسْتَ مِنْهُمْ فَتَوَفّٰى أَبُوْ الدَّرْدَاءِ قَبْلَ اَنْ يُقْتَلَ عُثْمَانُ .

میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" لیکن تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی وصال کر گئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## ایک ہاتھ زمین پر جھگڑنا:

﴿99﴾......طیالسی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اِنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِذَا كُنْتَ فِيْ أَرْضٍ فَسَمِعْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَخَرَجَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ اِلَى الشَّامِ .

دو آدمی ایک ہاتھ زمین کا فیصلہ کروانے کے لیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی ایسے مقام پر ہو جہاں دو شخص ایک ہاتھ زمین پر جھگڑا کرنے لگیں تو اس جگہ سے چلے جانا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف چلے گئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

﴿100﴾......امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَبُوْ الدَّرْدَاءِ يَعْبُدُ صَنَماً وَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمَةَ دَخَلَا بَيْتَهُ فَكَسَرَا صَنَمَهُ فَرَجَعَ اَبُوْ الدَّرْدَاءِ فَرَآهُ فَقَالَ وَيْحَكَ هَلَّا دَفَعْتَ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ابْنُ رَوَاحَةَ مُقْبِلاً فَقَالَ هٰذَا اَبُوْ الدَّرْدَاءِ وَ مَا اَرَاهُ جَاءَ اِلَّا فِيْ طَلَبِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا اِنَّمَا جَاءَ لِيُسْلِمَ فَاِنَّ رَبِّيْ وَ عَدَنِيْ بِاَبِي الدَّرْدَاءِ اَنْ يُسْلِمَ فَجَاءَ فَاَسْلَمَ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک بت کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ان کے گھر داخل ہوئے اور ان کے بت کو توڑ دیا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب واپس آئے اور اُنہوں نے بت کو پاش پاش دیکھا تو کہنے لگے تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے اپنی ذات کی بھی حفاظت نہیں کی۔ پھر وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ ابوالدرداء ہیں جو ہماری ہی جستجو میں آئے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو اسلام قبول کرنے آئے ہیں۔ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ابوالدرداء اسلام قبول کر لیں گے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۷ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حاطب رضی اللہ عنہ کے غائبانہ خط کی خبر:

﴿101﴾......حضرت امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةٌ مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا لَهَا أُخْرُجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عُقَاصِهَا ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو ایک جگہ بھیجا اور فرمایا روانہ ہو جاؤ۔ جب تم ''روضۃ خاخ'' کے مقام تک پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہو گا وہ اس سے لے لینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم روانہ ہو گئے۔ گھوڑے ہمیں لے کر سرپٹ دوڑتے رہے حتیٰ کہ ہم روضۃ کے مقام تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں اس عورت کو دیکھا ہم نے اس سے کہا۔ ''وہ خط نکال کر ہمیں دو'' اس نے کہا میرے پاس کوئی مکتوب نہیں۔ ہم نے کہا خط نکال دو ورنہ ہم تمہارے کپڑوں میں سے اسے نکال لیں گے۔ اس نے خوفزدہ ہو کر اپنی چوٹی میں سے ایک خط نکالا اور اسے ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے جب خط کھولا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ ''حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف'' حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اس خط میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض پوشیدہ امور کی خبر دی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حاطب! یہ کیا ہے۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نہ فرمائیں۔ میری قریش سے کچھ وابستگی تھی۔ میں صرف ان کا حلیف

تھا۔ میری ان سے خونی رشتہ داری نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں ان کے قریبی رشتہ دار ہیں جو ان کے اموال اور اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دیتا ہوں جس کے زیر بار ہو کر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ فعل اس لیے سرانجام نہیں دیا کہ میں دین سے مرتد ہو گیا ہوں یا اسلام قبول کر لینے کے بعد میں نے کفر کو پسند کر لیا ہے۔ تمام گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حاطب غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی جانثاری اور فداکاری کو دیکھ کر فرمایا تھا۔ تم جو کچھ چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۔

ترجمہ کنز الایمان: ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔'' (الممتحنۃ: 1)

(انوار المحمدیہ ص ۳۱۴: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت اور اسلام پر ثابت قدمی کی بشارت:

﴿102﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ اَنْتَ

عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تو تا دم مرگ اسلام پر ہی رہے گا۔ ابن سعد اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھانا تناول فرمایا۔ کچھ کھانا بچ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس گھاٹی کی طرف سے اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ وہ اس بقیہ کھانے کو تناول کرے گا۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس گھاٹی کی جانب سے تشریف لائے اور اس پیالے سے کھانا کھایا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے جنتی اور شہید ہونے کی بشارت:

﴿103﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے اسمعیل ابن محمد بن ثابت انصاری سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِىْ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لِثَابِتِ بْنِ شَمَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا ثَابِتُ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْداً وَ تُقْتَلَ شَهِيْداً وَ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ .

حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا اے ثابت! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم قابل ستائش زندگی بسر کرو، شہادت کا رتبہ حاصل کرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں راضی ہوں۔ اُنہوں نے قابل رشک زندگی بسر کی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کن کی کنجی ہے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیارات سے نوازا گیا ہے۔ جس کو چاہیں شہادت کے مرتبے سے سرفراز فرمائیں اور جسے چاہیں جنتکی ابدی نعمتیں عطا فرمائیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی آپ کے غلام ہیں۔ ہمیں جنت الفردوس میں اپنا پڑوس عطا فرما کر غریبوں پر ایک احسان مزید فرما دیجئے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دُور ہو
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشاروں سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

(3) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس کے قبیلے کے لوگ دھڑا دھڑ اس کی جھوٹی نبوت کی تصدیق کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ فرمایا۔ مسیلمہ کذاب بھی جنگ کے لیے تیار ہو گیا اور اس نے بہت بڑا لشکر جرار تیار کیا۔ مسلمان اگرچہ قلیل تھے مگر اس جھوٹے نبی کو ٹھکانے لگانے کے جذبہ سے سرشار تھے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے ساتھ اس جنگ میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ بشارت کے مطابق اس جنگ میں شہادت کے رُتبے سے سرفراز ہوئے۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا حساب دخولِ جنت کی بشارت:

﴿104﴾...... امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے ہمارے ہاں تشریف لائے۔

فَقَالَ لَهُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ وَلٰكِنْ كَيْفَ بِكَ إِذَا عَمَرْتَ بَعْدِي فَعَمَيْتَ قَالَ إِذَنْ أَحْتَسِبُ فَأَصْبِرُ قَالَ إِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرض سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی لیکن اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی، جب تم میرے بعد طویل عمر بسر کرو گے اور تمہاری بصارت ختم ہو جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس وقت میں ثواب کے حصول کے لیے صبر کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو آپ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ نابینا ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو لوٹا دیا اور وہ انتقال کر گئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے نہیں مل سکو گے:

﴿105﴾...... امام احمد اور امام بیہقی نے عاصم ابن حمید السکونی سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نصیحت فرماتے ہوئے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے آئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت سے فارغ ہوئے۔

قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ وَ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ وَ قَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کر سکو گے۔ اس وقت تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو

گے۔ یہ غم ناک خبر سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی: مسند امام احمد ج ۲ بیروت)

## مدنی پھول:

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

## حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت:

﴿106﴾......امام ترمذی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَمْ مِنْ ضَعِیْفٍ مُسْتَضْعِفٍ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَأَبَرَّہُ مِنْھُمُ الْبَرَآءُ بْنُ مَالِکٍ ۔**

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے ہی ایسے شخص ہوتے ہیں جنہیں لوگ ناتواں سمجھتے ہیں۔ وہ صرف دو چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں لیکن ان کی شان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۸ بیروت)

**صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم**

## مدنی پھول:

حضرت براء رضی اللہ عنہ ''تستر'' کے مقام پر دُشمن سے نبرد آزما ہوئے۔ مسلمانوں میں ضعف کے آثار نمودار ہوئے۔ اُنہوں نے عرض کی اے براء! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر آپ کسی امر پر اللہ کی قسم اُٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتا ہے۔ آپ دُشمن کی اس فوج کے متعلق اللہ تعالیٰ سے قسم اُٹھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی اے میرے رب! میں تجھ پر قسم اُٹھاتا ہوں ہمیں ان کی مشکیں کسنے کی توفیق عطا فرما۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دُعا کے فوراً بعد دُشمنانِ اسلام کو شکست ہو گئی۔

## نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

﴿107﴾...... ابن سعد نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُدْعُ اللّٰهَ لِابْنِیْ هٰذَا فَقَالَ اَوْ مَا تَرْضٰی اَنْ يَبْلُغَ مَا بَلَغْتَ ثُمَّ يَاْتِی الشَّامَ فَيَقْتُلُهٗ مُنَافِقٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ ۔

اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اس بیٹے کے لیے دُعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''کیا تو راضی نہیں کہ یہ بھی اس عظمت کو پا لے جس عظمت کو تو نے پایا ہے۔ پھر یہ ملک شام جائے تو اہل شام میں سے ایک منافق اس کو شہید کر دے۔''

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۳ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

مروان بن حکم کی خلافت کے وقت جب ضحاک بن قیس کو مرج راہط کے مقام پر قتل کر دیا گیا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے حمص سے نکل جانے کا ارادہ فرمایا۔ آپ وہاں کے گورنر تھے۔ آپ نے مروان بن حکم کی مخالفت کر کے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تائید کی تھی۔ لیکن اہل حمص نے آپ کو پکڑ کر شہید کر دیا۔ اُنہوں نے آپ کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔

## جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو جائے گا:

﴿108﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا۔

فَقَالَ اَنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ ابْنَ نَبِيْحِ الْهُذَلِیِّ يُجْمِعُ النَّاسَ لِيَغْزُوْنِیْ وَ هُوَ بِنَخْلَةٍ اَوْ بِعُرَنَةٍ فَأْتِهٖ فَاقْتُلْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْعَتْهُ لِیْ

حَتّٰی أَعْرِفَهُ قَالَ آيَةُ مَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ اِذَا رَأَيْتَهُ وَجَدْتَ لَهُ قَشْعَرِيْرَةً فَخَرَجْتُ حَتّٰی دَفَعْتُ اِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ وَجَدْتُ لَهُ مَا وَصَفَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْقَشْعَرِيْرَةِ فَمَشِيْتُ مَعَهُ شَيْئًا حَتّٰی اِذَا أَمْكَنَنِیْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ .

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح عرنہ کے مقام پر لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے تم اس کو قتل کر دو گے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے اس کا حلیہ بیان فرمائیں تا کہ میں اس کو پہچان لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ میں اس کے قتل کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا حتیٰ کہ میں اس تک پہنچ گیا۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ پر بالکل اسی طرح کپکپاہٹ طاری ہو گئی جس طرح حضور ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا جب میرے لیے ممکن ہوا، میں نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کو اصل جہنم کر دیا۔ جب میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ ''تو اسے قتل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے عصا مبارک عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے پاس محفوظ رکھو۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول مکرم ﷺ آپ نے مجھے یہ عصا مبارک کیوں عطا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عصا قیامت کے دِن میرے اور تیرے درمیان نشانی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ فرمایا کہ جب تم نبیح کو دیکھو گے تو تم پر کپکپی طاری ہو جائے گی۔ واقعتاً جب اس کے پاس گیا تو مجھ پر کپکپی اور گھبراہٹ طاری ہو گئی حالانکہ اس سے قبل میں کسی چیز سے بھی لرزہ براندام نہیں ہوا۔ پھر اس کے بعد رات کو میں نے اسے واصل جہنم کر دیا۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل ہی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابن نبیح کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

## حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کو ہر نقصان سے حفاظت کی بشارت:

﴿109﴾......عبداللہ بن حارث بن فضل اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ عصماء بنت مروان بنی خطمہ کے ایک شخص کی بیوی تھی۔ اس شخص کا نام یزید بن زید تھا۔ وہ عورت اسلام اور اہل اسلام کی عیب جوئی کرتی تھی اور کفار کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برانگیختہ کرتی تھی۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی نہیں جو میری وجہ سے بنت مروان کی خبر لے۔ حضرت عمیر بن عدی الخطمی نے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول سن لیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس عورت کے گھر جا کر اسے قتل کر آئے۔ صبح کے وقت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس عورت کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر! تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے۔

فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ شَأْنِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَنْتَطِحُ فِيْهَا عَنْزَانِ فَرَجَعَ عُمَيْرُ اِلٰى قَوْمِهِ وَ بَنُوْ خُطْمَةٍ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ فَوَجَدَهُمْ فِيْ شَأْنِ بِنْتِ مَرْوَانَ وَ لَهَا يَوْمَئِذٍ بَنُوْنَ خَمْسَةٌ رِجَالٍ فَلَمَّا جَاءَ هُمْ عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَا بَنِيْ خَطْمَةَ اَنَا قَتَلْتُ اِبْنَةَ مَرْوَانَ فَكِيْدُوْنِيْ ثُمَّ لَا تَنْظُرُوْنَ وَ لَمْ يَحْصِلْ

لَہٗ اَدْنٰی ضَرَرٍ مِنْ جِہَۃِ قَتْلِہٖ اِیَّاھَا وَ لَمْ یَنْتَطِحْ فِیْھَا عَنْزَانِ کَمَا قَالَ ﷺ ۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا اسے قتل کرنے کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں سر نہیں ٹکرائیں گی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مطمئن ہوکر اپنے قبیلے میں آ گئے۔ اس وقت بنو خطمہ کثیر تعداد میں تھے۔ وہ تمام بنت مروان کی وجہ سے مغموم تھے۔ بنت مروان کے بھی پانچ بیٹے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری دینے کے بعد بنو خطمہ کے پاس گئے اور انہیں کہا اے بنو خطمہ! بنت مروان کو میں نے قتل کیا ہے۔ میرے خلاف تدبیر کرلو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو لیکن انہیں اس عورت کو قتل کرنے کی وجہ سے ذرا سا نقصان بھی نہ اُٹھانا پڑا۔ حضور ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا کہ اس عورت کے قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں نہ لڑیں گی۔ وہ قول پورا ہوگیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ جس کی حفاظت کی ذمہ داری حضور ﷺ اُٹھالیں اسے دُنیا کی کوئی چیز بھی نقصان نہیں دے سکتی۔ دیکھو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا حالانکہ بنت مروان کے پانچوں بیٹے اپنی ماں کے قتل پر بڑے غیظ وغضب میں تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ڈھونڈا ہی کریں گے صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یعنی یارسول اللہ ﷺ وہ کس طرح سزا پا سکتا ہے جس کو آپ ﷺ نے امان دی ہو۔

(2) سبحان اللہ عزوجل صحابی کا عقیدہ مرحبا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے

حفاظت کی بشارت سننے کے بعد یقین کر لیا کہ اب مجھے دُنیا کی کوئی شئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور بنت مروان کے قبیلے کے لوگوں میں جا کر اپنے قتل کا اعلان کر دیا۔

## حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی:

﴿110﴾...... طیالسی، ابن سعد اور امام بیہقی نے یحییٰ بن عبدالحمید کی سند سے روایت کیا اور وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو غزوۂ اُحد یا یوم حنین کے دِن سینے پر تیر لگا۔ وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزع السھم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تیر نکالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر تم چاہتے ہو تو میں تیر اور پیکان دونوں کو نکال لیتا ہوں اور اگر تم پسند کرتے ہو تو میں صرف تیر کو نکالتا ہوں اور پیکان کو چھوڑ دیتا ہوں اور بروزِ حشر تمہاری گواہی دُوں گا کہ تم شہید ہوئے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تیر نکال لیں اور پیکان کو چھوڑ دیں اور بروزِ حشر میری شہادت کی گواہی دیں۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں یہ زخم دوبارہ پھوٹ پڑا جس سے آپ کا انتقال ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دِل کی بات کا بھی علم ہوتا ہے:

﴿111﴾...... امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دفعہ ہمیں اتنی سخت تنگدستی اور مفلسی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس سے قبل ہم نے اس قدر تنگدستی اور ناداری نہیں دیکھی تھی۔ میری بہن نے مجھ سے کہا آپ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں جائیں اور سوال کریں۔ جب میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جو شخص عفت اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عفت عطا فرماتا ہے اور جو شخص سوال کرنے سے مستغنی رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ میں نے دِل میں سوچا کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ہی ارشاد فرمائی ہے۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال نہیں

کروں گا۔ میں اپنی بہن کے پاس واپس آ گیا اور اسے تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا آپ نے اچھا کیا ہے۔ جب دُوسرا دِن آیا تو اللہ کی قسم! میں لاچار ہو کر ایک دیوار کے سایہ میں لیٹ گیا۔ اچانک ایک یہودی کے کچھ درہم مجھے مل گئے۔ ہم نے اس سے کھانا خریدا اور اسی سے کھایا پھر ہمارے ہاں بہت سی دُنیا آئی۔ انصار کا کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۳: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۳ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## کُنْ اَبَا خَیْثَمَۃَ:

﴿112﴾...... امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے آپ ﷺ کو جا ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ ابھی دُور ہی تھے کہ لوگوں نے کہا دو راستہ پر ایک سوار آتا ہوا دِکھائی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کُنْ اَبَا خَیْثَمَۃَ "ابو خیثمہ ہو جا" لوگوں نے عرض کی۔ اللہ کی قسم! وہ ابوخیثمہ ہی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## جب تم اس سے ملو گے وہ شکار کر رہا ہوگا:

﴿113﴾...... امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی آخر الزمان ﷺ مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس مجاہدین کے ساتھ اکیدر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔

فَقَالَ خَالِدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ بِدَوْمَۃِ الْجَنْدَلِ وَ فِیْھَا اُکَیْدَرُ وَ اِنَّمَا نَأْتِیْھَا فِیْ عُصَابَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ لَعَلَّ اللّٰہَ یُلْقِیْکَ اُکَیْدَرًا یَقْتَنِصُ فَتَقْبِضُ عَلَی الْمِفْتَاحِ وَ تَأْخُذُہُ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لَکَ دَوْمَۃَ.

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دومۃ الجندل اور

اکیدر کے متعلق کچھ بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر غلبہ عطا فرمائے گا اور تم اسے گرفتار کر لو گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قلعے کے قریب گئے تو آپ نے قلعے کی پچھلی جانب سے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا کیونکہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا، تم اسے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہو گا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی اکیدر کے قلعے کے قریب پہنچے تو ایک جنگلی گائے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ اس وقت اکیدر اپنی بیگمات کے ساتھ لہو ولعب میں مشغول تھا۔ اس کی ایک بیوی نے گائے کو دیکھا اور کہا۔ ''چاندنی رات میں گوشت کا مزا فراموش نہیں کیا جا سکتا۔'' اکیدر نے پوچھا تو نے یہ بات اس وقت کیوں کہی؟ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ میں نے یہ گفتگو اس لیے کی ہے کیونکہ اس وقت ہمارے قلعے کے دروازے کے پاس ایک جنگلی گائے کھڑی ہے۔ اکیدر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے اہل خانہ اور غلام بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب اکیدر اور اس کے ساتھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان تمام کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو حضور ﷺ کا یہ فرمان سنایا کہ جب تم اسے گرفتار کرو گے تو وہ جنگلی گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ یہ فرمان سن کر اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! یہ گائے ہمارے قلعہ میں پہلی مرتبہ آئی ہے۔ اس نے اس سے قبل کبھی بھی اِدھر کا رُخ نہیں کیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: شفاء شریف ج ۱ص۲۵۵)

## قبیلہ خزاعہ کی فریاد کو سینکڑوں میل سے سننا:

﴿114﴾...... عَنْ مَیْمُوْنَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَاتَ عِنْدِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً فَقَامَ لِیَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِهِ بِاللَّیْلِ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِكَ لَبَّیْكَ

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ثَلاثاً نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلاثاً کَاَنَّکَ تَکَلَّمُ اِنْسَاناً فَهَلْ کَانَ مَعَکَ اَحَدٌ فَقَالَ هٰذَا رَاجِزُ بَنِیْ کَعْبٍ وَ هُمْ بَطْنٌ مِنْ خَزَاعَةُ یَسْتَنْصِرُنِیْ وَ یَزْعَمُ اَنَّ قُرَیْشاً اَعَانَتْ عَلَیْهِمْ بَنِیْ بَکْرٍ ۔

اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس شب بسر فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ دورانِ وضو میں نے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ ”لَبَّیْکَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ“ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے دوران فرمارہے تھے ”لَبَّیْکَ نُصِرْتَ“ ایسے محسوس ہورہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان سے محو کلام ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی انسان تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بنی کعب کا راجز (رجز پڑھنے والا) تھا جو مدد کے لیے مجھے پکار رہا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۴ بیروت)

## مدنی پھول:

صلح حدیبیہ کے دِن بنی بکر کے حلیف بن گئے تھے اور قبیلہ خزاعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف بن گیا تھا۔ وعدہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزاعہ کی مدد کرنا لازم تھا۔ قریش نے بنی بکر کی مدد کر کے صلح حدیبیہ کی مخالفت کی تھی۔ یہی واقعہ فتح مکہ کا سبب بن گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لیے تیاری فرمائی اور اسے فتح کرلیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کی سازش کو جاننا:

﴿115﴾......حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب غزوۂ بدر کی شکست کے بعد مشرکین مکہ واپس چلے گئے تو عمیر بن وہب صفوان بن اُمیہ کے پاس آیا۔ وہ دونوں ”حجر“ میں بیٹھ گئے۔ صفوان نے کہا۔ بدر کے مقتولین کے بعد

زندگی کتنی تلخ ہوگئی ہے۔ عمیر نے کہا ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔ اگر مجھ پر یہ قرض نہ ہوتا جس سے سبکدوش ہونے کی مجھے کوئی سبیل نظر نہیں آتی اور نہ ہی میں عیالدار ہوتا تو میں محمد مصطفیٰ (ﷺ) کو قتل کر دیتا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) میری آنکھیں تو اس سے بھر چکی ہیں۔ میرے پاس تو وہاں جانے کے لیے ایک بہانہ بھی ہے۔ میں انہیں کہوں گا کہ میں اپنے قیدی بچے کی خبر گیری کے لیے آیا ہوں۔ عمیر کی یہ گفتگو سن کر صفوان بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا تیرے قرض اور اہل وعیال کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کی طرح ہی ان کا خرچہ برداشت کروں گا۔ کوئی چیز بھی مجھے ان کی خدمت سے باز نہیں رکھ سکے گی۔ صفوان نے عمیر کو ترغیب دلائی، اسے تیار کیا اور اس کی تلوار کو صیقل کر کے اسے زہر آلود کیا۔ عمیر نے کہا میرے اس منصوبے کو خفیہ رکھنا۔ عمیر اپنے سفر پر روانہ ہوا حتیٰ کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے اپنی سواری سے اترا، اپنی سواری کو باندھا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت مسجد میں تشریف لے آئے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعُمَرَ تَأَخَّرْ ثُمَّ قَالَ مَا اَقْدَامُكَ یَا عُمَیْرُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی أَسِیْرِیْ عِنْدَکُمْ قَالَ اُصْدُقْنِیْ مَا اِقْدَامُكَ قَالَ مَا قَدِمْتُ اِلَّا فِیْ أَسِیْرِیْ قَالَ فَمَا ذَا شَرَطْتَّ لِصَفْوَانَ بْنِ اُمَیَّةَ فِی الْحَجَرِ فَفَزِعَ عُمَیْرٌ وَ قَالَ مَا ذَا شَرَطْتُ لَهٗ قَالَ تَحَمَّلْتَ لَهٗ بِقَتْلِیْ عَلٰی اَنْ یَعُوْلَ بَیْتَكَ وَ یَقْضِیْ دَیْنَكَ وَاللّٰہُ حَائِلٌ بَیْنَكَ وَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَیْرُ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ کَانَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ صَفْوَانَ فِی الْحَجَرِ لَمْ یَطَّلِعْ عَلَیْهِ أَحَدٌ غَیْرِیْ وَ غَیْرَهٗ فَأَخْبَرَكَ اللّٰہُ بِهٖ آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مَکَّةَ فَدَعَا اِلَی الْاِسْلَامِ فَأَسْلَمَتْ عَلٰی یَدِهٖ بَشَرٌ کَثِیْرٌ ۔

حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے کے لیے کہا پھر عمیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے عمیر! یہاں کیوں آئے ہو، عمیر نے کہا میں اپنے قیدی

سے ملاقات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ نبی محترم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا سچ بتاؤ تیرا یہاں آنا کس مقصد کے لیے ہے۔عمیر نے پھر کہا میں اپنے قیدی کی خبر لینے کے لیے آیا ہوں۔

حضور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ کیا شرائط تھیں جو تم نے صفوان کے ساتھ اس وقت طے کی تھیں جب تم حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا میں نے کیا شرائط طے کی تھیں۔آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا تم اس شرط پر مجھے قتل کرنے کے لیے آئے ہو کہ وہ تمہارے اہل خانہ کی کفالت کرے گا اور تیرے قرض کو ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ارادے کے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر عمیر نے کہا۔اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔'' یہ تمام گفتگو صرف میرے اور صفوان کے درمیان ہی ہوئی تھی۔ کوئی شخص بھی اس سے آگاہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اس گفتگو کی خبر دے دی۔ میں اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر حضرت عمیر رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس مکہ چلے آئے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ بہت سے لوگوں نے آپ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: شفا شریف ج ۱ ص ۳۵۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سینکڑوں میل بنی کعب کے منادی کی ندا سن کر اُن کو اپنی مدد اور نصرت سے نواز سکتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ایسی طاقت عطا فرمائی کہ آپ مخلوقِ خدا کو سماعت فرماتے ہیں اگر چہ کوئی کتنی ہی دُور کیوں نہ ہو۔ آج بھی اگر کوئی اُمتی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو سچے دِل سے پکارے تو میرے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنے اُمتی کی مشکل کشائی کے لیے تشریف ضرور لائیں گے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دِل سے

کرتا تو ہے یاد اُن کی غفلت کو ذرا روکے
للہ رضا دل سے ہاں دل ارے دل سے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کے کان لعل کرامت کی سماعت کو بیان فرماتے ہیں:

دُور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حدیث پاک میں ہے جب کوئی اُمتی حضور ﷺ پر درود پاک پیش کرتا ہے تو قبر انور پر موجودہ فرشتہ اس اُمتی اور اس کے والد کا نام حضور ﷺ کو پیش کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے فلاں اُمتی نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا۔ جب قبر انور پر موجود خادم رسول ﷺ کی یہ شان ہے کہ وہ دور و نزدیک ہر ایک کی آواز سن کر غیبی طور پر اس کے اور اس کے والد کے نام کو جان لیتا ہے تو اس فرشتے کے بھی آقا دو عالم کے داتا ﷺ کی سماعت اور علم غیب کا کیا عالم ہوگا۔ قبر پر موجود فرشتہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے مامور ہے کیونکہ آقاؤں کی شان یہی ہوتی ہے کہ اُن کا کام خدام کریں۔ لہٰذا کوئی یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کسی کے درود و سلام کو نہیں سن سکتے۔ اس لیے فرشتہ آپ ﷺ کو وہ درود پہنچاتا ہے۔ حاشا حاشا (ہرگز ہرگز نہیں)

بادشاہ خود پانی وغیرہ اُٹھا کر پی سکتا ہے مگر بادشاہ کے شرب وطعام کے لیے خدام مقرر ہوتے ہیں۔ وہ اس لیے نہیں ہوتے کہ بادشاہ خود کھانا نہیں کھا سکتا لہٰذا وہ اس کو کھلائیں گے۔ بلکہ بادشاہ کی عظمت وشان کے لیے ان کا انتظام کیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں لہٰذا آپ ﷺ کی خدمت کے لیے فرشتے مقرر ہیں۔ ورنہ حضور ﷺ خود بھی اپنے اُمتیوں کا درود پاک سنتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے خود فرمایا۔ وَ اَنَا اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مُحَبَّتِیْ۔ ”میں اہل محبت کا درود و سلام خود سنتا ہوں۔“

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو
اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

(2) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کافر کے ساتھ بھی وعدہ کیا ہو تو اسے پورا کرنا چاہیے۔

(3) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ دُور و نزدیک سے فریاد کو سن لیتے ہیں اسی وجہ سے بنی کعب کا وہ منادی اپنے قبیلہ میں ہی بلند آواز سے رسول اللہ ﷺ کو مدد کے لیے پکارنے لگا۔

## حضرت ابوموسیٰ اشعری کی قوم (رضی اللہ عنہم) کی خبر دینا:

﴿116﴾......ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

**عن انس رضی اللّٰهُ عنه ان النبی ﷺ قال یقدم علیکم قوم هم ارق منکم قلوباً فقدم الأشعریون فیهم أبو موسی ۔**

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسی قوم آ رہی ہے جو تم سے زیادہ نرم دِل ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم آ گئی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۵ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سات کوٹھڑیوں کے اندر بھی ہونے والے پوشیدہ امور کو جانتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ:

سر عرش پر ہے تیری گزر دِل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

(2) حضور ﷺ جانِ، کے دُشمنوں کے بھی غم خوار و غم گسار ہیں۔ دیکھو! عمیر کو آتے ہی فوراً سزا نہ دی حالانکہ آپ ﷺ اس کے ارادے سے بھی واقف تھے۔ بلکہ اس سے ایسی دِل کش گفتگو کی جس نے اس کے دِل کو روشن کر دیا اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی زبانِ مبارک، دل کشی اور فصاحت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

## حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر دینا:

﴿117﴾......قَالَ أَنْبَانَا مَعْمَرٌ سَمِعْتُ ابْنَ طَاوسٍ وَغَيْرَهُ يَقُوْلُوْنَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَلِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَلِرَجُلٍ آخَرَ آخِرُكُمْ مَوْتاً فِي النَّارِ .

معمر کہتے ہیں میں نے ابن طاؤس اوران کے علاوہ کئی لوگوں سے سنا انہوں نے کہا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم اور ایک اور آدمی سے فرمایا۔ ''تم میں سے آخری شخص کی موت آگ میں جل کر ہوگی۔''

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۶ بیروت: شفاء ج ا ص ۲۵۱)

## مدنی پھول (1):

تیسرا شخص حضرت ابوہریرہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہم سے قبل وفات پا گیا اور حضرت ابوہریرہ اور سمرہ رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے۔ جب کوئی شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ڈرانا چاہتا تو وہ یہ کہتا۔ ''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ کا اتنا سننا ہی ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو جاتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو جاتی۔ بالآخر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے وصال فرمایا۔

## :(2)

ابن عساکر نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ مرض کزاز میں مبتلا ہوئے۔ (اس مرض میں بہت زیادہ سردی لگتی ہے) اُنہوں نے ایک بہت بڑی

دیگ لانے کا حکم دیا۔ اسے پانی سے بھر دیا گیا۔ اس کے نیچے آگ لگائی گئی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اس کے اُوپر بیٹھ کر حرارت حاصل کرنے لگے۔ جب پانی بخارات بن کر ان تک جاتا تو انہیں کچھ آرام آجاتا۔ ایک دِن اسی دیگ میں گر کر پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ صلی اللہ علیہ وسلم! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مومن ہونے کی خبر:

﴿118﴾...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ قَالَ اَنَّ بِمَكَّةَ لَأَرْبَعَةٍ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْش أَرْبَأُ بِهِمْ عَنِ الشِّرْكِ وَ اَرْغَبُ لَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ قِيلَ وَ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَتَّابُ بْنُ أُسَيْدٍ وَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعَمٍ وَ حَكِيْمُ بْنُ حَزَّامٍ وَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَ قَالَهُ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً قَرُبَهُ مِنْ مَكَّةَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَ قَدْ أَسْلَمُوْا جَمِيْعاً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

حضور اکرم رحمت عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش مکہ میں چار ایسے آدمی ہیں جو کفر سے متنفر اور اسلام کی طرف راغب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو ہیں۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار افراد کے نام لیے تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو اسلام قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۵ بیروت دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خبر:

﴿119﴾...... ابن سعد نے ابن اسحاق کے طریق سے محمد بن عطا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا أُسِرَا سُهَيْلُ بْنُ عُمَرَ وَ

قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُنْزِعْ ثَنِيَّتَيْهِ يَدْلَعُ لِسَانُهُ فَلَا يَقُوْمُ خَطِيْبًا أَبَدًا وَ كَانَ سُهَيْلُ أَعْلَمَ مِنْ شَفَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا أُمَثِّلُ فَيُمَثِّلَ اللّٰهُ بِيْ وَ إِنْ كُنْتُ نَبِيًّا وَ لَعَلَّهُ يَقُوْمُ مَقَامًا لَا تَكْرَهُهُ فَقَامَ بِمَكَّةَ حِيْنَ جَاءَتْهُ وَفَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِخُطْبَةِ أَبِيْ بَكْرٍ كَأَنَّهُ كَانَ سَمِعَهُ فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ بَلَغَهُ كَلَامُ سُهَيْلٍ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ قَالَ لَعَلَّهُ يَقُوْمُ مَقَامًا لَا تَكْرَهُهُ ۔

محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ جب سہیل بن عمرو قیدی بن کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس کے آگے کے دونوں دانت نکلوا دیجیے تا کہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور یہ کتابت کی شرر فشانی نہ کر سکے۔ سہیل کا اُوپر والا ہونٹ چرا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب ارشاد فرمایا۔ میں مثلہ ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر میں نے مثلہ کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ میرا بھی مثلہ کر دے گا۔ اگر چہ میں نبی ہی ہوں۔ شاید یہ سہیل ایک دِن اس مقام پر کھڑا ہو جہاں تمہیں ناپسندیدہ نہ لگے۔ جب سرورِ کائنات ﷺ نے اس جہان رنگ و بو سے وصال فرمایا تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں کھڑے ہو کر ایک رُوح پرور خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ پہلے سے سن رکھا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے اس خطبے کے متعلق سنا تو اُنہوں نے کہا:

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

اور جو کلام مقدس لے کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں وہ سراپا حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مجھے رسول کریم ﷺ نے اس وقت اشارہ فرمایا تھا۔ جب

آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں تمہیں یہ اچھے لگیں۔ناگوار نہ لگیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۳۵۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶: خصائص الکبریٰ ج۲ص۲۱۷)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے مراد آپ رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر ہے جو آپ نے حضور ﷺ کے وصال کے وقت فرمائی تھی جس کا آغاز آپ نے اس طرح کیا تھا۔

''جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے وہ سن لے کہ محمد ﷺ ظاہری وصال فرما چکے ہیں۔اور جو خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کرتا ہے اس کو یقین ہونا چاہیے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں۔''

جب حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر مکہ معظمہ میں پہنچی تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں اسی قسم کا خطبہ دیا تھا۔

### حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر:

﴿120﴾......الطبرانی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے قبیلہ خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی اعانت کر کے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهٖ كَأَنَّكُمْ بِأَبِيْ سُفْيَانَ قَدْ جَاءَ يَقُوْلُ جَدِّدِ الْعَهْدَ وَزِدْ فِي الْمُدَّةِ وَ هُوَ رَاجِعٌ بِسَخَطِهٖ ثُمَّ جَاءَ أَبُوْ سُفْيَانَ كَمَا أَخْبَرَ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَ طَلَبَ تَجْدِيْدَ الْعَهْدِ وَ زِيَادَةَ الْمُدَّةِ فَلَمْ يُجِبْهُ ﷺ اِلٰى ذٰلِكَ فَرَجَعَ خَائِبًا .

حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا۔ابوسفیان تمہارے پاس آ رہا ہے۔وہ عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کرے گا لیکن اسے ناکام واپس جانا پڑے گا۔کچھ دنوں کے بعد ابوسفیان مدینہ طیبہ آیا اور عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کیا لیکن حضور ﷺ نے اس کو

کوئی جواب نہ دیا اور وہ خائب و خاسر واپس چلا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے دِل کی بات جان لی:

﴿121﴾...... امام بیہقی اور ابن عسا کر نے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

فَقَالَ فِیْ نَفْسِہٖ لَوْ جَمَعْتُ لِمُحَمَّدٍ جَمْعاً اَنَّہٗ لِیُحَدِّثُ نَفْسَہٗ بِذٰلِکَ اِذْ ضَرَبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَ قَالَ اِذَنْ یُخْزِیْکَ اللّٰہُ فَرَفَعَ رَأْسَہٗ فَاِذَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَائِمٌ عَلٰی رَأْسِہٖ ۔

فتح مکہ کے بعد ایک دِن ابوسفیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے دِل میں کہنے لگا۔ کاش میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر کو جمع کر سکتا۔ ابھی وہ یہ بات اپنے دِل میں سوچ رہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنا دست اقدس مارا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی تجھے رُسوا ہی کرے گا۔ جب اس نے سر اُٹھایا تو اس نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے اُوپر کھڑے ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر کہنے لگا۔ اس سے قبل مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ یہ بات جو آپ نے بیان فرمادی ہے، یہ تو میں اپنے دِل میں کہہ رہا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۶ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## ابوسفیان اور اس کی بیوی کے درمیان گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لی:

﴿122﴾...... حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے مکہ معظمہ کو فتح کیا اور حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہ ساری رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے رہے اور بیت اللہ کا طواف کرتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کیا تو گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتَ لِهِنْدٍ أَتُرِيْنَ هٰذَا مِنَ اللّٰهِ نَعَمْ هُوَ مِنَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَاللّٰهِ مَا سَمِعَ قَوْلِيْ هٰذَا أَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَ هِنْدٌ .

صبح کے وقت حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئے اور اسے کہا تو نے ہندہ سے یہ کہا ہے کہ کیا وہ یہ گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہاں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ''اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ ''۔ ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

میرے اس قول کو اللہ تعالیٰ اور ہندہ کے علاوہ کسی اور نے نہیں سنا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابوسفیان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ ابوسفیان نے دل میں کہا۔ میں نہیں جانتا کہ کس چیز کی وجہ سے محمد (ﷺ) ہم پر غالب آ گئے ہیں۔ حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس آئے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کی قسم! محمد تم پر غالب آ ہی گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

اسلام لانے کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں اسلام کا یہ انقلاب ناگوار گزرا۔ حضور اکرم ﷺ برابر ان کے ساتھ نرمی اور محبت فرماتے رہے حتیٰ کہ اسلام ان کے دل میں جاگزیں ہو گیا۔ غزوۂ طائف میں ان کی آنکھ نکل آئی وہ اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ آنکھ دُرست کر دیتا ہے اور اگر تم پسند کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے وہ آنکھ پھینک دی اور عرض کی۔ دُعا فرمائیں اللہ

تعالیٰ مجھے جنت میں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یرموک کے دِن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دُوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ وہ لوگوں کو جہاد پر برانگیختہ کرتے رہے اور کہتے رہے۔ یہ دِن اللہ کے دِنوں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرو، وہ تمہاری مدد کرنے گا۔ معلوم ہوا کہ بعد میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ جان نثار مومن بن گئے۔ اب ان کے خلاف بات نہیں کرے گا مگر پکا بدبخت ازلی شقی۔

## اے معاویہ جب تجھے سلطنت ملے تو عمدہ طریقے سے حکمرانی کرنا:

﴿124﴾......عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زِلْتُ أَطْمَعُ فِي الْخِلَافَةِ مُنْذُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا مُعَاوِيَةُ إِذَا مَلَكْتَ فَأَحْسِنْ .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ اَے معاویہ! جب تمہیں سلطنت ملے تو عمدہ طریقے سے حکمرانی کرنا۔ اس وقت سے میں خلافت کا خواہش مند رہا۔

امام بیہقی نے عبداللہ بن عمیر سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے مجھے خلافت کا آرزومند بنا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ! جب تمہیں بادشاہی عطا کی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کا دامن نہ چھوڑنا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۸ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

دیکھئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس غیبی خبر پر اس قدر یقین تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ مجھے کسی عمل سے آزمایا جائے گا۔

امام طبرانی نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کا پیرہن پہنائے گا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا بھائی خلافت کا لبادہ پہنے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش، آزمائش، آزمائش ہوگی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۷ بیروت: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۸ بیروت)

## معاویہ کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا:

﴿125﴾...... عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا اور کہنے لگا مجھ سے کشتی کرو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور کہا میں تم سے کشتی لڑوں گا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَنْ یُغْلَبَ مُعَاوِیَۃُ اَبَداً فَصَرَعَ الْاَعْرَابِیَّ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ صِفِّیْنِ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ ذَکَرْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ مَا قَاتَلْتُ مُعَاوِیَۃَ ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ معاویہ کو کبھی بھی مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اُنہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں کبھی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت:

﴿126﴾...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام لانے سے پہلے حضرت صخر الانصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے۔

فَقَالَ الْاَنْصَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَضْحَکُ اَنْ قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِکَ رَجُلاً مِنْ قَوْمِنَا قَالَ مَا ذَاکَ اَضْحَکَنِیْ وَ لٰکِنَّہٗ قَتَلَہٗ وَ ھُوَ

مَعَهُ فِیْ دَرَجَتِهٖ اَیْ فِی الْجَنَّةِ ثُمَّ اَسْلَمَ عِکْرَمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

انصار نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس وجہ سے مسکرا رہے ہیں کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس وجہ سے نہیں مسکرا رہا بلکہ میرے مسکرانے کی وجہ یہ ہے کہ عکرمہ نے صحر کو قتل تو کر دیا ہے لیکن وہ جنت میں اسی کے ساتھ ہو گا۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ کر جنت کے نظاروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور حضرت صحر کو عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنت میں اکٹھا دیکھ کر تبسم فرما رہے ہیں۔ یہ نظر مصطفیٰ ﷺ کا کمال ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ یہ حال تو آپ ﷺ کے بعض غلاموں کا ہے کہ وہ زمین پر ہوتے ہوئے بھی اہل جنت کو دیکھ لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے صحابی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اُن کے ایمان کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا۔ اُنہوں نے عرض کی:

وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزٌ وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْهَا وَ کَاَنِّیْ اِلٰی اَهْلِ النَّارِ یَتَضَاغَوْنَ فِیْهَا ۔ (شرح فقہ اکبر)

ترجمہ: ''گویا کہ میں عرش الٰہی کو واضح دیکھ رہا ہوں اور اہل جنت کو جنت میں خوشی سے ملتے اور اہل نار کو دوزخ میں چیختے چلاتے ملاحظہ کر رہا ہوں۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت حارثہ زمین پر کھڑے ہو کر جنت و دوزخ کے احوال دیکھ رہے ہیں۔ یہ غلاموں کی نظر کا حال ہے تو نظر مصطفیٰ ﷺ کا کیا کمال ہو گا۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا

## حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلسُّعَدَآءُ وَالْاَشْقِيَاءُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَاِنَّ عَيْنِيْ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ۔(بہجۃ الاسرار صفحہ 90)

ترجمہ: ''تمام خوش بخت اور بد بخت لوگ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوحِ محفوظ کو ملاحظہ کر رہی ہے۔''

# یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

## کعبہ کی چابی ایک دن میرے پاس ہوگی:

﴿127﴾......ابن سعد نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ پر بہت تعجب ہوتا ہے۔ کیا آپ کی یہ خواہش ہے کہ میں آپ کی اتباع کروں گا حالانکہ آپ نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں ہفتہ میں دو مرتبہ کعبہ کو کھولا کرتے تھے۔

(1) سوموار کے دِن (2) جمعرات کے دِن

فَاَقْبَلَ يَوْماً يُرِيْدُ اَنْ يَدْخُلَ الْكَعْبَةَ مَعَ النَّاسِ فَغَلَظْتُ عَلَيْهِ وَنِلْتُ مِنْهُ فَحَلِمَ عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ يَا عُثْمَانُ لَعَلَّكَ سَتَرَى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْماً بِيَدِيْ اَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ ۔

ایک دِن حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سختی کا اظہار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نازیبا کلمات کہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی بردباری سے کام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! تو دیکھے گا عنقریب یہ

چابی میرے پاس ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔

میں نے کہا کیا اس دِن قریش ہلاک ہو جائیں گے اور اس دِن انہیں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس دِن انہیں حیاتِ نو نصیب ہوگی اور انہیں عزت وتوقیر ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کا فرمان میرے دِل میں جاگزین ہوگیا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ عنقریب معاملہ اسی طرح ہوگا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوم مجھے سختی سے روکتی رہی۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا عثمان! کعبہ کی چابی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے چابی کو اپنے دست اقدس میں پکڑ لیا پھر مجھے عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لو یہ چابی، اسے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لو۔ ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص یہ تجھ سے نہیں چھین سکے گا۔ جب میں چابی لے کر واپس آنے لگا تو حضور ﷺ نے مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے یہ بات تمہیں پہلے بتا نہیں دی تھی۔ مجھے اس وقت نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔

''ایک دِن یہ چابی میرے دست اقدس میں ہوگی میں اسے جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔'' میں نے کہا بلاشبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۵۸ بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا:

﴿128﴾...... عبدالملک بن عبید وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا اور حضور اکرم ﷺ ایک غالب کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو میں نے کہا میں قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف چلا جاؤں گا۔ ممکن ہے یہ آپس میں لڑیں تو میں دھوکے سے محمد عربی ﷺ کو قتل کر دوں گا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) اس طرح میں تمام قریش کی طرف سے انتقام

لے لوں گا۔ میں کہا کرتا تھا۔ اگر عرب وعجم کے تمام لوگ بھی محمد عربی (ﷺ) کی اتباع کرنے لگیں تو میں پھر بھی آپ ﷺ کی پیروی نہیں کروں گا۔ میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا۔ میرے دِل میں آپ کا بغض وعناد زیادہ ہوتا گیا۔ جب مسلمان اور کفار باہم معرکہ آزما ہوئے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ اپنی خچر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنی تلوار کو سونتا اور اپنے ارادہ کی تکمیل کے لیے آگے بڑھا۔ میں نے اپنی تلوار اُٹھائی، ابھی میں تلوار کا وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے لیے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ان شعلوں کی روشنی بجلی کی طرح تیز تھی۔ قریب تھا کہ میری آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنَ الشَّیْطَانِ ۔ ''اے اللہ! اس کو شیطان سے محفوظ فرما۔'' حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اسی لمحے حضور ﷺ مجھے اپنی سماعت، بصارت اور جان سے بھی پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کفر کے اندھیروں کو کافور فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''جاؤ اور جہاد کرو۔'' میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے شمشیر زنی کرنے لگا۔ مجھے اللہ کی قسم! میری خواہش یہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے حضور نبی مکرم ﷺ کا دفاع کروں۔ اگر اس وقت میں اپنے باپ سے بھی ملتا تو میں اسے بھی مار دیتا۔ جب جنگ اختتام پذیر ہوئی تو حضور اکرم ﷺ اپنے لشکر گاہ کی طرف تشریف لائے اور اپنے خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ خیمہ میں داخل ہوا۔

فَقَالَ یَا شَیْبَۃُ اَلَّذِیْ اَرَادَ اللّٰہُ بِکَ خَیْرٌ مِمَّا اَرَدْتَ بِنَفْسِکَ ثُمَّ حَدَّثَنِیْ بِکُلِّ مَا اَضْمَرْتُ فِیْ نَفْسِیْ مِمَّا لَمْ اَذْکُرْہُ لِاَحَدٍ قَطُّ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ قُلْتُ اِسْتَغْفِرْلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تو اپنے ساتھ کرنے کا خواہاں تھا۔ پھر

آپ ﷺ نے میرے دِل کی پوشیدہ تمام گفتگو کو بیان فرما دیا۔ اس تمام گفتگو میں سے کوئی چیز بھی میں نے آپ ﷺ کو نہیں بتائی تھی۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بارگاہِ ربوبیت سے میرے لیے مغفرت کی دُعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے مغفرت کا مژدہ مل چکا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۵۸ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## عمر طویل کی بشارت:

﴿129﴾...... حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی رَأْسِہٖ وَ قَالَ یَعِیْشُ ھٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا فَعَاشَ مِائَۃَ سَنَۃٍ ۔

حضور ﷺ نے اپنا دست عطا ان کے سر پر رکھا اور فرمایا۔ ''یہ جوان ایک صدی زندہ رہے گا۔'' انہوں نے ایک سو سال زندگی پائی۔ ان کے چہرے پر مسہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا یہ مسہ ختم نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن بسر نے اس وقت انتقال فرمایا جب ان کا مسہ ختم ہوگیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## قوم کی بے وفائی کی خبر:

﴿130﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ ابن زبیر کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور پھر اپنی قوم کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی۔

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ قَالَ لَوْ وَجَدُوْنِیْ نَائِماً مَا اَیْقَظُوْنِیْ فَرَجَعَ اِلَیْهِمْ فَدَعَاهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَعَصَوْهُ وَ اَسْمَعُوْهُ مِنَ الْاَذٰی فَلَمَّا اَصْحٰی وَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَامَ عَلٰی غُرْفَةٍ لَهُ فَاَذَّنَ بِالصَّلَاةِ وَ تَشَهَّدَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ ثَقِیْفٍ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہیں شہید کر دیں گے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ان میں تو اتنی جرأت بھی نہیں کہ وہ مجھے نیند سے بیدار کر سکیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کو تکلیف دِہ باتیں سنائیں۔ جب صبح طلوع ہوئی تو وہ اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو گئے اور اذان دی۔ قبیلہ ثقیف کے ایک شخص نے اُن کی طرف ایک تیر پھینکا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی طرح ہے۔ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا لیکن اس کی قوم نے اسے شہید کر دیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۰۳ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی غیبی خبر:

﴿131﴾......امام بیہقی نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے جبہ پہن رکھا تھا۔ جب میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں گیا تو اس وقت آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگوں نے نظریں اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔

فَقُلْتُ لِجَلِیْسِیْ هَلْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَمْرِیْ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ ذَكَرَكَ بِاَحْسَنِ الذِّكْرِ بَیْنَمَا هُوَ یَخْطُبُ اِذْ عَرَضَ لَهُ فِیْ خُطْبَتِهِ فَقَالَ اِنَّهُ سَیَدْخُلُ عَلَیْكُمْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ اَوْ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ

رَجُلٌ مِنْ خَيْرِ ذِی یَمَنٍ ۔

میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا۔ کیا حضور ﷺ نے میرے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اس آدمی نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر عمدہ انداز سے کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یا اس گھاٹی سے ایک ایسا شخص آئے گا جو تمام اہل یمن سے بہترین ہے۔ اس کا چہرہ اتنا نورانی ہے کہ گویا کسی فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیا ہو۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بخار سے فوت ہونے کی خبر:

﴿132﴾:...... امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ بنی طے کا ایک وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ ان میں سے ایک شخص کا نام زید الخیل تھا۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید الخیل کا نام بدل کر زید الخیر رکھ دیا۔ پھر حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ یَّنْجُوْ زَیْدٌ مِنْ حَمْیِ الْمَدِیْنَةِ فَلَمَّا انْتَهٰی مِنْ بَلَدِ نَجْدٍ اِلٰی مَاءٍ مِنْ مِیَاهِهٖ اَصَابَتْهُ الْحَمْیُ فَمَاتَ بِهَا ۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا زید مدینہ طیبہ کے بخار سے نہیں بچ سکیں گے۔ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے تو انہیں بخار نے آلیا جس میں ان کی موت واقع ہوئی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اُمتیوں کے انجام کی بھی خبر ہے یعنی آپ جانتے ہیں کہ کون کب مرے گا اور کس چیز سے اس کی موت واقع ہوگی۔ کیونکہ حضور ﷺ کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی مثل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ اِنِّی

اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ ۔ ترجمہ: ''میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہو جو تم نہیں سن سکتے۔''

یہ بات آپ ﷺ نے اُن ہستیوں کے درمیان کہی جن میں مدینہ سے نہاوند تک دیکھنے والے بھی موجود تھے۔ پھر بھی ان کی بصارت نبی کریم ﷺ کی بصارت کا مقابلہ نہیں کرسکتی تو ماوشما کس طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ مثلیت کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔

(2) جولوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے خاتمے کا بھی علم نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) وہ مذکورہ معجزہ کو بار بار پڑھیں اور اپنے اس شیطانی وسوسے کی کاٹ کریں کیونکہ جو نبی اپنے اُمتیوں میں سے ہر ایک کے خاتمہ کے بارے میں جانتا ہے اس سے اپنے خاتمے کا علم کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور سرکارِ مدینہ ﷺ کا علم ہمارے علم کی طرح ہرگز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ تو عالم الغیب ہیں۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا:

فَوَضَعَ كَفَّيْهِ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (مشکوۃ شریف ص548 مطبوعہ قدیمی)

ترجمہ: ''معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے پر محسوس کیا۔ پس پھر میں نے زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کو جان لیا۔''

سرعرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

## حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر:

﴿133﴾...... امام بخاری نے تاریخ میں اور امام بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے حضور ﷺ کے ظہور کی خبر مل گئی۔ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے بتایا کہ میرے وہاں پہنچنے سے تین دِن قبل حضور ﷺ نے

میری آمد کی بشارت دے دی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۳۶۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## دواُونٹ کہاں ہیں؟:

﴿134﴾......عبداللہ بن زیاد سے روایت ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضور ﷺ کو مریسیع کے سال غزوہ بنی مصطلق میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا عطا کیں۔ ان کے والد حضرت حارث اپنی لختِ جگر کا فدیہ لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے۔ جب وہ عقیق کے مقام پر تھے تو اُنہوں نے اپنے ان اُونٹوں کی طرف دیکھا جنہیں وہ اپنی نورِ نظر کے فدیہ میں دینے والے تھے۔ انہیں ان اُونٹوں میں سے دو اُونٹ بہت پسند آئے۔ اُنہوں نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں اُونٹ غائب کر دیئے۔ باقی تمام اُونٹ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ اے محمد عربی! (ﷺ) آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کر لیا تھا۔ میں یہ اُونٹ اپنی بیٹی کے لیے بطورِ فدیہ پیش کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیْنَ الْبَعِیْرَانِ اللَّذَانِ غَیَّبْتَ بِالْعَقِیْقِ بِشَعْبِ کَذَا وَ کَذَا فَقَالَ الْحَارِثُ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ لَقَدْ کَانَ ذٰلِکَ مِنِّیْ فِی الْبَعِیْرَیْنِ وَ مَا اِطَّلَعَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا اللّٰہُ فَاَسْلَمَ ۔

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا وہ دو اُونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا تھا۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے علم کی یہ وُسعتیں دیکھیں تو کہنے لگے: اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔ ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔''

اس فدیے میں واقعی دو اُونٹ بھی تھے جنہیں میں نے وہاں چھپا دیا تھا۔

(خصائص الکبرٰی ج۱ ص۳۹۲: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۳۶۰ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت حارث جب کافر تھے اس وقت اُن کا عقیدہ

یہ تھا کہ محمد ﷺ کو علم غیب نہیں اسی وجہ سے اُنہوں نے دو خوبصورت اُونٹوں کو عقیق کی گھاٹی میں اس گمان سے چھپا دیا کہ اُنہیں میرے حال کی کہاں خبر ہوگی۔ مگر جب یہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ اَیْنَ الْبَعِیْرَانِ ۔ وہ دو اُونٹ کہاں ہیں۔ وہ جان گئے کہ محمد ﷺ واقعی برحق ہیں اور اُنہوں نے برجستہ کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ یارسول اللہ ﷺ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ اُن کو معلوم ہو گیا کہ جو میرے حال کی خبر دینے میں سچا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خبر دینے میں کیسے جھوٹا ہوگا۔

یعنی جب حضرت حارثہ کافر تھے تو عقیدہ یہ تھا کہ حضور ﷺ غیب نہیں جانتے لیکن جب آپ کا سینہ مدینے والے کے نور سے روشن ہو گیا تو آپ مان گئے کہ حضور ﷺ باذنِ پروردگار غیبوں پر خبردار ہیں۔ آج بھی کچھ لوگ جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر طعن کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے۔

## مسلمانوں کی خوشحالی کی خبر:

﴿135﴾......امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھا۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے فاقہ کشی کی شکایت کی پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اس نے ڈاکوؤں کے مال لوٹنے کی شکایت کی۔

فَقَالَ يَا عَدِيُّ بْنِ حَاتِمٍ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَداً اِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَ نَفْسِيْ فَاَيْنَ دُعَّارُ طَيِّ الَّذِيْنَ سَعَرُوْا الْبَلَادَ وَ لَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَفْتَحَنَّ كُنُوْزَ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزٍ قَالَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ وَ لَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يَخْرُجُ مِلْءَ كَفَّيْهِ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی عطا

فرمائی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک خاتون حیرہ سے روانہ ہوگی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی جائے گی۔ اس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ میں نے دِل میں کہا قبیلہ طے کے وہ لٹیرے کہاں ہوں گے جنہوں نے شہروں میں فساد بپا کو رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے مزید پیش گوئی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں لمبی زندگی عطا کی تو پھر تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کیا کسریٰ سے مراد کسریٰ بن ہرمز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ہی فتح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک شخص سونے اور چاندی کو اپنے ہاتھ میں مٹھی کر نکلے گا لیکن کوئی شخص اس سے وہ مال قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ وقت آیا میں نے ایک ایسی خاتون کو دیکھا جو حیرہ سے مکہ معظمہ میں آئی اور بیت اللہ شریف کا طواف کر کے واپس چلی گئی۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا کوئی خوف نہ تھا۔ کسریٰ کے خزانوں کو تو میں نے اپنے ہاتھ سے فتح کیا تھا۔ حضور ﷺ کی تیسری پیش گوئی بھی سچ ثابت ہو گئی۔ یہ پیش گوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پوری ہوئی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے صرف اڑھائی سال حکومت کی۔ اللہ کی قسم! ان کے عہد حکومت میں ایک شخص اپنا مالِ کثیر لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اس مال کو جن فقراء میں چاہتے ہو تقسیم کر دو لیکن کچھ دیر بعد اس کا مال اسی طرح واپس آ گیا اسے کوئی لینے والا نہیں تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ بیروت)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ

## قوم کی فرمانبرداری کی خبر:

1۔۔۔۔۔۔ ابو نعیم نے مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

نبی مکرم ﷺ نے ان کا نام ''مطاع'' رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابن الضحاک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ تیری قوم تیری اطاعت کرے گی۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا وہ امن سے رہے گا۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے ان کی ساری قوم نے ان کی اتباع کی اور وہ سب بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے فعل سے بھی واقف ہیں اور لوگوں کے دلوں کے حالات کو بھی جانتے ہیں کہ اس قوم کے لوگوں کے دل اسلام کی فرمانبرداری کے لیے جھکیں گے یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا
پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے
فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

(حدائق بخشش)

## حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت:

﴿137﴾...... امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے جا رہے تھے اور سراقہ کا آپ ﷺ سے سامنا ہوا تو كَيْفَ بِكَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارَيْ كِسْرٰى آپ ﷺ نے فرمایا اے سراقہ! اس وقت تیری شان کیا ہو گی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔

(الانوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۴: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی بھول

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مشرف باسلام ہوئے۔

فَلَمَّا سَلَبَ اللّٰهُ كِسْرٰى مُلْكَهُ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ اُتِيَ بِسَوَارَيْهِ لِعُمَرَ فَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ تَحْقِيْقاً لِمَا اَخْبَرَ بِهِ ﷺ ۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ سے اس کا ملک چھین لیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ کے کنگن پیش کیے گئے۔ اُنہوں نے وہ کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے یہ کنگن کسریٰ سے چھین کر بنو مدلج کے ایک اعرابی سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے۔ وہ کنگن سونے کے تھے۔

(۱) مرد کو سونا پہننا حرام ہے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے حُرِمَتُ الذَّهَبُ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ ۔ کہ سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا۔ حضرتِ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ اس نہی سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ بادشاہ کے سونے کے کنگن پہننے کی بشارت دی تھی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مختارِ کل ہیں جس پر چاہیں سونے کو حرام کر دیں اور جسے چاہیں اجازت سے نوازیں۔ کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام رُوئے زمین کی چابیاں عطا فرما کر مختار بنا دیا۔ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَ لٰكِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ۔ (بخاری شریف جلد 2 ص 585)

ترجمہ: ’’مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔ خدا کی قسم

میں اپنے بعد تم میں شرک کا خوف نہیں رکھتا لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم ایک دُوسرے کے حسد میں مبتلا ہو جاؤ گے۔''

مفسرین کرام نے مفاتیح الارض سے اختیارات مراد لیے ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کو ہر چیز کے بارے میں اختیارات حاصل ہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

و مذهب صحیح و مختار آنست که احکام مفوض است بحضرت رسالت بهر که وه بهر چه خواهد حکم کند.

(مدارج النبوۃ جلد 2 ص 337)

ترجمہ: ''صحیح و مختار مذہب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام احکام میں اختیار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ جسے جو چاہیں حکم فرمائیں۔''

حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ کو اپنے غلبہ کی بشارت:

﴿138﴾...... ابن سعد نے ابو اسحاق سبعی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذوالجوشن کلابی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز تیرے اسلام لانے کے مانع ہے۔ اُنہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہے۔ اُنہوں نے آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا ہے اور آپ کے ساتھ جنگ کی ہے۔ میں صورتِ حال کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اگر آپ ان پر غالب آ جائیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی اتباع کروں گا اور اگر اُنہوں نے آپ کو مغلوب کر دیا تو پھر میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا ذَا الْجَوْشَنِ لَعَلَّكَ اَنْ بَقِيْتَ قَلِيْلاً اَنْ تَـرَى ظُهُوْرِىْ عَلَيْهِمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ اِنِّىْ لَبِضَرِيَّةَ اِذْ قَدِمَ عَلَيْنَا رَاكِبٌ مِنْ قِبَلِ مَكَّةَ فَقُلْنَا مَا الْخَبَرُ قَالَ ظَهَرَ مُحَمَّدٌ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ عرصہ زندہ رہا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں ان پر غالب آ گیا ہوں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بِضَرِیَّہ کے مقام پر تھا۔ میرے پاس مکہ معظمہ کی جانب

سے ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے کہا کوئی نئی خبر سناؤ۔ اس نے کہا محمد مصطفیٰ ﷺ اہل مکہ پر غالب آ گئے ہیں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ اُنہوں نے اس وقت اسلام قبول کیوں نہ کر لیا جب حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## کریم الجدین کے آنے کی خبر:

﴿139﴾...... ہمدانی نے ''انساب'' میں لکھا ہے۔ حارث بن عبد کلال جو یمن کے بادشاہوں میں سے تھے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی آمد سے پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس سمت سے تمہارے پاس ایک شخص آ رہا ہے جو کریم الجدین (معزز) ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں داخل ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر:

﴿140﴾...... ابوداؤد اور ابونعیم نے حضرت اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر پر تشریف لے گئے تو حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بھی غزوہ میں شریک ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے مرتبہ شہادت پر فائز کر دے۔

قَالَ قَرِّیْ فِیْ بَیْتِكِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُكِ الشَّھَادَۃَ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے شہادت سے سرخرو کرے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۸ بیروت:)

## مدنی پھول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی فرمان کی وجہ سے ان کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت عمدہ انداز سے کرتی تھیں۔ ان کے پاس ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔ رات کے وقت اُنہوں نے حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کو ایک موٹے کپڑے سے ڈھانپ دیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تختہ دار پر لٹکا دینے کا حکم دیا۔ مدینہ طیبہ میں یہ پہلے دو افراد تھے جنہیں پھانسی دی گئی۔

## حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ کے دِل کے سوال کی خبر:

﴿141﴾...... امام احمد نے حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ وَابِصَةَ الْاَسَدِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جِئْتُ لِاَسْأَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ مِنْ قَبْلُ اَنْ اَسْأَلَهٗ عَنْهُ یَا وَابِصَةُ اُخْبِرُكَ بِمَا جِئْتَ تَسْأَلُنِیْ عَنْهُ قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ جِئْتَ تَسْأَلُنِیْ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ قُلْتُ اَیْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْبِرُّ مَا انْشَرَحَ لَهٗ صَدْرُكَ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ نَفْسِكَ وَ اِنْ اَفْتَاكَ عَنْهُ النَّاسُ۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تا کہ نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمایا اے وابصہ! کیا میں بتاؤں کہ تم کس لیے میرے پاس آئے ہو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بتائیں کہ میں کس مقصد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ میں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اسی وجہ سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی وہ ہے جس سے تیرا سینہ کھل جائے اور بدی وہ ہے جو تیرے دِل میں کھٹکتی رہے۔ اگرچہ لوگ اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص

الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۱ اس بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ باذن اللہ علیم بذاتِ الصدور ہیں۔ آپ ﷺ دِلوں کے حالات سے باخبر ہیں۔ دیکھو! حضور ﷺ نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے دِل میں پوشیدہ سوال کی خبر دی۔

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو
اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

## حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر:

﴿142﴾......الطبرانی اور امام بیہقی نے محمد بن یزید بن ابی زیادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی جانب سے آپ پر جو کلام نازل ہوا ہے، اس پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ نیز میں اس بات پر بھی آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ میں حق بات کہوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے قیس! ممکن ہے میرے بعد ایک ایسا زمانہ آئے جس میں تم حق بات نہ کہہ سکو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں جس بات پر بھی آپ ﷺ کی بیعت کروں گا اسے ضرور پورا کروں گا۔

فقال النبی ﷺ اِذَن لَا يَضُرّكَ بشر :حضور ﷺ نے فرمایا پھر کوئی شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا پھر وہ وقت آیا کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ، زیاد اور عبداللہ بن زیاد کی عیب جوئی کرتے تھے۔ جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کیا تم ہی وہ شخص ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان باندھتے ہو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر بہتان نہیں باندھتا البتہ

اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تمہیں اس شخص کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ کون شخص ہے؟ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ آدمی تو اور تیرا باپ اور وہ شخص ہے جس نے تم کو امیر مقرر کیا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا بہتان باندھا ہے؟

ابن زیاد نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ کوئی انسان تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کہتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بولا کرتے تھے۔ پھر اس نے جلاد کو بلانے کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت قیس رضی اللہ عنہ ایک جانب جھکے اور ان کی رُوح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۲۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۴ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر دینا:

﴿143﴾...... محمد ابن ربیع الجیزی نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

قَالَ لَہٗ کَیْفَ اَنْتَ یَا اَبَا رِیْحَانَۃَ یَوْمَ تَمُرُّ عَلٰی قَوْمٍ صَبَرُوْا دَابَۃً فَیَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَہٰی عَنْ ہٰذَا الْاَمْرِ فَیَقُوْلُنَّ اِقْرَأ لَنَا الْاٰیَۃَ الَّتِیْ نَزَلَتْ فِیْہَا .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوریحانہ! اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرو گے جس نے ایک جانور کو قید کر رکھا ہو گا۔ تم ان سے کہو گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام سے منع فرمایا ہے۔ وہ تم سے کہیں گے کہ ہمیں وہ آیت پڑھ کر سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ ایک قوم ایسی قوم کے پاس سے گزرے جس نے ایک مرغی کو باندھ رکھا تھا۔ اُنہوں نے اس قوم کو اس فعل سے منع فرمایا۔ اُنہوں نے کہا ہمیں وہ آیت

سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی۔ اس وقت حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر:

﴿144﴾...... ابن عساکر نے رفاعہ بن شداد البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو میں بھی ان کے ہمراہ گیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے رفاعہ! یہ لوگ مجھے قتل کرنے لگے ہیں۔ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ جن وانس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی انہوں نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی لگاموں کو دیکھا، اُنہوں نے مجھے الوداع کہا۔ ایک سانپ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ڈس لیا۔ گھوڑ سواروں نے ان کو پکڑا اور ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ یہ پہلا سر تھا جو اسلام میں ہدیہ کیا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۱ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت الاقرع بن شفی رضی اللہ عنہ کو زندگی کی بشارت:

﴿145﴾...... ابن عساکر نے کئی اسناد سے حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس مرض سے نجات حاصل نہیں کر سکوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں۔

قَالَ كَلَّا لَتَبْقِيَنَّ وَلَتُهَاجِرَنَّ فِيْ أَرْضِ الشَّامِ وَ تَمُوْتُ وَ تَدْفُنُ بِالرَّمْلَةِ مِنْ اَرْضِ فَلَسْطِيْنَ ۔

ابھی تم بحیات رہو گے، تم سرزمین شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہاں تمہیں

موت آئے گی اور فلسطین کے ایک علاقے رملہ میں تمہیں دفن کیا جائے گا۔

حضرت الاقرع رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وصال فرمائے گئے اور ''رملہ'' میں انہیں دفن کیا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۱ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک میں چار غیبی خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمادیں:

(1) اے اقرع تم ابھی مرے نہیں بلکہ زندہ رہو گے۔

(2) سرزمین شام کی طرف ہجرت کرو گے۔

(3) تمہیں موت ملک شام میں ہی آئے گی کسی اور جگہ نہیں۔

(4) تمہارے دفن ہونے کی جگہ فلسطین کا شہر رملہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی جانتے ہیں کہ کس کو کب اور کہاں موت آئے گی۔ کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

جب سب سے بڑا غیب ذاتِ باری تعالیٰ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ چھپی تو اور کوئی غیب آپ سے کیونکر چھپ سکتا ہے۔

(2) اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ عیادت کرنا سنت ہے جب کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو ہمیں عیادت کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ کاش! یہ سنت بھی زندہ ہو جائے۔

(3) دُوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی کی عیادت کرنے جائے مریض کو خوشخبریاں سنائے اور ایسی باتیں کرے جس سے اس کا دِل خوش ہو اور ایسی باتوں سے پرہیز کرے جس سے مزید غم کا پہاڑ بن جائے مثلاً یہ مرض تو دائمی مرض ہے جان چھوڑتا ہی نہیں اور بندے کو مار کر ہی دم لیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

## حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ارادہ کی خبر دینا:

﴿146﴾......امام واقدی نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قریش کے ساتھ حنین کی طرف نکلا۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر مسلمانوں نے قریش کو شکست دے دی تو ہم قریش کی مدد کریں گے لیکن ہمارے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہوا۔ جب ہم جعرانہ کے مقام تک پہنچے تو میں ابھی تک اپنے ارادے پر ہی قائم تھا۔

وہاں حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ملاقات فرمائی اور فرمایا اے نضر! فَقَالَ النَّضرُ قُلْتُ لَبَّیْكَ قَالَ هٰذَا خَیْراً وَ مَا أَرَدْتَ یَوْمِ حُنَیْنٍ مِمَّا أَحَالَ اللّٰهُ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهُ فَأَقْبَلْتُ سَرِیْعاً فَقُلْتُ أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَللّٰهُمَّ زِدْهُ ثَبَاتاً قَالَ فَوَالَّذِیْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَكَأَنَّ قَلْبِیْ حَجَراً ثَبَاتاً فِی الدِّیْنِ وَ بَصِیْرَةٍ بِالْحَقِّ.

میں نے کہا۔ ''لبیک'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بہتر ہے یا وہ بہتر تھا جس کا حنین کے دن تو نے ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے ارادے کو پورا نہ کیا۔ میں جلدی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور کہا۔ ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ ''مولا! اسے ثابت قدمی عطا فرما۔'' حضرت نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ دین پر استقامت اور حق کی بصیرت کے لحاظ سے میرا دِل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت قباث رضی اللہ عنہ کے دِل کی بات بتانا:

﴿147﴾......امام بیہقی نے امام واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت قباث بن

اشیم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں غزوۂ بدر میں موجود تھا۔ میں نے محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھا وہ مجھے قلیل نظر آئے لیکن ہمارے پاس افرادی قوت بھی زیادہ اور ساز و سامان کی بھی کثرت تھی۔ اس کے

باوجود قریش مکہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ میں مشرکین کے ہر فرد کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ میں نے دل میں کہا۔ میں نے ساری زندگی اتنا عجیب معاملہ (اس طرح کی شکست) نہیں دیکھا۔ ہم عورتوں کی طرح میدانِ بدر سے بھاگ رہے تھے۔ غزوۂ خندق کے بعد میرے دِل میں اسلام کی محبت جاگزین ہوگئی۔ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔

فَقَالَ لِیْ یَا قُبَاثُ أَنْتَ الْقَائِلُ یَوْمَ بَدْرٍ مَا رَأَیْتُ مِثْلَ هٰذَا الْأَمْرِ فَرَّمِنْهُ اِلَّا النِّسَاءُ فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے قباث! کیا تو نے غزوۂ بدر کے دِن یہ نہیں کہا تھا کہ عوتوں کی طرح بھاگنے کا منظر میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میں نے یہ بات کسی شخص سے نہیں کی تھی اور نہ ہی یہ بات میرے منہ سے نکلی یہ بات تو صرف میرے دِل میں پیدا ہوئی تھی۔ اگر آپ ﷺ نبی نہ ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو اس پر مطلع نہ فرماتا۔ آپ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ میں نے اسلام قبول کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ فتوح الشام ج ۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت معاویہ اللیثی رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر:

﴿148﴾ ...... امام بیہقی نے علاء بن محمد الثقفی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ سورج بڑی آب و تاب سے طلوع ہوا اس سے پہلے ہم نے سورج کی تابناکیاں اتنی زیادہ نہیں دیکھی تھیں۔ حضرت جبرائیل امین بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ اے جبرائیل!

آج سورج بڑی آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا ہے۔ میں نے اس سے قبل اس کے نور کو اس طرح نہیں دیکھا۔ انہوں نے عرض کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج حضرت معاویہ ابن اللیثی مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ کو بھیجا ہے۔ وہ ان کی نمازِ جنازہ ادا کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ انہیں یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ صبح و شام، اُٹھتے بیٹھتے اور چلتے ہوئے سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔ اگر آپ ﷺ ان کی نمازِ جنازہ ادا کرنا چاہیں تو میں آپ کے لیے زمین کو سمیٹ دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور پھر یہ خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۶۱ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## وفد عبدالقیس کے بارے میں خبر دینا:

﴿149﴾...... ابن سعد نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے اُفق کی طرف دیکھا اور فرمایا مشرق کی سمت سے تمہارے پاس ایک ایسا قافلہ آرہا ہے جس نے کسی مجبوری کی بناء پر اسلام قبول نہیں کیا۔ اُنہوں نے اپنے جانوروں کو کمزور کر دیا ہے، ان کا سامان ختم ہو چکا ہے اور ان کے امیر کی ایک خاص نشانی ہے۔ اے مولا! عبدالقیس کے وفد کو معاف فرما۔ وہ میرے پاس مال کا مطالبہ کرنے کے لیے نہیں آ رہے۔ وہ اہل مشرق سے بہترین ہیں۔ صبح کو بیس افراد کا قافلہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عوف اشج ان کے امیر تھے۔ اس وقت حضور نبی محترم ﷺ مسجد میں نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اس کارواں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے عبداللہ بن عوف کون ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں ہی ابن عوف ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عوف خوبرو نہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا! مردوں کی کھال میں پانی نہیں بھرا جاتا۔ انسان میں صرف دو چیزیں لازمی ہوتی ہیں۔

(1) اس کا دل (2) اس کی زبان

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی خصلتیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حلم اور وقار ہیں۔ اُنہوں نے عرض کی کیا یہ خصلتیں فطری ہیں یا بعد میں پیدا کی گئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری دونوں خصلتیں فطرتی ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## کھجوروں کی اقسام:

﴿150﴾...... حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا وفد بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا تمہارے ہاں کئی اقسام کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جن کا تم نے فلاں فلاں نام رکھا ہوا ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تمام کھجوروں کے رنگ بھی بیان فرمائے۔ اس قوم کے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم اگر سرزمین ہجر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوتی تو پھر بھی آپ ان کھجوروں کے متعلق اتنا ہی جانتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے تم یہاں بیٹھے ہو تمہاری زمین کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ میں نے اس زمین کے تمام نشیب و فراز کو دیکھا ہے۔ البرنی تمہاری عمدہ ترین کھجور ہے جو ہر بیماری کو ختم کر دیتی ہے لیکن اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## پنڈلی کا زخم:

﴿151﴾...... امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا۔ وہ کہتا تھا کہ اشج نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہماری زمین کی آب و ہوا ثقیل اور مضرصحت ہے۔ اگر ہم شراب نہ پئیں تو ہمارے رنگ تبدیل ہو جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں کچھ شراب پینے کی اجازت

مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے چلو کا اشارہ کیا۔

فَقَالَ ﷺ یَا اَشَجُّ اِنْ رَخَّصْتُ لَکَ فِیْ مِثْلِ ھٰذِهٖ وَ قَالَ بِکَفِّهٖ ھٰکَذَا شَرِبْتَ فِیْ مِثْلِ ھٰذِهٖ وَ فَرَّجَ بِیَدَیْهِ وَ بَسَطَھُمَا یَعْنِیْ اَعْظَمَ مِنْهُ حَتّٰی اِذَا ثَمِلَ اَحَدُکُمْ مِنْ شَرَابِهٖ قَامَ اِلٰی ابْنِ عَمِّهٖ فَھَذَرَ سَاقَهٗ بِالسَّیْفِ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں چلو بھر شراب پینے کی اجازت دے دُوں تو پھر تم اتنی زیادہ شراب پینا شروع کر دو گے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا اور انہیں پھیلا دیا۔ حتیٰ کہ تم میں سے کوئی ایک نشے میں لت پت ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جائے گا اور اس کی پنڈلی کو تلوار سے زخمی کر دے گا۔ اس وقت میں ایک شخص موجود تھا، اس کا نام حارث تھا۔ ایک شخص نے شراب پی کر اس کی پنڈلی کو زخمی کر دیا تھا۔ حضور ﷺ کا مذکورہ بالا فرمان سن کر اس نے اپنی پنڈلی کو ڈھانپ دیا تا کہ اس کا وہ زخم نظر نہ آئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے اس کو ظاہر کر دیا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۷: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) جو شراب انگور سے بنتی ہے اس کا قطرہ قطرہ پینا حرام ہے۔ اس کی خرید و فروخت کرنا بھی حرام ہے۔

انگوری شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ جو لوگ دوا کا بہانہ لگا کر اپنے نفس کی تمنا پوری کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری ذات کی قسم! میرے بندوں میں سے جس نے شراب کا ایک گھونٹ بھی پیا میں اس کو اس کے بدلے جہنمیوں کا پیپ پلاؤں گا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اور خمر کے علاوہ دوسری شرابیں مثلاً کھجور کی شراب، کیکر کی شراب وغیرہ یہ اس وقت حرام ہیں جب حد سکر کو پہنچیں یعنی ان کی اتنی مقدار لی جائے کہ نشہ آ جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس شراب کا لہو ولعب (بغیر کسی عذر کے) کے لیے ایک گھونٹ بھر پینا بھی حرام ہے اگرچہ نشہ نہ آئے۔

(2) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو مستقبل میں ہونے والے واقعہ کی خبر ہے اسی لیے فرمایا کہ اگر میں تمہیں چلو بھر شراب کی اجازت دوں تو زیادہ پینا شروع کر دو گے۔

(3) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو مختارِ کل بنایا گیا ہے۔ جس کو چاہیں شراب کی اجازت عطا فرما دیں اور جسے چاہیں منع فرما دیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب انہیں سے ہے سب انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

یعنی کون سی چیز آپ ﷺ کی ملک میں نہیں ہے؟ ہر چیز تو آپ ﷺ کی ملکیت میں داخل ہے۔ وہ چیز چیز ہی نہیں جس پر آپ کی ملکیت نہیں۔

(4) یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ماضی (گزرے ہوئے زمانے) میں ہونے والے معاملات سے بھی واقف ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ عَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ والارض ۔ ''لوگو! میں زمین وآسمان میں موجود ہر چیز کو جانتا ہوں۔''

## ایک اعرابی کے لیے جنت کی بشارت:

﴿152﴾...... ایک اعرابی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور آگ سے دُور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عدل وانصاف کی بات کیا کرو اور اپنا فالتو مال راہِ خدا میں

صرف کیا کرو۔اس اعرابی نے کہا اللہ کی قسم! ہر وقت میں عدل کی بات کہنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی میں اپنا ضرورت سے زیادہ مال کسی کو دے سکتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور سلام کیا کرو۔اس اعرابی نے کہا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس اُونٹ ہے۔اس نے کہا ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اُونٹ اور مشک کے ذریعے پانی لایا کرو اور ان لوگوں تک پانی پہنچایا کرو جن تک پانی کی رسائی ممکن نہیں۔اس سے قبل کہ تیرا اُونٹ ہلاک ہو اور تیری مشک پھٹے اللہ تعالیٰ تجھ پر جنت واجب کر دے گا۔اعرابی چلا گیا۔وہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے کام میں مشغول ہو گیا۔ابھی اس کا اُونٹ بھی نہ مرا تھا اور نہ ہی اس کی مشک کا کوئی نقصان ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا رُتبہ دے دیا۔(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۶ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

امام منذری کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔سوائے کدیر تابعی کے یہ حدیث مرسل ہے۔(اس کی سند سے صحابی ساقط ہے) حضرت علامہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو متصل ہے۔

## اُونٹنی کی موجودگی کی اطلاع:

﴿153﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے۔جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اتنی شدید آندھی آئی قریب تھا کہ پورا کارواں ریت میں دفن ہو جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کی خبر لے کر آئی ہے۔جب ہم مدینہ پہنچے تو منافقین کا ایک سردار جہنم واصل ہو چکا تھا۔اس کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔دن کے آخری حصے میں ہوا تھم گئی۔لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا۔حضور ﷺ کی اُونٹنی دُوسرے اُونٹوں کے ساتھ نہ تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سواری کی جستجو شروع کی۔ایک منافق نے انصاری کی محفل میں کہا۔محمد (ﷺ) اس اُونٹنی سے عظیم خبریں تو ہمیں

بیان کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ نہیں بتا دیتا کہ ان کی اُونٹنی کہاں ہے۔ یہ بات کر کے وہ منافق بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُنَافِقُ یَسْمَعُ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ شَمِتَ اِنْ ضَلَّتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ اَفَلَا یُحَدِّثُهُ اللّٰهُ بِمَکَانِ نَاقَتِهٖ وَ اِنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَنِیْ بِمَکَانِهَا وَ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ هِیَ فِی الشِّعْبِ الْمُقَابِلِ لَکُمْ وَ قَدْ تَعَلَّقَ زَمَامُهَا بِشَجَرَةٍ ۔

اس نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ ایک منافق طعنہ دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی گم ہوگئی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ نہیں بتا سکتا کہ ان کی اُونٹنی کہاں ہے۔ اللہ رب العزت عزوجل نے مجھے اس کے مقام سے آگاہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر بذاتِ خود غیب نہیں جان سکتا۔ میری اُونٹنی اس گھاٹی میں ہے جو تمہارے سامنے ہے اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ معلق ہوگئی ہے۔

صحابہ کرام اس اُونٹنی کی طرف گئے اور اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کر دیا۔ وہ منافق دوڑتا ہوا اس گروہ کے پاس آیا جس کے سامنے اس نے یہ بات کی تھی۔ وہ لوگ ابھی تک اپنی جگہ پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک بھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تھا۔ منافق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی محمد (ﷺ) کے پاس گیا ہے اور اس نے وہاں گفتگو بتائی ہے جو میں نے کچھ دیر پہلے یہاں کی تھی۔ لوگوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! نہیں ہم تو ابھی تک یہاں ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ منافق نے کہا میں حضور ﷺ سے سن کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ میری ہی بات کو بیان فرما رہے تھے۔ اس سے قبل میں آپ ﷺ کی نبوت میں شک کرتا تھا۔ اب گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

(شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۳ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۳ ۳ بیروت : دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴ ص ۵۹۔۶۰ : خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۹۱ بیروت :)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ رسول اکرم، نبی مکرم، شاہِ بنی آدم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آج کے ماڈرن منافقین سے بچائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

یعنی سرِ عام لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں مسلمان نہیں ہوں۔ چوری اور اُوپر سے سینہ زوری۔ ارے ہاں تو مسلمان نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ زمانہ مصطفویٰ میں ایک شخص کاتب وحی تھا اور ساتھ ہی ساتھ منافقوں کا سردار بھی تھا۔ ایک مرتبہ اس نے رسولِ اعظم، نبی مکرم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: محمد ﷺ کو صرف اتنی ہی خبر ہے جس قدر قرآن میں موجود ہے اس کے علاوہ آپ (معاذ اللہ) کچھ نہیں جانتے تو رسولِ اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے یہ الفاظ نکلے کہ اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے اور تجھے زمین قبول نہ کرے۔ عہدِ رسالت گزرنے کے بعد جب وہ فوت ہوا اور لوگوں نے اس کو دفن کرنا چاہا مگر وہ اس کو دفن نہ کر سکے۔ پھر اُنہوں نے دُوسری جگہ گڑھا کھود کر اس منافق کو اس میں ڈال دیا اور جلدی جلدی مٹی ڈالنا شروع کر دی ابھی تھوڑی دیر بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ زمین نے اسے اُٹھا کر باہر مارا۔ پھر لوگوں نے اُسے اسی طرح ہی بلا گور و کفن چھوڑ دیا۔ ایک صحابی کا وہاں سے گزر ہوا اور دیکھا کہ ایک مردہ قبر سے باہر پڑا ہے۔ اس صحابی نے وہاں کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور رقت انگیز بیان کے بعد فرمایا اے لوگو! کیا تم اپنے مردوں کو دفن نہیں کرتے۔ اُنہوں نے آپ کو سارا واقعہ بیان کر دیا۔ جب آپ نے غور سے اس مرد کو دیکھا تو وہی کاتب وحی تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے زمین قبول نہ کرے اسی وقت آپ کی زبان سے جاری ہو گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آج بھی منافق اسی طرح مرتے ہیں:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

## آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے دِل میں پیدا ہونے والے سوال بتا دیئے:

﴿154﴾......امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں مسجد خیف میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دو شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے انصاری اور دُوسرا ثقفی تھا۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔

قَالَ اِنْ شِئْتُمَا اُخْبِرُكُمَا بِمَا تَسْأَلَانِیْ عَنْهُ وَ اِنْ شِئْتُمَا اَنْ اَسْكُتَ وَ تَسْأَلَانِیْ قَالَا اَخْبِرْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَزْدَدْ اِیْمَاناً فَقَالَ ﷺ لِلثَّقَفِیْ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ صَلَاتِكَ بِاللَّیْلِ وَ عَنْ رَكُوْعِكَ وَ سُجُوْدِكَ وَ عَنْ صِیَامِكَ وَ عَنْ غُسْلِكَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَ قَالَ لِلْاَنْصَارِیْ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ خُرُوْجِكَ مِنْ بَیْتِكَ تَؤُمُّ الْبَیْتَ الْعَتِیْقَ مَالَكَ فِیْهِ وَ عَنْ وُقُوْفِكَ بِعَرْفَاتٍ وَ حَلْقِكَ رَأْسَكَ وَ طَوَافِكَ بِالْبَیْتِ وَ رَمْیِكَ الْجِمَارَ قَالَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اَنَّهُ لِلَّذِیْ جِئْنَا نَسْأَلُكَ عَنْهُ ۔

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ میں خاموش رہوں تو پھر اپنا اپنا سوال کرو۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ خود ہی بیان فرمائیں اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا۔ حضور نبی محتشم ﷺ نے ثقفی سے کہا تو رات کے وقت ادائیگی نماز، اپنے رکوع اور سجدے، روزے اور غسل جنابت کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ آپ ﷺ نے انصاری کو مخاطب کر کے کہا۔ تو اپنے گھر سے نکلنے، بیت اللہ میں قیام کرنے، حج کے واجبات، عرفات میں ٹھہرنے، سر کو منڈوانے، بیت اللہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے

متعلق پوچھنے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم یہی پوچھنے آئے تھے۔ اس قسم کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی گئی ہے۔

(انوار المحمدیہ ص ۳۱۵: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۱ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ کی خفیہ سازش کا علم:

﴿155﴾......امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت ﷺ سے طائف جانے کی اجازت طلب کی تاکہ وہ اہل طائف سے بات چیت کریں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت مرحمت فرما دے۔ حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ طائف گئے۔ انہوں نے اہل طائف سے کہا تم اپنے مقام پر برقرار رہو اللہ کی قسم! ہم غلاموں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر بتاتا ہوں کہ اگر کوئی حادثہ ظہور پذیر ہوا تو اہل عرب دوبارہ عزت و شرافت حاصل کر لیں گے۔ تم اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ اپنے ہاتھ کبھی ان کے ہاتھوں میں نہ دینا۔ کہیں وہ تعداد میں تم سے زیادہ نہ ہو جائیں ورنہ وہ ان درختوں کو بھی کاٹ کر رکھ دیں گے۔

یہ پیغام دے کر وہ واپس مکہ معظمہ آ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا تو نے اہل طائف کو کیا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کی میں نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی، انہیں اسلام قبول کرنے کے لیے کہا، انہیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی طرف ان کی راہنمائی کی۔

قَالَ كَذَبْتَ بَلْ قُلْتَ لَهُمْ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ ۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو نے انہیں یہ کہا ہے۔ ابن حصن نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں بارگاہِ

ایزدی میں سچی توبہ کرتا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## غزوۂ بدر کے مقتولین کی جگہ کی نشاندہی:

﴿156﴾......صحیح مسلم میں ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ یَوْمَ بَدْرٍ قَبْلَ قِتَالِ الْمُشْرِکِیْنَ وَ قَالَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَ وَضَعَ یَدَهُ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَ وَضَعَ یَدَهُ عَلَیْهَا وَ ذَکَرَهُمْ وَاحِداً وَاحِداً مُشِیْراً اِلٰی مَصَارِعِهِمْ فَصُرِعُوْا کَذٰلِكَ مَا تَجَاوَزَ اَحَدٌ مِنْهُمْ مَوْضِعَهُ الَّذِیْ اَشَارَ اِلَیْهِ ﷺ.

غزوۂ بدر کے دن مشرکین سے نبرد آزما ہونے سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اس جگہ پر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ فلاں کا مقتل ہے۔ اس جگہ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے تمام مقتولین بدر کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرمائی۔ کسی ایک مشرک نے بھی قتل ہونے میں اس جگہ سے تجاوز نہ کیا جس کی طرف نبی محترم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## ابوجہل کی موت کی خبر:

﴿157﴾......ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا محمد (مصطفیٰ ﷺ) کہتے ہیں کہ اگر تم نے میری پیروی نہ کی تو پھر میں تمہارے لیے موت کا پیغام ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ اے ابوجہل! تیرے لیے بھی میں موت کا قاصد ہوں۔ جب حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن ابوجہل کو مرا ہوا دیکھا تو عرض

کی اے میرے مولا! تو نے میرے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا فرمادیا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اے ابوجہل عنقریب تو زیادہ روئے گا اور کم ہنسے گا:

﴿158﴾ ...... امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ابوسفیان اور ابوجہل کے پاس سے گزرے۔ وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے کہا اے بنی عبد مناف! یہ تمہارے نبی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے تو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ کوئی نبی ہم میں سے ہو۔ ابوجہل نے کہا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمام بزرگوں میں سے ایک نوجوان نبی بن کر ظاہر ہو۔ حضور ﷺ ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے ابوسفیان! تو نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تو نے قبیلہ کی حمایت کا سہارا لیا ہے۔

وَ اَمَّا اَنْتَ یَا اَبَا الْحَکَمِ فَوَاللّٰہِ لَتَضْحَکَنَّ قَلِیْلاً وَّ لَتَبْکِیَنَّ کَثِیْراً ۔

لیکن اے ابوالحکم! تو بہت کم ہنسے گا اور بہت زیادہ روئے گا۔ ابوجہل نے کہا اے میرے بھتیجے! آپ ﷺ اپنی نبوت سے مجھے کتنی بری خبر سنا رہے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۲۵: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## اُمیہ کی موت کی خبر:

﴿159﴾ ...... امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ گئے اور اُمیہ بن خلف بن صفوان کے ہاں بطورِ مہمان ٹھہرے۔ اُمیہ بھی جب شام کا سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ ٹھہرتا تو ان کے ہاں ہی قیام کرتا تھا۔ اُمیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا انتظار کرو۔ دوپہر کے وقت طواف کر لینا کیونکہ اس وقت لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور حرم کعبہ میں رش نہیں ہوتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ طواف کعبہ میں مشغول تھے

کہ ابوجہل ان کے پاس آیا اور پوچھا یہ طواف کرنے والا کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابوجہل نے کہا تم کتنے امن سے طوافِ کعبہ کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ وہ دونوں آپس میں تلخ کلامی کرنے لگے۔ اُمیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اے سعد! ابوالحکم سے اپنی آواز بلند نہ کر وہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے کہا اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے طوافِ کعبہ سے منع کر دیا تو میں تمہارے لیے شاہراہ شام کو بند کر دوں گا۔ اُمیہ برابر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پرسکون کرتا رہا، انہیں آواز بلند نہ کرنے کے لیے کہتا رہا لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ آتش پا رہے۔ اُنہوں نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ تمہیں جہنم واصل کر دیں گے۔ اُمیہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، اللہ کی قسم! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بولا کرتے۔

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وسلم یَزْعَمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ قَالَ اِیَّایَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا یَكْذِبُ مُحَمَّدٌ فَكَانَ یُحَدِّثُ فَرَجَعَ اِلَی امْرَأَتِهٖ فَقَالَ مَا تَعْلَمِیْنَ مَا قَالَ أَخِیَ الْیَثْرِبِیْ قَالَتْ وَ مَا قَالَ قَالَ زَعَمَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّداً یَزْعَمُ اَنَّهٗ قَاتِلِیْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا یَكْذِبُ مُحَمَّدٌ ۔

یہ تمام گفتگو سننے کے بعد اُمیہ اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کیا تو جانتی ہے کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے؟ اس کی بیوی نے کہا نہیں میں نہیں جانتی، اس نے کیا کہا ہے۔ اُمیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اُمیہ کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

جب مشرکین مکہ بدر کی لڑائی کے لیے نکلے تو اُمیہ کی بیوی نے اس سے کہا کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے تمہیں بتائی تھی۔ اُمیہ نے کہا میں اس جنگ میں ہرگز شرکت نہیں کروں گا۔ ابوجہل نے اُمیہ سے کہا تو اس وادی کا سردار ہے۔ ایک دو دِن تک ہمارے ساتھ چلو پھر واپس چلے آنا۔ اُمیہ مشرکین کے ساتھ روانہ ہو گیا اور پھر قتل ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر بھی آپ ﷺ کو سچا مانتے تھے۔ مگر بغض وعناد اور انا پرستی کی وجہ سے قبولِ اسلام سے کتراتے تھے۔ یہ اسلام قبول کرتے بھی کیسے کہ جس کے دِل میں بغض رسول ہو وہ اسلام جیسی عظیم نعمت کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی ختم اللّٰہ علی قلوبھم فرما کر ان کے دِلوں پر مہر ثابت فرما دی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مومن اُن کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر اُن سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا
وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جو رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھتا ہے یا تو وہ کافر ہے یا کافر ہو کر مرے گا۔ آج کے جدید منافقین بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## عقبہ بن معیط کی موت کی خبر:

﴿160﴾...... ابو نعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے حضور ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لائے گا میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد اس کا دوست (ابی بن خلف) اس سے ملا۔ ایمان لانے کی وجہ سے اس نے ابن ابی معیط کو ملامت کی۔ ابن ابی معیط نے کہا میری طرف سے قریش کے سینے کبھی صاف نہیں ہو سکتے اس کے یار نے اس سے کہا اگر تو ایک کام کرے تو ہمارے سینے تیری طرف سے صاف ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ تو محمد (ﷺ) کی محفل میں جائے اور ان کے رُخِ زیبا پر تھوکے (نعوذ باللہ منہ) اس بد بخت نے ایسا ہی کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے چہرے کو

صاف کیا۔

قَالَ اِنْ وَجَدْتُكَ خَارِجاً مِنْ جِبَالِ مَكَّةَ اَضْرِبُ عُنَقَكَ صَبْراً فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَ خَرَجَ اَصْحَابُهُ اَبٰى اَنْ يَخْرُجَ وَ قَالَ قَدْ اَوْعَدَنِىْ هٰذَا الرَّجُلُ اِنْ وَجَدَنِىْ خَارِجاً مِنْ جِبَالِ مَكَّةَ اَنْ يَضْرِبَ عُنُقِىْ ضَرباً فَقَالُوْا لَكَ جَمَلٌ اَحْمَرُ لَا يُدْرِكُ فَلَوْ كَانَتِ الْهَزِيْمَةُ طَرَتْ فَخَرَجَ مَعَهُمْ فَلَمَّا هَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ وَ حَمَلَ بِهِ جَمَلَهُ فِىْ جَدَدٍ مِنَ الْاَرْضِ فَأُخِذَ اَسِيْراً فَضَرَبَ النَّبِىُّ ﷺ عُنَقَهُ صَبْراً ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو مکہ کے پہاڑوں سے باہر نکلے گا تو میں تمہیں قتل کر دُوں گا۔ بدر کی جنگ میں شرکت کے لیے تمام مشرکین مکہ سے باہر آئے لیکن ابن ابی معیط نے مکہ سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا مجھ سے اس شخص (محمد ﷺ) نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پائیں گے تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اُونٹ ہے۔ اگر جنگ میں ہمیں شکست ہوگی تو یہ تمہیں لے کر بھاگ جائے گا۔ یہ سن کر وہ کفار مکہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب مشرکین کو شکست ہوئی تو وہ اپنے اُونٹ پر سوار ہو کر بھاگنے لگا لیکن اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی گردن کو تن سے جدا کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۴۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۶۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ عقبہ بن معیط کے بارے میں فرماتا ہے:

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ وَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَاناً خَلِيْلاً ۔

ترجمہ کنزالایمان: ”اور جس دِن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا کہ ہائے کسی طرح

سے میں نے رسول اللہ کی راہ لی ہوتی۔ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

یعنی عقبہ بن معیط جو اپنے دوست ابی بن خلف کے کہنے پر کافر ہو گیا یہ کہے گا کہ کاش میں نے ابی بن خلف کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ یہ اس طرح قیامت کے دن چلائے گا مگر اس وقت اس کی کوئی پکار سننے والا نہ ہو گا کیونکہ جو رسول اللہ ﷺ سے پھرا اس نے بڑے گھاٹے کا سودا کیا اور قیامت میں اللہ تعالیٰ اُسے جہنم کی طرف پھیر دے گا۔

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی
سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

## ابی بن خلف کے قتل کی خبر:

﴿161﴾...... امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ابی بن خلف فدیہ دے کر رہا ہوا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا ہے میں اس کو روزانہ چارہ ڈالتا ہوں۔ میں اس پر سوار ہو کر محمد (ﷺ) کو قتل کروں گا (نعوذ باللہ منہ) جب سرورِ کائنات ﷺ نے یہ سنا۔

فَقَالَ بَلْ اَنَا اَقْتُلُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَاَقْبَلَ اُبَیٌّ مُقَنَّعاً فِی الْحَدِیْدِ عَلٰی فَرَسِهِ تِلْكَ یَقُوْلُ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا مُحَمَّدٌ فَحَمَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُرِیْدُ قَتْلَهُ قَالَ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ قال سعید بن المسیب فَاعْتَرَضَ لَهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَلُّوْا طَرِیْقَهُ وَاَبْصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرْقُوَةَ اُبَیِّ بْنِ خَلْفٍ مِنْ فُرْجَةِ سَابِغَةِ الْبَیْضَةِ وَالدِّرْعِ فَطَعَنَهُ بِحَرْبَةٍ فَوَقَعَ اُبَیٌّ عَنْ فَرَسِهِ وَلَمْ یَخْرُجْ مِنْ طَعْنَتِهِ دَمٌ قَالَ سَعِیْدٌ فَكَسَرَ ضِلْعاً مِنْ اَضْلَاعِهِ۔

آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔ ابی بن خلف اپنے

گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس نے زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کی زبان پر تھا اگر محمد ﷺ نجات پا گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ ابی حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آپ ﷺ پر حملہ آور ہوا، سعید بن مسیب کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درمیان میں آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو آنے دو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ حضور اکرم ﷺ نے زرہ کے سوراخ میں دیکھا۔ آپ ﷺ کو اس کی ہنسلی کی ہڈی نظر آئی۔ آپ ﷺ نے اس ہڈی پر ہی وار کیا جس کی وجہ سے ابی گھوڑے سے نیچے گر گیا لیکن اس کے زخم سے خون نہ نکلا۔ اس کے ساتھی اسے اُٹھا کر لے آئے۔ وہ بیل کی آواز نکال رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تم اتنی آہ و بکا کیوں کر رہے ہو حالانکہ تمہیں صرف ایک خراش آئی ہے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کا یہ قول اپنے ساتھیوں کو سنایا میں ابی کو قتل کروں گا۔ ابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو چوٹ مجھے لگی ہے اگر وہ اہل ذی المجاز کو لگتی تو وہ تمام اس وقت مر جاتے۔ ابی مکہ آنے سے پہلے راستہ ہی میں جہنم واصل ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۶۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## معاہدہ دیمک کھا گئی:

﴿162﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو بڑی تکالیف دیں۔ اُنہوں نے مسلمانوں کو اتنا تنگ کیا کہ مسلمان نجاشی کی طرف ہجرت کر گئے۔ نجاشی نے مسلمانوں کی عزت و اکرام میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ قریش مکہ نے مشاورت کی کہ حضور اکرم ﷺ کو سرعام شہید کر دیا جائے۔ جب ابو طالب کو علم ہوا تو اُنہوں نے بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کو لے کر شعب ابی طالب میں چلے جائیں اور مشرکین سے ان کا دفاع کریں۔ قبیلہ بنی عبد المطلب کے مومنین اور کافرین حضور ﷺ کے دفاع کے لئے ڈٹ گئے۔ جب قریش کو علم ہوا کہ بنی

عبد المطلب ہر حالت میں نبی محترم ﷺ کا دفاع کریں گے تو انہوں نے ایک میٹنگ کی جس میں اُنہوں نے یہ طے کیا کہ وہ نہ تو بنی عبد المطلب کے ساتھ مل کر بیٹھیں گے، نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے اور نہ ہی ان کے گھروں میں داخل ہوں گے، یہاں تک کہ وہ رسول اکرم ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔ اُنہوں نے ایک عہد نامہ لکھا جس میں لکھا تھا کہ وہ بنی ہاشم کے ساتھ کبھی بھی صلح نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ وہ نبی مکرم ﷺ کو قتل کے لیے ان کے سپرد نہ کر دیں۔ بنو ہاشم شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رہے۔ ان پر رنج والم کے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ وہ بازار جانے سے روک دیئے گئے۔ مکہ معظمہ میں جو بھی کھانا یا غلہ وغیرہ آتا قریش مکہ جلدی سے جا کر اسے خرید لیتے۔ جب اس قطع تعلقی کو تین سال گزر گئے تو بنی عبد مناف اور بنی قصی کے کچھ افراد نے ایک دُوسرے کو ملامت کی انہوں نے کہا انہیں بنو ہاشم کی خواتین نے ہی جنم دیا ہے لیکن وہ انہیں سے قطع تعلقی کر رہے ہیں۔ انہی کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے اس رات اس مکر و فریب کے معاہدہ کو ختم کرنے پر اتفاق کیا اور اس سے بری ہونے کا اعلان کیا۔

وَ بَعَثَ اللّٰهُ عَلٰى صَحِيْفَتِهِمُ الْأَرَضَةَ فَلَحَسَتْ كُلَّ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ عَهْدٍ وَ مِيْثَاقٍ وَ كَانَتْ مُعَلَّقَةً فِيْ سَقْفِ الْبَيْتِ فَلَمْ تَتْرُكْ اِسْماً لِلّٰهِ فِيْهَا اِلَّا لَحَسَتْهُ وَ بَقِيَ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ شِرْكٍ أَوْ ظُلْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ وَاطَّلَعَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ بِصَحِيْفَتِهِمْ فَذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ أَبُوْ طَالِبٍ لَا وَالثَّوَاقِبِ مَا كَذَبْتَنِيْ ۔

اللہ رب العزت نے ان کی اس دستاویز کو ختم کرنے کے لیے دیمک کو بھیجا۔ وہ دستاویز خانہ کعبہ میں معلق تھی۔ دیمک اس عہد و میثاق کی تمام شقوں کو چٹ کر گئی۔ اس دستاویز میں اللہ تعالیٰ کے اسماء بھی دیمک کھا گئی۔ صرف وہ شرائط باقی رہیں جن میں شرک، ظلم یا قطع رحمی کا تذکرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر اپنے رسول مکرم ﷺ کو دی۔ حضور ﷺ نے یہ بات ابو طالب کو بتائی۔

ابوطالب نے کہا مجھے تاباں ستاروں کی قسم! آپ ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ بنی عبدالمطلب کے جوانوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جب وہ مسجد حرام میں آئے تو وہاں قریش مکہ کی محفلیں جمی ہوئی تھیں۔ جب اُنہوں نے ابوطالب اور نوجوانوں کو آتے ہوئے دیکھا تو انہیں عجیب لگا۔ اُنہوں نے گمان کیا کہ بنوہاشم مصائب کی شدت سے گھبرا گئے ہیں۔ اب وہ نبی مکرم (ﷺ) کو ہمارے حوالے کرنے آئے ہیں۔

ابوطالب نے کہا ہم تمہارے پاس ایک خبر لے کر آئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ میرے بھتیجے (ﷺ) نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عہد نامے سے برأت کا اظہار کیا ہے اس لیے اس دستاویز پر اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء محو ہو گئے اور تمام شقوں کو دیمک کھا گئی ہے۔ اب اس پر تمہارا مکروفریب باقی ہے۔ اس پر تمہاری قطع رحمی اور تمہارے ظلم وستم کی داستان باقی رہ گئی ہے۔

فَوَاللّٰهِ لَا يُسَلِّمُ أَبَدًا حَتّٰى تَمُوْتَ مِنْ عِنْدِ آخِرِنَا وَ اِنْ كَانَ الَّذِىْ قَالَهُ بَاطِلًا دَفَعْنَاهُ اِلَيْكُمْ فَقَتَلْتُمْ اَوْ اِسْتَحْيَيْتُمْ قَالُوْا قَدْ رَضِيْنَا بِالَّذِىْ تَقُوْلُ فَفَتَحُوْا الصَّحِيْفَةَ فَوَجَدُوْا الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ قَدْ أَخْبَرَهَا ۔

اگر میرے بھتیجے (ﷺ) کا قول سچا ہوا تو پھر انہیں ہم تمہارے حوالے کبھی نہیں کریں گے۔ ہم ان کی حفاظت کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے لیکن اگر ان کا فرمان سچ نہ ہوا تو ہم انہیں تمہارے سپرد کر دیں گے۔ پھر تمہاری مرضی خواہ انہیں قتل کرو یا زندہ رکھو۔ قریش مکہ نے کہا ہم آپ کی اس رائے سے متفق ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد نامہ کو کھولا تو اسے اسی طرح پایا جس طرح صادق ومصدوق نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔

جب قریش نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ تو تمہارے ساتھی کا جادو ہے۔ یہ بکواس سن کر نوجوانانِ بنی عبدالمطلب نے کہا جھوٹ اور جادو تو ہمارے مخالفین کا

شیوہ ہے۔ یہ قطع رحمی جس پر تم جمع ہوئے ہو یہ ظلم اور جادو کے قریب تر ہے۔ اگر تم جادو پر اتفاق نہ کرتے تو پھر تمہارا یہ عہد نامہ اس طرح ضائع نہ ہوتا۔ جبکہ یہ تمہارے ہی پاس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے اپنے تمام ناموں کو مٹا دیا ہے اور تمہارے ظلم اور تعدی کو باقی رکھا ہے۔

کیا جادوگر ہم ہیں یا تم اس وقت عبد مناف اور بنی قصی کے کچھ افراد نے کہا ہم اس عہد نامے سے بری ہیں۔ اس وقت حضور نبی مکرم ﷺ اور آپ ﷺ کا قبیلہ اس گھاٹی سے باہر نکل آیا اور معاشی اور معاشرتی زندگی حسب معمول گزارنے لگے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۱۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## عجمی اقوام سے جنگ کی خبر:

﴿163﴾ ...... امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزاً وَكِرْمَانَ قَوْماً مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْأُنُوْفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ وَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْماً نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوزا اور کرمان سے جنگ نہیں کرو گے۔ خوزا اور کرمان کا تعلق عجمی اقوام سے ہوگا۔ ان کے چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے، ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے معرکہ آزمانہ ہو جاؤ گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ! ...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## غزوۂ ہند کی خبر:

﴿164﴾......امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَ الْهِنْدِ

وہ فرماتے ہیں کہ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ غزوۂ ہند کا وعدہ کیا تھا۔

ابن سعد اور حاکم نے ذومخبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ عنقریب تم اہل روم کے ساتھ صلح کرو گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۷۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد رسالت میں ہندوستان کے ساتھ جنگ کی خبر دی۔ اس وقت ہند کو معدنیات وذخائر کے اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ہند سے آگاہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی حجاج بن یوسف کے دور میں پوری ہوگئی۔ جب محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ پر حملہ کیا اس وقت سند ہند میں شامل تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

## ملک شام کی جاگیر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے نام:

﴿165﴾......ابن سعد نے سعد بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰن بن عوف اَقْطَعَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَرْضاً بِالشَّامِ یُقَالُ لَهَا السَّبِیْلُ فَتُوُفِّیَ وَ لَمْ یَكْتُبْ لِیْ بِهَا كِتَاباً وَ اِنَّمَا قَالَ لِیْ اِذَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْنَا الشَّامَ فَهِیَ لَكَ .

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سرزمین شام پر ایک جاگیر عطا فرمائی۔ اس کو سبیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم وصال میرے لئے کوئی تحریر نہ لکھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم کو ملک شام فتح کرنے کی توفیق دے گا وہ جاگیر تمہاری ہی ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج۲ص۱۸۵بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص۱۷ ۳بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک میں ملک شام کی فتح کی بشارت دی گئی ہے جو کہ ایک غیبی خبر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سبیل نامی جگہ کی ملکیت کی بھی خبر دی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں دو غیبی خبروں سے نوازا جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔ بعد ازاں وہ دِن بھی آیا جب ملک شام کو فتح کرلیا گیا اور وہ سبیل نامی جگہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ملکیت میں دے دی گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ پورا ہوگیا۔

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

## ملک مصر کی فتح کی خبر:

﴿166﴾......امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضاً یُذْکَرُ فِیْھَا الْقِیْرَاطُ ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم ایک ایسی زمین کو فتح کروگے جہاں قیراط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(مصر) تم وہاں کے رہائشیوں کے ساتھ امن وآشتی سے پیش آنا کیونکہ وہ رحم اور نرمی

کے مستحق ہیں۔تم وہاں ایسے افراد دیکھو جو ایک اینٹ بھر زمین پر لڑ رہے ہوں تو وہاں سے نکل جانا۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کے پاس سے گزرے وہ ایک اینٹ بھر زمین پر لڑ رہے تھے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی وقت سرزمین مصر سے نکل گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۷۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## ملک شام، فارس اور یمن کی فتح کی خبر:

﴿167﴾......ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں غزوۂ خندق میں خندق کو کھودتے ہوئے ہمیں ایک ایسی چٹان سے سامنا ہوا جس پر کدال کوئی اثر نہ کرتے تھے۔ہم نے اس کی شکایت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لی اور بسم اللہ پڑھ کر اس چٹان پر کدال ماری۔چٹان کا ایک تہائی حصہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔اس سے ایک ایسا نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کا درمیانی علاقہ جگمگا اُٹھا۔

فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الشَّامِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأُبْصِرُ قُصُوْرَهَا الْحُمُرَ السَّاعَةَ مِنْ مَكَانِيْ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ فَقَطَعَ ثُلُثًا آخَرَ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ مِنْ جِهَةِ فَارِسٍ أَضَاءَتْ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ فَارِسٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأُبْصِرُ قُصُوْرَ الْحِيْرَةِ وَ مَدَائِنَ كِسْرٰى كَأَنَّهَا أَنْيَابُ الْكِلَابِ مِنْ مَكَانِيْ هٰذَا وَأَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ اَنَّ أُمَّتِيْ ظَاهِرَةٌ عَلَيْهَا فَأَبْشِرُوْا بِالنَّصْرِ فَسَرَّ الْمُسْلِمُوْنَ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَقَطَعَ بَقِيَّةَ الْحَجَرِ وَ خَرَجَ نُوْرٌ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ فَأَضَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى كَأَنَّهُ مِصْبَاحٌ فِيْ جَوْفِ لَيْلٍ مُظْلِمٍ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْيَمَنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي السَّاعَةَ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں کھڑے ہو کر وہاں کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر دُوسری چوٹ لگائی جس سے اس کا دُوسرا تہائی حصہ بھی پاش پاش ہو گیا۔ اس وقت فارس کی جانب سے نور نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس کی چابیاں بھی عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ کتوں کے جبڑوں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ ان پر میری اُمت کا تسلط ہو گا تم مدد اور اعانت پر خوش ہو جاؤ۔ اس پر مسلمانوں نے مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر تیسری چوٹ لگائی۔ آپ ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس سے فرمایا "بسم اللہ" چٹان کا باقی حصہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس میں سے یمن کی جانب سے ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے میدان جگمگا اُٹھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چراغ ضوفشاں ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ اکبر" مجھے یمن کی چابیاں بخش دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس جگہ کھڑے ہو کر "صنعاء" کے دروازے کو دیکھ رہا ہوں۔ جب منافقین نے حضور اکرم ﷺ کی یہ گفتگو سنی تو اُنہوں نے آپس میں بکواسات کرنا شروع کر دیئے۔ انہی کی گفتگو سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۔

ترجمہ کنزالایمان: "ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔"

(الاحزاب:12)

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۷۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۷۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

اسی مفہوم کی عبارات بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں بھی روایت کی ہیں۔

جب حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی خلافت میں یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ان علاقوں کو فتح کرتے چلو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ تم نے جو علاقے بھی فتح کر لیے ہیں یا قیامت تک فتح کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی ان علاقوں کی چابیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دی ہیں۔

(1) معلوم ہوا کہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے حل کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت کی طرف رُخ کیا کرتے تھے کیونکہ انہیں ایمان و عرفان اسی دور سے ملا تھا۔ پھر وہ اس در کو کیونکر چھوڑ سکتے تھے اور وہ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ۔ کی آیت سے واقف اور کی بشارت سے آگاہ تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے معلوم ہوا کہ اپنی مشکل کشائی کے لیے اللہ والوں کے پاس جانا ہرگز شرک نہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو توحید کی شمع روشن کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ہرگز ہرگز اس طرح نہ کرتے اور ہمیں بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ کی حدیث کے ذریعے انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی اور اتباع کا حکم ہے۔ ہم نے صحابی کے طرزِ عمل کو دیکھنا ہے وہابی کے نہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ رسول\
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستارے ہیں جبکہ اہل بیت اطہار کشتی کی مثل ہیں اور سمندری سفر کے دوران راہنمائی کے لیے ستاروں اور منزل تک پہنچنے کے لیے کشتی کی ضرورت ہوتی ہے۔ الحمدللہ اہل سنت و جماعت ان دونوں کی محبت سے سرشار ہیں لہٰذا ان کا بیڑا پار ہے۔

(2) اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا سنت ہے۔ سرکارِ مدینہ نے فرمایا۔ كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ يُبْدَاْ بِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ ہر وہ عظیم الشان کام جو بسم اللہ سے شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا رہتا ہے۔ لہٰذا ہر کام سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھنی

چاہیے۔

(3) سبحان اللہ! جن کی ضرب سے نور پیدا ہوتا ہے وہ خود سراپا نور نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور بنایا اور فرمایا۔

قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔

ترجمہ: ''تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی ہے۔''

حضور ﷺ تو منبع نور اور عین نور ہیں۔ نور بھی اپنے ظہور کے لیے حضور ﷺ کا محتاج ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(4) حضور ﷺ کی نظر کا کمال دیکھئے کہ اللہ کی قسم اُٹھا کر فرما رہے ہیں کہ میں ملک شام میں موجود سرخ محلات کو یہاں کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں۔ اب بھی اگر کوئی بدبخت کہے کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تو نرا جھوٹا ہے، بدمذہب وگمراہ ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِيْ

ترجمہ: ''میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں اور شہروں کو اس طرح دیکھا ہے جیسے اپنی ہتھیلی پر رائی کے دانے کو دیکھ رہا ہوں۔''

نظر غوث کا یہ حال ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کا عالم کیا ہوگیا۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

(5) اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے علم غیب پر طعن وتشنیع کرنا

منافق کا کام ہے جبکہ مسلمان ان کی عطا فرمائی ہوئی ہر بشارت پر دِل و جان سے یقین رکھتا ہے۔

## کسریٰ کی ہلاکت کی خبر:

﴿168﴾......ابو نعیم اور امام بیہقی نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کی طرف خط لکھا تو کسریٰ نے صنعاء کے گورنر کی طرف خط لکھا۔ اس میں اس نے لکھا۔ "کیا تو اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کافی نہیں ہو سکتا جس کا ظہور تیری زمین سے ہوا ہے۔ جو مجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ کیا تو اس کے لیے کافی ہو جائے گا یا پھر مجھے اس کا بندوبست کرنا پڑے گا۔"

صنعاء کے گورنر نے ایک قاصد کو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں خط دے کر بھیجا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو پڑھا تو پندرہ دِن تک اس قاصد کو کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔

قَالَ اِذْهَبُوْا اِلٰی صَاحِبِکُمْ فَقُوْلُوْا اِنَّ رَبِّیْ قَتَلَ رَبَّكَ اللَّیْلَةَ فَانْطَلَقُوْا فَاَخْبَرُوْهُ قَالَ دَحْیَةُ ثُمَّ جَاءَ الْخَبَرُ بِاَنَّ كِسْرٰی قُتِلَ تِلْكَ اللَّیْلَةَ ۔

پھر فرمایا اپنے گورنر کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے رب نے تیرے مالک کو آج قتل کر دیا ہے۔ وہ قاصد صنعاء کے پاس واپس چلا گیا اور اپنے گورنر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں معلوم ہوا کہ کسریٰ کو اس رات قتل کر دیا گیا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۷۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صلی اللہ علیہ وسلم!...... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا:

﴿169﴾......ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کی طرف خط لکھا تو اس نے اپنے یمن کے گورنر "باذان" کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اپنے دو مضبوط شخص اس آدمی کی طرف بھیجو جو سرزمین حجاز میں ظاہر ہوا ہے تاکہ وہ اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ باذان نے دو شخص مدینہ

طیبہ بھیجے۔ ان کے ہمراہ ایک خط بھی بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس خط کو پڑھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ہیبت سے لرزہ براندام تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج چلے جاؤ کل میرے پاس آنا تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کروں گا۔ جب دوسرے دن وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صاحب کو بتا دینا کہ آج رات میرے رب نے تمہارے کسریٰ کو اس وقت قتل کر دیا جب رات کی سات گھڑیاں گزر چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اسی کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا۔ اسی نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ وہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے تمام واقعہ سنایا۔ اس کے بعد باذان اور اس کے بیٹوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۷۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ! ..... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مشرکین کے سردار کی ہلاکت کی خبر:

﴿170﴾...... امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک صحابی کو مشرکین کے ایک سردار کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسے اسلام کی طرف دعوت دیں۔

فَقَالَ الْمُشْرِكُ هٰذَا الْاِلٰهُ الَّذِیْ تَدْعُوْا اِلَیْهِ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ مِنْ فِضَّةٍ اَوْ مِنْ نُحَاسٍ فَرَجَعَ فَاَرْسَلَ اللّٰهُ صَاعِقَةً مِنَ السَّمَاءِ فَاَحْرَقَتْهُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الطَّرِیْقِ لَا یَدْرِیْ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ صَاحِبَكَ.

مشرک نے یہ پیغام حق سن کر کہا اے ساتھی! وہ بت جس کی طرف تو مجھے بلا رہا ہے وہ سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا ہے۔ وہ صحابی وہاں سے واپس آ گئے۔ اللہ رب العزت عزوجل نے آسمان سے بجلی گرائی جس نے اس مشرک کو خاکستر بنا دیا۔ حضور ﷺ کے قاصد کو اس مشرک کی ہلاکت کی کوئی خبر نہ تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مشرک کو ہلاک کر دیا ہے جس کی طرف تو پیغامِ توحید لے کر گیا تھا۔ اسی وقت یہ ارشادِ ربانی نازل ہوا:

وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ ۔ (پ13 الرعد:13)

ترجمہ کنز الایمان: ''اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۷۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے قاصد کی توہین بھی بہت سخت اور عذابِ الٰہی کا سبب ہے تو خود نبی پاک ﷺ، صاحب لولاک ﷺ کی توہین کس قدر ہلاکت کا سبب ہو گی۔ اس پر علماء متقدین اور متاخرین کا اجماع ہے کہ جس نے نبی پاک ﷺ کی تھوڑی سی بھی توہین کی وہ مرتد و کافر قرار پائے گا۔ اس کا قتل واجب ہے اگرچہ توبہ کر لے۔ آج کے ماڈرن منافقین نے نبی پاک ﷺ کی سخت بے ادبیاں کی ہیں۔ جس کے سبب اعلیٰ حضرت امامِ عشق و محبت نے ان کو کافر قرار دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## رومی ایک سیاہ فام کے سامنے کھڑے ہوں گے:

﴿171﴾...... حضرت عبداللہ ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھے۔ ہم نے وہاں تنگدستی، غربت اور مفلسی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو اللہ کی قسم! مجھے اشیاء کی قلت سے اتنا خوف نہیں جتنا اشیاء کی کثرت سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دین برقرار رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے

فارس، روم اور حمیر کی زمین کو فتح فرمائے گا۔ تم تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کی طرف، دُوسرا عراق کی طرف اور تیسرا یمن کی طرف روانہ ہوگا۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے لیکن وہ پھر بھی ناراض ہی رہے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ شام پر حملہ آور ہونے کی جرأت کون کرے گا۔ حالانکہ وہاں رُومی سکونت پذیر ہیں جو طاقت وقوت سے بھرپور ہیں۔

قَالَ وَاللّٰہِ لَیَفْتَحَنَّھَا اللّٰہُ عَلَیْکُمْ وَ لَیَسْتَخْلِفَنَّکُمْ فِیْھَا حَتّٰی تَظَلَّ الْعَصَابَۃُ الْبِیْضُ مِنْھُمْ قِیَاماً عَلَی الرُّوَیْجِلِ الْاَسْوَدِ مِنْکُمُ الْمَحْلُوْقِ مَا اَمَرَھُمْ مِنْ شَیْئٍ فَعَلُوْہُ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تم کو ان پر غلبہ وتسلط عطا فرمائے گا۔ تم ضرور ان پر خلیفہ مقرر کیے جاؤ گے۔ حتیٰ کہ وہ سفید رُومی ایک سیاہ فام کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نضیر کہتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا کہ اس حدیث کے مصداق حضرت جز بن سہیل السلمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اس وقت عجمیوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو وہ حضرت جز اور رُومیوں کی طرف دیکھتے۔ وہ ملاحظہ کرتے کہ رُومی ان کے اِرد گرد کھڑے ہیں۔ وہ نبی محترم ﷺ کی پیش گوئی پر تعجب کا اظہار کرتے۔

(1) اس سے معلوم ہوا کہ مستقبل میں ہونے والے تمام واقعات اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر آشکار فرما دیئے۔ نبی پاک ﷺ اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیبی خبروں سے نوازتے رہے۔ اب بھی اگر کوئی شقی وبد بخت حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کرے تو وہ اس کی ہٹ دھرمی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ہمارا تو عقیدہ

ہے کہ حضور ﷺ ہمارے تمام معاملات کو جانتے اور ہماری فریادوں کو سنتے ہیں اور ان کو پورا بھی فرماتے ہیں۔

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو
کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

## مقام حیرہ کی فتح کی خبر دینا:

﴿172﴾...... خزیم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْحَيْرَةُ الْبَيْضَاءُ قَدْ رُفِعَتْ لِيْ وَ هٰذِهِ الشَّهْبَاءُ بِنْتُ نَفِيْلَةِ الْأَزْدِيَةِ عَلٰى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ مُعْتَجِرَةٌ بِخِمَارٍ أَسْوَدَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ نَحْنُ دَخَلْنَا الْحَيْرَةَ فَوَجَدْتُهَا كَمَا تَصِفُ فَهِيَ لِيْ قَالَ هِيَ لَكَ ۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ''یہ حیرہ بیضاء (ملک کا نام) ہے جسے تمام حجابات اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ عورت شہباء بنت نفیلہ ہے جو ایک خچر پر سوار ہے اس نے کالا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور حیرہ کو فتح کر لیں تو ہم شہباء کو اسی کیفیت میں پائیں جس طرح آپ نے بیان کی ہے تو کیا وہ میری ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ تیری ہوگی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسیلمہ سے نبرد آزما ہوئے تو ہم حیرہ کی طرف بھی گئے۔ جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ہم شہباء ہی سے ملے۔ وہ اسی کیفیت پر تھی جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ خچر پر سوار تھی اور اس نے سیاہ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ میں پکار اُٹھا یہ وہی خاتون ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے

مجھے ہبہ فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے گواہ طلب کیا۔ میں نے حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت محمد بن بشر الانصاری رضی اللہ عنہما کو بطورِ گواہ پیش کیا۔ اُنہوں نے شہباء کو میرے حوالے کر دیا۔

شہباء کا بھائی میرے پاس آیا وہ صلح کرنے کا خواہشمند تھا اس نے کہا شہباء کو میرے ہاتھوں فروخت کرو۔ میں نے کہا میں اس کے بدلے دس سو درا ہم لوں گا اور اس رقم سے کچھ بھی نہیں کم کروں گا۔ اس نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے اور شہباء لے گیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا اگر تو شہباء کی قیمت ایک لاکھ درہم بھی بتا دیتا پھر بھی اس کا بھائی وہ رقم تجھے دے دیتا۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ دس سو سے زیادہ بھی گنتی ہوتی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۱۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## مدنی پھول:

(1) اس سے ثابت ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کی خوشحالی کے بارے میں خبر تھی اور عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی میں ہونے والی تمام فتوحات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھیں اور اپنے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی شکر رنجیوں کو بھی جانتے تھے پھر بھی آپ نے اُن کو برا بھلا نہیں کہا مگر افسوس کے آج کے بد مذہب لوگ اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں جن کی بدولت شجر اسلام پھلا پھولا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے ورنہ ان کو ہلاک فرمائے۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

(2) بعد ازاں مسلمانوں نے فارس اور رُوم کی سرزمین کی طرف رُخ کیا اور ان سب علاقوں کو فتح کر لیا جس کی خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی سرزمین پر کھڑے ہو کر دی تھی۔

## میرے بعد تم میں دُنیا کی وجہ سے رنجش پیدا ہوگی:

﴿173﴾...... ابو نعیم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اَلْفَقَرُ تَخَافُوْنَ وَاِنَّ اللّٰهَ فَاتِحٌ لَكُمْ أَرْضَ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ وَ يُصَبُّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتّٰى لَا يَزِيْغَكُمْ بَعْدِيْ اِنْ زِغْتُمْ اِلَّا هِيَ .

وہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم تنگ دستی سے خوفزدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس اور رُوم کی سرزمین کو فتح فرمانے والا ہے۔ دُنیا لونڈی بن کر تمہارے پاس آئے گی۔ میرے بعد جو تم میں رنجش پیدا ہو گی وہ صرف اور صرف دُنیا کی وجہ سے ہی ہو گی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب ﷺ!......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مشارق و مغارب کو پل میں ملاحظہ فرمانا:

﴿174﴾......امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ وَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَ اِنَّ أُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيَ مِنْهَا وَ أُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ .

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا۔ میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا جہاں تک میں نے زمین کو دیکھا ہے وہاں تک میری اُمت کی سلطنت ہو گی۔ مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے التجا کی کہ وہ عام قحط سالی سے میری اُمت کو ہلاک نہ کرے اور نہ ہی ان پر کسی ایسے دُشمن کو مسلط کرے (سوائے اس کے کہ وہ خود ایک دُوسرے کے دُشمن بن جائیں) جو ان کو نیست و نابود کر دے۔ میرے مولا نے مجھے فرمایا اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر اسے لوٹایا

نہیں جا سکتا۔ میں آپ کی اُمت کے متعلق آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کروں گا۔ نہ اِن پر ایسا دُشمن مسلط کروں گا جو ان کی نسل کو مٹا دے۔ اگر روئے زمین کے تمام لوگ بھی اکٹھے ہو جائیں پھر بھی انہیں مٹا نہ سکیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

(1) سبحان اللہ! نبی پاک ﷺ صاحب لولاک ﷺ اُمت کے کیسے عظیم خیر خواہ ہیں کہ اپنی اُمت کے لیے دُنیا و آخرت کی عافیت کے لیے دُعائیں فرما رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دِل
ایسے بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

(2) اُمت محمدیہ آج تک نبی کریم ﷺ کی دُعاؤں کی برکت سے عام قحط سالی اور ایسے جابر بادشاہ کے تسلط سے محفوظ ہے جو اس اُمت کو ختم کر دے۔

اجابت کا سہرہ عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد ﷺ
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد ﷺ
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلّم صدائے محمد ﷺ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ قیامت تک رہے گی کبھی ختم نہ ہو گی بلکہ بڑھتی ہی جائے گی اور نبی کی نعتیں پڑھتی ہی جائے گی۔

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

## تم ایسے پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ میں لٹکائے جاتے ہیں:

﴿175﴾......ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب انہوں نے اس گھر کو مزین دیکھا تو باہر بیٹھ کر رونے لگے جب ان سے اس گریہ زاری کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''دُنیا تمہارے پاس آئے گی لیکن آج تم اس وقت سے بہتر ہو۔

فَيَغْدُوْا أَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَ يَرُوْحُ فِيْ اُخْرىٰ وَ يُغْدىٰ عَلَيْكُمْ بِقَصْعَةٍ وَ يُرَاحُ عَلَيْكُمْ بِأُخْرىٰ وَ تَسْتَرُوْنَ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةَ ۔

صبح کے وقت تم اور کھانا کھاؤ گے شام کے وقت تمہیں اور کھانا پیش کیا جائے گا۔ایک شخص صبح کے وقت اور لباس پہنے گا شام کے وقت اس نے دُوسرا لباس زیب تن کیا ہوگا۔تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گریہ بار کیوں نہ ہوں جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنے گھروں میں اسی طرح پردے لٹکا لیے ہیں جس طرح بیت میں پردے لٹکائے جاتے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۷۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صلی اللہ علیہ وسلم !......صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## گھروں میں قالینوں کی آمد کی خبر:

﴿176﴾......امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ أَنّٰى قَالَ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں اس قالین کو مجھ سے دور لے جاؤ تو وہ کہتی ہے کیا رسول مکرم ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۱۸۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) آج ہر گھر میں قالین اور دروازوں پر پردوں کی آمد آمد ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس جدید دور سے بھی واقف تھے اور آپ ﷺ جانتے تھے کہ میری اُمت کن کن ایجادات سے فائدہ اُٹھائے گی۔ جہازوں اور گاڑیوں پر سفر کرے گی اور دُنیا کی ہر چیز ان کو میسر ہوگی اور یہ دُنیا کے ہو کر رہ جائیں گے۔

# ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

## بارہ خلفاء کی اطلاع:

﴿177﴾......امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِماً حَتّٰی یَکُوْنَ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً مِنْ قُرَیْشٍ ثُمَّ یَخْرُجُ کَذَّابُوْنَ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةَ

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ”یہ دین متین قائم رہے گا حتیٰ کہ قریش میں سے بارہ خلفاء ظاہر ہوں گے۔ پھر قیامت تک کذاب ظاہر ہوتے رہیں گے۔“

(مسلم شریف: خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۱۹۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر:

﴿178﴾......امام ترمذی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خِلَافَۃُ النُّبُوَّۃِ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ عَاماً ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکاً۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت تیس سال کی ہوگی پھر ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج۲ص۱۹۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶ ترمذی شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ﷺ!......صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوا دو سال، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ساڑھے دس سال، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تقریباً بارہ سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت پونے پانچ سال اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت چھ ماہ ہے۔ یہ کل عرصہ تیس سال بنتا ہے۔

## خلافت کے بعد ظلم و جبر کے دور کی خبر:

﴿179﴾......امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّکُمْ فِی النُّبُوَّۃِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ تَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ ثُمَّ تَکُوْنُ جَبْرِیَۃٌ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ چاہے گا تم نبوت میں رہو گے پھر جب اللہ چاہے گا وہ نبوت کو اُٹھا لے گا۔ وہ خلافت بھی اُٹھا لے گا پھر ظلم و جبر کا دور

دورہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس دور کا بھی خاتمہ فرمادے گا۔ پھر اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲

## مدنی پھول:

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہیں یہ حدیث سنائی گئی اور ان سے کہا گیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ جبر و تشدد کے بعد دوبارہ خلافت قائم ہوگئی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے مسرت کا اظہار کیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ علیہ وسلم !...... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

## یزید کے فساد کی خبر:

﴿180﴾...... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ مُعْتَدِلًا بِالْقِسْطِ حَتّٰی یَثْلَمَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ أُمَیَّةَ یُقَالُ لَهُ یَزِیْدُ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر عدل وانصاف پر مبنی رہے گا حتیٰ کہ بنو امیہ کا ایک شخص اس میں بگاڑ پیدا کرے گا۔ اس کا نام یزید ہوگا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲

# یزید کا تعارف

(1) اس یزید سے مراد وہی یزید بن معاویہ ہے جس نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کی اولاد پر ظلم وستم کی آندھیاں چلادیں۔ 61 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید برسر اقتدار ہوگیا جیسے ہی اسلامی سلطنت کا سربراہ بنا اس نے اسلامی قوانین واحکام کے خلاف چلنا شروع کردیا۔

## یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو 20 کوڑے:

حضرت نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں ایک روز خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا۔ یزید کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا، تو عمر بن عبدالعزیز غصہ میں لال پیلے ہو کر کہنے لگے: اے شخص! تو اسے امیر المومنین کہتا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے 20 کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص429)

نوٹ: آج بھی بدمذہب لوگ یزید کو امیر المؤمنین کے لقب سے ملقب کرتے ذرا خوفِ خدا نہیں کرتے بلکہ معاذ اللہ اس کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر اس کے لیے رحمت کی دُعائیں کرتے ہیں۔ برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل بیت سے بے باکیاں گستاخیاں
لعنۃ اللہ علیکم اے دُشمنانِ اہل بیت
بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دو اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

63 ہجری کو مدینہ پر حملہ کیا اور مدینہ کی پاکدامن عورتوں کو اپنے لشکر پر تین دن تک حلال کیا اور ان سے بدفعلیاں کیں۔

## کعبۃ اللہ کی بے حرمتی:

امام ذہبی کہتے ہیں جب یزید اہل مدینہ پر حملے سے فارغ ہوا۔ ان کے گھربار عزت و ناموس کو لوٹ لیا تو پھر مکہ پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ آخرکار 64 ہجری کو اس نے اپنا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا۔ راستے ہی میں لشکر کا سپہ سالار فوت ہو گیا۔ یزید کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے فوراً دوسرا سپہ سالار نامزد کیا۔ یزیدی لشکر نے جاتے ہی عبداللہ بن زبیر کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جہاں تک ہو سکا اس کا مقابلہ کیا پھر اس لشکر نے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے۔ ان پتھروں کے شراروں سے کعبہ شریف کے غلاف کو آگ لگ گئی۔ یہ واقعہ صفر کے مہینہ میں پیش آیا اور ماہِ صفر کے آخری دِنوں میں یزید اس دُنیا فانی سے کوچ کر گیا اور دُنیا اس کے وجود سے پاک ہو گئی۔ جبکہ اس وقت مکہ معظمہ میں یزیدی لشکر حضرت عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہ سے برسر پیکار تھا اسی دوران یزید کے انتقال کی خبر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اُنہوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے شامیو! تمہیں گمراہ کرنے والا مر گیا ہے جاؤ جا کر اس کی خبر لو۔ جب یہ خبر یزید کے لشکر میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اہل مکہ ان کے تعاقب میں گئے اور کئی لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنا لیا پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہو گئے اور ادھر شامیوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کو خلیفہ بنا دیا۔ اس وقت اس کی عمر 21 سال تھی مگر یہ ایک صالح شخص تھا۔ خلافت کے 40 دِن کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بوقت مرگ لوگ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کوئی خلیفہ ہمارے لیے مقرر کرتے جایئے تو معاویہ نے جواب دیا کہ میں اب ہرگز نہ کروں گا کیونکہ جب میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا تو پھر میں اسکی تلخی کیوں چکھوں۔ (تاریخ الخلفاء ص432)

## یزید کے خلیفہ بننے کی خبر:

﴿181﴾...... امام بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً أَضَاعُوْا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوْا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ثُمَّ يَكُوْنُ خَلَفٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يَعْدُوْ تَرَاقِيَهُمْ .

وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے لوگ مسند خلافت پر بیٹھیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے۔ خواہشات کی پیروی کریں گے، وہ جلدی ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر ایسے لوگ خلافت کی مسند پر بیٹھیں گے جو قرآن پاک کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۷۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴)

## لڑکوں کی حکومت کی خبر:

﴿182﴾...... امام احمد اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ساٹھ سال کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو۔ دُنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایسے ایسے لوگ حکمران بنیں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## یزید اور ولید کی خبر:

﴿183﴾......ابونعیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس فتنے تاریک رات کی طرح آئیں گے۔ ایک فتنہ کے ختم ہوتے ہی دُوسرا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ خورشید نبوت ماند پڑ جائے گا۔ ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔

اُمْسُكْ يَا مُعَاذُ وَ أُحْصِ فَلَمَّا بَلَغَتْ خَمْسَةَ قَالَ يَزِيْدُ لَا يُبَارِكَ اللّٰهُ فِيْ يَزِيْدَ ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ نُعِيَ اِلَيَّ حُسَيْنُ وَ اُتِيْتُ بِتُرْبَةٍ وَ أُخْبِرْتُ بِقَاتِلِهٖ فَلَمَّا بَلَغَتْ عَشْرَةَ قَالَ الْوَلِيْدُ اِسْمُ فِرْعَوْنَ هَادِمُ شَرَائِعِ الْاِسْلَامِ يَبُوْءُ بِدَمِهٖ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ .

اے معاذ ذرا ٹھہرو اور گنو! جب میں نے پانچ تک تعداد گنی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یزید'' اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نازل نہ فرمائے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ میں نے ان کی شہادت گاہ کی مٹی کو دیکھا ہے، مجھے ان کے قاتل سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ جب میں شمار کرتے کرتے دس تک پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ولید'' یہ فرعون کا نام ہے۔ یہ اسلامی شریعت کی بنیادیں منہدم کرے گا۔ اس کے گھرانے کا ایک شخص ہی اسے قتل کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مالِ غنیمت کو ذاتی مال خیال کرنے کی خبر:

﴿184﴾......امام بیہقی نے ابن موہب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس مروان آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! میری ضرورت پوری کریں، مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ میرے دس بیٹے، دس بھتیجے اور

دس بھائی ہیں۔ جب مروان وہاں سے رخصت ہوگیا۔

قَالَ مُعَاوِيَةُ يَا ابْنِ عَبَّاسٍ أَمَا تَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذْ بَلَغَ بَنُوْ الْحَكَمِ ثَلاثِيْنَ رَجُلاً اِتَّخَذُوْا مَالَ اللّٰهِ بَيْنَهُمْ دَوْلاً وَعِبَادَ اللّٰهِ خَوْلاً وَ كِتَابَ اللّٰهِ دَغْلاً فَاِذَا بَلَغُوْا تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ رَجُلاً وَ أَرْبَعَمِائَةٍ كَانَ هَلَاكُهُمْ أَسْرَعُ مِنْ لُوْكِ تَمْرَةٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا جب بنوحکم (مروان بنوحکم سے تھا) کی تعداد تیس ہو جائے گی تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے مال (غنیمت) کو ذاتی دولت سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کریں گے اور اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کو مصیبت گمان کریں گے۔ جب ان کی تعداد 499 ہو جائے تو ان کی تباہی کھجور کو چبانے سے پہلے ہو جائے گی۔ یہ گفتگو سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! حضور اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد کے بارے میں خبر:

﴿185﴾...... حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عمر بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھے۔ حکم بن ابی العاص نے درگاہِ مصطفویہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔

فَقَالَ اِئْذَنُوْا لَهُ حَيَّةٌ وَلَدُ حَيَّةٍ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ عَلَى مَنْ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ اِلَّا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مَا هُمْ يُشَرَّفُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَ يُوْضَعُوْنَ فِي الْآخِرَةِ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو وہ سانپ کا بیٹا سانپ ہے۔ اس

پر اور اس کی اولاد پر اللہ کی لعنت ہو مگر مومنین اولاد اس لعنت سے بری ہیں۔ لیکن اس کی اولاد میں سے مومن کم ہی ہوں گے۔ دُنیا میں انہیں عز و شرف نصیب ہوگا لیکن آخرت میں وہ ذلیل ہوں گے۔ مکر و فریب اور دھوکہ دہی ان کی فطرت ہوگی۔ دُنیا میں انہیں بہت کچھ عطا کیا جائے گا لیکن آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۱ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴)

## منبر نبوی ﷺ پر نکسیر پھینکنے والے کے بارے میں خبر:

﴿186﴾ ...... ابن ابی اُسامہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَرْعَفَنَّ جَبَّارٌ مِنْ جَبَابِرَةِ بَنِيْ اُمَيَّةَ عَلٰى مِنْبَرِيْ هٰذَا ۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بنو اُمیہ کے جابر حکمرانوں میں سے ایک ظالم حکمران میرے منبر پر نکسیر پھینکے گا۔ عمرو بن سعید بن العاص نے منبر رسول ﷺ پر نکسیر پھینکی تھی کہ منبر کی سیڑھیوں پر خون بہنے لگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## میری اُمت کا فرعون ولید ہوگا:

﴿187﴾ ...... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا، اُنہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے فرعونوں کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھ رہے ہو۔

سَيَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْوَلِيْدُ لَهُوَ اَشَرُّ لِاُمَّتِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ ۔

میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا اس کا نام ولید ہوگا۔ وہ میری اُمت کے لیے فرعون سے بھی زیادہ فتنہ باز ثابت ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ولید بن عبدالملک حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مصداق ہے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئی ولید بن یزید کے متعلق ہے۔

# ولید بن یزید کا تعارف

ولید بن یزید 90 ہجری میں پیدا ہوا۔ جب اس کے باپ کا انتقال ہوا تو اس وقت یہ بہت چھوٹا تھا اس وجہ سے اس نے اس کو خلیفہ بنانے کی بجائے اپنے بھائی ہشام کو خلافت کی بھاری ذمہ داری سونپ دی۔ 125 ہجری میں جب ہشام کا انتقال ہوا تو ولید بن یزید ولی عہد بن گیا اور زبردستی تخت سلطنت پر متمکن ہو گیا۔

## ولید کے کارنامے:

یہ شدید فاسق و فاجر تھا۔ اعلانیہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا، ذرا نہ ڈرتا، کثرت سے شراب پینے کا عادی اور بدکار حد سے زیادہ ممنوعات شرعیہ میں گرفتار تھا۔ اس نے حج کا ارادہ محض اس وجہ سے کیا کہ وہاں جا کر کعبۃ اللہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیوں گا۔ معتبر تاریخ کی کتب میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

اَرَادَ الْحَجَّ يَشْرَبُ فَوْقَ ظَهْرِ الْكَعْبَةِ ۔ (تاریخ الخلفاء ص 497)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ولید مے نوشی اور خوبصورت بچوں کے ساتھ بدفعلی میں بہت زیادہ مشہور تھا۔ اس نے (معاذ اللہ) قرآن کو نیزوں سے چھیدا اور قرآن کی سخت بے حرمتی کی۔

## ولید کا قتل:

اس کی رعایا کے لوگ اس کے فسق و فجور سے تنگ آ کر اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور ولید کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ولید نے اس وقت لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا لوگو! کیا میں نے

تمہارے عطیات میں اضافہ نہیں کیا۔ پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔لوگوں نے کہااے ظالم! تو نے ان چیزوں کو حلال کر دیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔تو نے محرمات سے لوگوں کے نکاح کروائے اور باری تعالیٰ کے احکام کی توہین کی ہے۔ پھر کہا ابھی بھی ہم تجھے قتل نہ کریں۔ پھر لوگ اس کے گھر کے اندر داخل ہو گئے اور اس کو ذلت و رسوائی سے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر بازار میں لایا گیا اور اسے نیزے پر بلند کر کے لٹکا دیا گیا تو اس وقت اس کے بھائی سلیمان بن یزید نے اس کے سر کو دیکھ کر کہا یہ شخص اول درجہ کا شرابی اور سخت بے شرم، بے باک تھا اور مجھے بھی اپنے جیسا بنانا چاہتا تھا۔ظالم اپنے انجام کو پہنچا۔ (تاریخ الخلفاء ص 497)

## نماز کو موخر کرنے والے امیروں کی خبر:

﴿188﴾......ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِي ﷺ اَنَّهُ قَالَ سَيَكُوْنُ اُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ اَشْيَاءَ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا فَاجْعَلُوْا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعاً ۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے امیر ہوں گے جنہیں مختلف اشیاء دُنیا میں مصروف کر دیں گی۔ وہ نماز کو وقت مقررہ سے موخر کر کے ادا کریں گے۔ جب تم ایسے امیروں سے ملو تو پھر ان کے ساتھ نفلی نماز ادا نہ کرنا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

علامہ سیوطی فرماتے ہیں: بنو امیہ کے امراء کی یہی عادت تھی۔ وہ اپنی اس خصلت کی وجہ سے مشہور تھے لیکن جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے تمام نمازوں کو بروقت ادا کیا۔

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں خبر:

﴿189﴾......ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے

ہیں کہ مجھے حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گزری۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے بطن اطہر میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ اس دُنیا میں آ جائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں نے بچے کو جنم دیا تو میں اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان دی، بائیں کان میں اقامت کہی، اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''ابوالخلفاء'' کو لے جاؤ۔ میں نے یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ اُنہوں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔

فَقَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتُكَ هٰذَا أَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُمُ السَّفَاحُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُمُ الْمَهْدِيُ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ بچہ ''ابوالخلفاء'' خلفاء کا باپ ہے حتیٰ کہ اس کی نسل سے سفاح پیدا ہوگا۔ اسی کی نسل سے مہدی پیدا ہو گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

# سفاح کا تعارف

## نام ونسب:

ان کا نام عبداللہ تھا اور یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور بنی عباس سے پہلے خلیفہ ہیں۔ سفاح کا نسب یہ ہے عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس۔ یہ 104 ہجری میں حمیمہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں کئی پیش گوئیاں عہدِ رسالت میں ہی عطا فرمائیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ عند انقطاع الزَّمَانِ و ظهور مِنَ الْفِتَنِ يُقَالُ لَهُ سِفَاحٌ فَيَكُوْنُ اعطاه المال حيثناه ۔

(تاریخ الخلفاء ص 511)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فتنوں کے ظہور اور کچھ زمانہ گزرنے کے بعد میرے اہل بیت سے ایک آدمی ہوگا جس کو سفاح کے نام سے پکارا جائے گا وہ لوگوں پر مال لوٹائے گا۔

## بیعت وخلافت:

افریقہ کے اندر جب یزید بن ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا گیا تو سفاح کے والد امام محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان کی طرف بھیجا اور اس کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ آلِ محمد ﷺ کی بیعت پر لوگوں کو راغب کرے پھر اسکے بعد ابو مسلم خراسانی کو اس کام کا حکم دے کر روانہ کیا۔ لوگوں کی بھاری تعداد بیعت پر تیار ہوگئی۔ پھر امام محمد کا انتقال ہو گیا مگر لوگ تو بیعت پر تیار ہو چکے تھے لہٰذا اُنہوں نے امام محمد کے بیٹے سفاح کے بھائی ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جب یہ خبر مروان کو پہنچی تو اس نے ابراہیم کو قتل کروا دیا تو ابراہیم کے قتل کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی سفاح کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اکثریت ان کے حکم پر لبیک کہنے والوں کی تھی۔ 132 ہجری عبداللہ سفاح خلیفہ بن گیا اور اسی طرح اقتدار بنی اُمیہ سے بنی عباس کے پاس منتقل ہو گیا۔

## سفاح کا کردار:

سفاح ویسے تو لوگوں میں بہت سخت تھا لیکن وعدے کا پکا اور سخاوت کرنے میں مشہور تھا۔ چنانچہ ایک بار عبداللہ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سفاح کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے صرف ایک لاکھ درہم کا نام ہی سنا ہے کبھی دیکھے نہیں۔ سفاح نے اسی وقت اپنے گھر سے ایک لاکھ درہم منگوائے اور انہیں ان کے سامنے رکھ دیا پھر سفاح نے سخاوت کرتے ہوئے دربانوں کو حکم دیا کہ یہ لاکھ درہم ان کے گھر میں پہنچا دیئے جائیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ سفاح کے دورِ حکومت میں مسلمانوں میں بہت زیادہ تفرقہ پڑ گیا اور ہر طرف شور شرابا شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے سفاح کے قبضے سے طاہر سے لے کر سوڈان اور اُندلس کے تمام علاقے نکل گئے۔

جب مروان کو سفاح کی بیعت وخلافت کی خبر ملی تو وہ ایک عظیم لشکر تیار کر کے لڑنے

کے لیے آیا مگر سفاح نے اس کا مقابلہ بڑی جرأت و دلیری کے ساتھ کیا۔ آخر کار مروان کو شکست ہوئی تو سفاح نے مروان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس طرح اپنے بھائی ابراہیم کا بدلہ لینے میں کامیاب و کامران ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 515)

## سفاح کا تشدد:

مؤرخین نے اس بات کو اپنی کتب میں لکھا ہے کہ سفاح بہت سخت طبیعت کا مالک تھا اور بہت جلد قتل و غارت اور خونریزی پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اس کے مقرر کردہ عاملوں کی بھی یہی حالت تھی، ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ اس نے خود بہت سے مسلمانوں کا خون بہایا۔ اس طرح سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ وہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔

(تاریخ الخلفاء ص 514)

## پیش گوئی:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری اُمت میں قائم سفاح اور منصور و مہدی پیدا ہوں گے۔ القائم کے بعد ذرا بھی خون نہیں بہے گا اور منصور کی رائے تبدیل نہ ہوگی یعنی وہ عزم کا پختہ ہوگا اور سفاح خون بہائے گا اور دولت کو رعایا پر لوٹا دے گا لیکن مہدی اپنے دورِ خلافت میں ملک کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح پہلے ملک ظلم و جفا کاری سے بھرپور تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص 517)

## سفاح کا انتقال:

سفاح نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور لوگوں نے اس کی بیعت بھی کر لی اور سفاح 136 ہجری میں چیچک میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا اور اس کے بعد خلافت کا والی اس کا بھائی منصور ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 514)

حدیث پاک میں مہدی کا بھی ذکر آیا ہے اب اس کے حالات پیش کئے جاتے ہیں۔

# مہدی کا تعارف

## نام ونسب:

ان کا نام مہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور ہے۔آپ 127 ہجری میں مقام ایدج پر پیدا ہوئے۔مہدی وہ پہلے خلیفہ ہے جس نے زندیقوں کے رد میں تصانیف تحریر کروائیں اوران کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔

## بیعت وخلافت کے بعد مہدی کے کارنامے:

159 ہجری میں مہدی نے موسیٰ ہادی کو اپنا نائب نامزد کیا اور ہارون الرشید کو اس کا ولی عہد نامزد کیا اور اس پر لوگوں سے بیعت لی۔

160 ہجری میں مہدی نے ہندوست کے مشہور شہر بار . پر بزورِ شمشیر قبضہ کیا۔اسی سال مہدی نے حج بیت اللہ ادا کیا۔مہدی نے خانہ کعبہ پر مزید غلاف ڈالنے کی ممانعت کر دی کیونکہ بوجھ بہت زیادہ ہو گیا تھا اور ڈر تھا کہ کعبہ کی عمارت منہدم نہ ہو جائے بس ان پردوں کو باقی رکھنے کی اجازت دی جو مہدی نے مقرر کئے تھے۔مہدی کے لیے اس سال مکہ میں برف منگوائی گئی۔ذہبی کہتے ہیں کہ مہدی کے علاوہ اس سے قبل کسی اور خلیفہ کے لیے برف مہیا نہیں کی گئی۔

161 ہجری میں مہدی نے حکم دیا کہ مکہ معظمہ کی سڑک، سرائے اور حوض بنائے جائیں اور جامع مسجدوں میں مقصورے تعمیر کرنے کی ممانعت کی اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں منبر جیسے بلند وعریض ہوتے تھے اتنے ہی بنوانے کا حکم دیا۔(بڑے منبروں کو رسول اللہ ﷺ کے منبر کے مطابق چھوٹا کروادیا۔

163 ہجری میں اور اس کے بعد کے سالوں میں رُوم کے اکثر علاقے فتح ہو گئے۔

## ڈاک کا انتظام:

166 ہجری میں مہدی اپنے بنوائے ہوئے شہر عیساباد میں منتقل ہو گیا اور اس کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا اور مہدی کے حکم سے اسی سال سے دارالسلطنت سے مدینہ منورہ

مکہ معظمہ اور یمن کو اُونٹوں اور خچروں کے ذریعے ڈاک لانے لے جانے کا انتظام قائم کیا۔
علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مہدی ہی نے عراق سے حجاز تک ڈاک کا سلسلہ قائم کیا۔ اسی سال سے مہدی نے زندیقیوں کا قلع قمع شروع کیا۔ جس کو جہاں پایا قتل کر دیا۔

167 ہجری میں مسجد حرام کی توسیع کا حکم دیا اور اس میں مزید رقبہ شامل کر دیا۔

169 ہجری میں مہدی کا انتقال ہو گیا (موت کے اسباب مختلف بتائے جاتے ہیں) بعض کہتے ہیں کہ ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا تھا۔ شکار ایک مکان میں گھس گیا، گھوڑا بھی تعاقب کرتا ہوا اس میں جا گھسا اور مہدی کی پیٹھ اس گھر کے دروازہ سے زخمی ہو گئی اور اسی وقت اس کے صدمہ سے مر گیا۔ اس روز محرم کی 22 تاریخ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو زہر دیا گیا تھا۔ سم الخاسر نے اس کی موت پر ایک عظیم مرثیہ لکھا تھا:

و باكرة على المهدى عبريكان بها و ما جنت جنونا

صولی کہتے ہیں کہ جب مہدی نے اپنے فرزند موسیٰ کو ولی عہد نامزد کیا تو مروان بن حفصہ نے تہنیت پیش کی۔ بعض دُوسرے شعراء نے بھی مبارک بادیں پیش کیں۔

صولی کہتے ہیں کہ ایک دِن ایک عورت مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ اے رسول اکرم ﷺ کے رشتہ دار میری حاجت روا کیجئے۔ یہ سن کر مہدی نے کہا کہ میں نے آج تک (یہ حوالہ) کسی کی زبان سے نہیں سنا۔ بس اس کی حاجت روی کر دو اور اس کو مزید دس ہزار درہم عطا فرمائے۔

## مہدی کی انصاف پسندی:

قریش لختلی کہتے ہیں کہ صالح بن عبدالقدوس البصری زندقہ کے الزام میں گرفتار ہو کر مہدی کے سامنے لایا گیا۔ مہدی نے چاہا کہ اس کو قتل کر دے۔ صالح نے کہا کہ میں اللہ سے اپنے اس گناہ کی توبہ کرتا ہوں اور یہ اشعار پڑھے: ما يبلغ الاعداء من جاهل ما يبلغ الجاهل منت نفسه ۔

ترجمہ: ''دشمن اپنی جہالت سے باز نہیں آتے اور جاہل اپنے نفس (عادت) سے باز نہیں آتے۔''

**والشيخ لا يترك اخلاقه حتى يوارى فى ثرى رمسه ۔**

ترجمہ: ''بوڑھا اپنی عادتوں کو ترک نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو قبر میں نہ چھپا دیا جائے۔''

اس کی توبہ اور یہ اشعار سن کر مہدی نے اس کو معاف کر دیا لیکن جب وہ جانے لگا تو اس نے صالح بن عبدالقدوس سے کہا کہ تو نے ابھی یہ مصرعہ پڑھا ہے۔ **والشيخ لا يترك اخلاقه** (بڑھاپے میں کوئی شخص اپنی عادتوں کو ترک نہیں کر سکتا) اس نے کہا ہاں! تو مہدی نے کہا کہ پھر تو اس سے کسی طرح مستثنیٰ ہو سکتا ہے، یہ کہہ کر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

زہیر کہتے ہیں کہ مہدی کے پاس دس محدثین پر مشتمل ایک جماعت آئی ان میں خرج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی تھے۔ مہدی کو کبوتر بازی کا بہت شوق تھا، مہدی کے سامنے جب غیاث بن ابراہیم آئے تو مہدی نے ان سے کہا کہ کوئی حدیث سنائیے۔ اُنہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تیراندازی اور گھوڑ سواری کے علاوہ اور کسی چیز میں مسابقت جائز نہیں ہے! غیاث نے مہدی کے کبوتر بازی کے شوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس میں یہ اور اضافہ کر دیا۔ ''پرندوں میں بھی مسابقت جائز ہے۔'' مہدی نے یہ سن کر دس ہزار درہم ان کو عطیہ دیا۔ جب غیاث بن ابراہیم واپس جانے لگے تو (یکا یک مہدی کو خیال آیا کہ حدیث میں پرندوں کی مسابقت نہیں ہے۔ غیاث نے محض میری خوشنودی کے لیے حدیث میں یہ من گھڑت کی ہے) اس نے غیاث سے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تم بہت بڑے جھوٹے ہو اور تم نے یہ عطیہ جھوٹ بول کر حاصل کیا ہے۔ اس کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ تمام کبوتر ذبح کر دیئے جائیں۔ (جن کی وجہ سے یہ جھوٹی حدیث گھڑی گئی)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت شریک مہدی کے پاس آئے۔ مہدی نے ان سے کہا کہ ان تین باتوں میں سے ایک بات تم کو ضرور قبول کرنا ہوگی۔ عہدہ قضا قبول کیجئے۔ میرے لڑکوں کی اتالیقی قبول کیجئے، میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ شریک نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا کہ کھانا کھانا سب سے زیادہ آسان ہے۔ مہدی کے ساتھ کھانا قبول کر لیا۔ مہدی نے دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے اور بھنی چیزیں چنوائیں۔ جب

دونوں کھانا کھا چکے تو شاہی باورچی نے کہا کہ اب آپ کے لئے خیر نہیں (آپ مہدی کے پھندے میں پھنس گئے) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُنہوں نے فرزندانِ مہدی کو تعلیم بھی دی اور منصب قضا بھی قبول کرلیا۔

امام بغوی نے جعدیات میں حمدان الاصفہانی سے روایت بیان کی ہے کہ ایک روز میں قاضی شریک کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں شہزادہ آیا اور تکیہ لگا کر بیٹھ گیا، اس نے شریک سے ایک حدیث دریافت کی لیکن شریک نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اس نے دوبارہ دریافت کیا۔ شریک پھر بھی متوجہ نہیں ہوئے۔ شہزادہ نے ناگواری کے ساتھ کہا کہ آپ امیر المومنین کی اولاد کے ساتھ حقارت سے پیش آتے ہیں اور ان کی تذلیل کرتے ہیں۔ شریک نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ اہل علم کی نظر میں شہزادوں کی بنسبت علم کی قدر زیادہ ہے۔ یہ سن کر شہزادہ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور پھر حدیث دریافت کی۔ شریک نے کہا کہ ہاں طلب علم کا یہی صحیح طریقہ ہے۔

صولی نے مہدی کے یہ اشعار تحریر کئے ہیں۔ (یوں مہدی نے بہت سے اشعار کہے ہیں)

ما یکف الناس عنا و ما یمل الناس منا

ترجمہ: ''یہ لوگ ہم سے باز نہیں رہتے اور نہ ہم سے ملول خاطر ہوتے ہیں۔''

انما ھمتم ان ینبثوا ما قد ذفنا ۔

ترجمہ: ''وہ تو اس بات کا بھی ارادہ رکھتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کو قبروں سے نکال لیں۔''

لوسکنا باطن الارض فلکا نوا حیث کنا

ترجمہ: ''اگر ہم زیر زمین بھی سکوت اختیار کرلیں تو جس طرح سے ہم ہیں

و ھم ان کاشفونا فی الھوی یوما محبا ۔

ترجمہ: ''تو یہ ازروئے محبت وشفقت زیر زمین ہی ہمارے رفیق بن جائیں گے۔''

صولی بن حمارہ سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی اپنی ایک کنیز سے بہت تعلق خاطر

رکھتا تھا لیکن مہدی کی اس محبت و چاہت کے باوجود وہ کنیز مہدی سے بچی بچی رہتی تھی اور مہدی کو اس نے خود پر قابو نہیں پانے دیا۔ مہدی نے ایک شخص سے کہا کہ تو اپنے طور پر معلوم کر کہ اس کا دِل کس پر مائل ہے (جو وہ میرا التفات نہیں کرتی) کنیز سے جب اس شخص نے حقیقت حال دریافت کی تو کنیز نے کہا کہ اظہارِ حقیقت اگر کروں گی تو مہدی سے مجھے نقصان پہنچے گا (مجھے قتل کر دے گا یا قید میں ڈال دے گا) اسی کنیز کی محبت میں مہدی نے بہت ہی مؤثر اور دِل گداز اشعار کہے:

## مہدی کا حسن اخلاق:

''خلیفہ کو آگاہ کر دو کہ آپ کا حاتم خائن ہے، اللہ کا خوف کیجئے اور ہم کو حاتم سے بچایئے، وہ پاک دامن جو کسی خائن کی مدد کرتا ہے تو ایسا پاک دامن بھی اس خائن کے گناہوں میں شریک ہو جاتا ہے۔''

یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ ہماری قلمرو میں جو شخص بھی حاتم کے نام سے کسی منصب پر مامور ہے اس کو معزول کر دیا جائے۔ ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ مہدی جب بصرہ میں ہوتا تو پانچوں وقت کی نماز جامع مسجد میں ادا کرتا۔ ایک دِن جب نماز کھڑی ہونے کو تھی تو ایک اعرابی نے آ کر مہدی سے کہا کہ مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ میں نے ظہر کی نماز پڑھنا چاہی تھی لیکن میں شامل نہ ہو سکا (نماز ہو چکی تھی) یہ سن کر مہدی نے کہا کہ اس شخص کا انتظار کر لیا کرو۔ دوسرے وقت پر مہدی کچھ دیر کے لیے اس کے انتظار میں محراب پر کھڑا رہا اور جب تک وہ شخص نہیں آ گیا اس وقت تک مہدی نے تکبیر نہیں کہنے دی۔ لوگ مہدی کے اس حسن اخلاق پر بہت متعجب ہوئے۔

## مہدی اور احکام رسول ﷺ کی عظمت:

ابراہیم نافع سے روایت ہے کہ اہالیانِ بصرہ کے دو گروہوں میں ایک نہر کے سلسلہ میں تنازعہ ہو گیا۔ ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ نہر کی زمین پر اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو قبضہ عنایت فرمایا ہے کیونکہ یہ زمین جس میں نہر جاری ہے تمام مسلمانوں کی ہے، کسی فردِ واحد کی نہیں ہے، کسی ایک شخص کو اس کی ملکیت کا حق نہیں پہنچتا اور نہ کوئی شخص اس کو فروخت کر سکتا

ہے۔ اگر کوئی فروخت کر بھی ڈالے تو اس کی قیمت تمام مسلمانوں پر تقسیم ہونا چاہیے یا وہ رقم عامۃ المسلمین کی بھلائی میں خرچ ہونا چاہیے اور دوسرے فریق کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نہر ہماری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو نہر مردہ زمین کو زندہ کردے وہ اسی زمین والے کا حق ہے۔ چونکہ ہماری زمین مردہ ہے (ناقابل کاشت) اس لئے یہ محض ہمارا حق ہے۔ مہدی حضرت رسالت پناہ ﷺ نام نامی کا نام سن کر تعظیماً اس قدر جھکا کہ اس کا منہ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے اور کہا کہ جو حدیث شریف تم نے بیان کی وہ بیشک ہمارے لئے قابل اتباع ہے۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ تمہاری زمین مردہ تھی یا نہیں؟ میں تمہارے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ اس زمین کے گرد قدرتی طور پر پانی موجود ہے۔ پھر وہ کس طرح مردہ ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر تم اس پر گواہ پیش کرو تو میں تسلیم کرلوں گا۔ (تاریخ الخلفاء ص 517)

## خلیفہ منصور کی خبر:

امام بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: منا السفاح و المنصور و المھدی ہم سے ہی سفاح اور منصور اور مہدی ہونگے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦)

# حالات خلیفہ منصور

## نسب:

المنصور ابو جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس۔ منصور کی والدہ کا نام سلامۃ تھا۔ یہ اُم ولد تھی (یعنی آزاد کردہ کنیز) منصور 95 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس وقت اس کے دادا یعنی علی بن محمد بقید حیات تھے، لیکن منصور نے ان سے کوئی روایت بیان نہیں کی ہے بلکہ اپنے والد محمد بن علی اور عطا بن یسار سے اکثر روایتیں بیان کی ہیں اور منصور سے اس کے فرزند مہدی نے روایت کی ہے۔

## بطورِ ولی عہد نامزد ہونا:

منصور کے بھائی سفاح نے زندگی میں ہی اس کو ولی عہد نامزد کر دیا تھا اور لوگوں نے اس پر بیعت بھی کر لی تھی۔ منصور بنو عباس کا بطل عظیم تھا۔ ہیئت شجاعت، حزم و رائے، سطوت و جبروت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ دولت جمع کرنے کا حریص، لہو ولعب سے متنفر۔ نہایت عقل مند علم وادب اور فقہ پر کامل عبور رکھتا تھا۔ اس نے لاکھوں بندگانِ خدا کو قتل کر کے اپنی حکومت مضبوط و مستحکم کی تھی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس کے ظلم و ستم سے نجات نہیں ملی اور اس نے ان کو منصب قضاء قبول نہ کرنے پر دُرے لگائے اور قید کر دیا۔ جہاں کچھ مدت بعد حضرت امام اعظم کا انتقال ہو گیا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت امام اعظم نے منصور کے خلاف اس پر خروج کا فتویٰ دیا تھا اس لئے اس نے آپ کو زہر دِلوا کر شہید کرا دیا تھا۔

## منصور کی سیرت:

منصور بہت ہی فصیح و بلیغ اور تیز زبان (شعلہ بیان) مقرر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ امارت و حکومت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ خرچ کے معاملہ میں بہت ہی محتاط تھا۔ اس قدر کہ اس کو بخیل سمجھا جاتا تھا اور اسی باعث اس کا لقب ابوالدوانیق (دمڑیوں کا باپ) پڑ گیا تھا کیونکہ یہاں اپنے عاملوں سے ایک ایک چھدام اور دمڑی دمڑی کا حسب لیتا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے دُمڑی کی قیمت کا ایک سکہ رائج کیا تھا اس کے باعث اس کو ابوالدوانیق کہنے لگے۔

## منصور کی تخت نشینی:

منصور 137 ہجری کے شروع میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا اس نے اقتدار سنبھالتے ہی سب سے پہلے بانی سلطنت و مملکت اور حامی و بانی ریاست عباسیہ ابومسلم خراسانی کو جس نے دعوتِ عباسیہ میں بڑی سعی کی تھی قتل کرا دیا۔ 138 ہجری میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی اندلس پر قابض ہو گیا اور وہاں اموی سلطنت قائم کر دی جو اس کی نسل میں چار سو برس تک جاری و ساری رہی۔ عبدالرحمٰن اموی زبردست صاحب

علم اور عدل پرور بادشاہ تھا اس کیاں ایک بربری خاتون (اُم ولد) تھی اسی نسبت سے لوگ بقول ابوالمظفر ابیوردی کہا کرتے تھے کہ دُنیائے اسلام بربری بیٹوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک منصور اور دُوسرا عبدالرحمٰن بن معاویہ۔

140 ہجری میں منصور نے شہر بغداد کی بنیاد ڈالی۔ 141 ہجری میں دیوندیہ نامی فرقہ پیدا ہوا وہ تناسخ کا قائل تھا۔ منصور نے بہت جلد اس کا قلع قمع کر دیا۔ اسی سال منصور نے طبرستان فتح کیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ 143 ہجری میں علمائے عصر نے تدوین حدیث وتفسیر اور فقہ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی چنانچہ حضرت ابن جریج نے مکہ معظمہ میں احادیث کی بعض کتابیں مرتب کیں۔ مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مؤطا ترتیب دی حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے شام میں حضرت ابن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ اور حماد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ نے یمن میں اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ان موضوعات پر متعدد کتابیں تالیف وتصنیف فرمائیں۔ علامہ ابن اسحاق نے مغازی پر سب سے پہلی تصنیف تیار کی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فقہ اور اجتہاد پر تصانیف تیار کیں اس کے بعد مختلف موضوعات پر تصانیف وتالیف کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ مختلف موضوعات مثلاً لغت، تاریخ، ادب، رجال اور سیر پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ اس سے قبل علمائے کرام محض اپنی یادداشت اور حافظہ کی مدد سے درس دیا کرتے تھے یا بعض لوگوں کے پاس مختلف نامکمل اور غیر مرتب نسخے بعض کتابوں کے تھے اس کی مدد سے درس دیا کرتے تھے لیکن اب آسانی پیدا ہوگئی۔

145 ہجری میں محمد اور ابراہیم فرزندانِ عبداللہ بن حسن ابن علی ابن ابی طالب نے منصور پر خروج کیا۔ منصور نے دونوں بھائیوں کو شکست دی اور قتل کرادیا۔ اور ان کے ساتھ ہی بہت سے اہل بیت (سادات) شہید کردیئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ یہ پہلا عظیم تنازعہ تھا جو عباسیوں اور علویوں کے مابین ہوا۔ اس معرکہ سے قبل ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا۔

منصور نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان علماء کو بھی سخت اذیتیں پہنچائیں جنہوں نے محمد اور ابراہیم کی دعوت (خروج) میں کسی طرح سے بھی تعاون کیا تھا یا ان کے ساتھ

خروج کیا تھا یا ان کے خروج پر جواز کا فتویٰ دیا تھا چنانچہ ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور کسی کے دُرے مارے گئے۔ انہیں علمائے کرام میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبدالحمید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عجلان رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ان حضرات نے منصور پر خروج کو جائز قرار دیا تھا اور جواز کے فتوے دیئے تھے۔ ان حضرات میں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اگرچہ اُنہوں نے بعد میں کہا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت کا حلقہ پڑا ہوا ہے لیکن منصور نے اس جواب کو کافی نہیں سمجھا اور ان حضرات سے کہا کہ تم نے بطیب خاطر بیعت نہیں کی ہے بلکہ تم نے اس سلسلہ میں مکر و فریب سے کام لیا ہے اور دباؤ سے بیعت کی ہے اس لئے تم کو بھی امان نہیں مل سکتی۔

## منصور کی فتوحات:

146 ہجری میں منصور نے قبرص پر حملہ کیا۔ 147 ہجری میں اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد سے معزول کر کے اپنے بیٹے مہدی کو ولی عہد نامزد کیا حالانکہ عیسیٰ بن موسیٰ کو خود سفاح نے منصور کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا۔ یہ وہی عیسیٰ بن موسیٰ ہیں جنہوں نے منصور کی جانب سے محمد اور ابراہیم کا مقابلہ کر کے ان کو زیر کیا تھا اور اب اس بیچارے کو اس کا یہ صلہ دیا گیا۔

148 ہجری میں تمام ممالک پر منصور کا قبضہ اور اس کا اقتدار مستحکم ہو گیا اور اس کی ہیبت تمام لوگوں پر بیٹھ گئی اور اب کوئی ملک سوائے اُندلس کے ایسا نہیں تھا جو منصور کے قبضہ میں نہ ہو اور اُندلس بھی یوں قبضہ میں نہ آ سکا کہ وہاں عبدالرحمٰن بن معاویہ اُموی مروانی نے سلطنت قائم کر لی تھی اور اس نے اپنے لئے امیر المومنین کا لقب اختیار نہیں کیا بلکہ خود کو صرف امیر کہلوایا اور اسی طرح اس کے بیٹوں نے خود کو بھی امیر المومنین نہیں کہلوایا۔

149 ہجری میں منصور نے بغداد کی تعمیر سے فراغت پائی۔ 150 ہجری میں خراسانی فوج نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا سرکردہ امیر اُستادسیس تھا اور اور اس فوج نے اس کی قیادت میں خراسان کے اکثر حصوں پر قبضہ کیا اور منصور کے لیے ایک عظیم خطرہ پیدا ہو گیا اور منصور کو زبردست دھچکا لگا۔ منصور اس بغاوت سے بہت پریشان تھا۔ چنانچہ اس بغاوت کو

فرو کرنے اور اُستاد سیس کی سرکوبی کے لیے تین ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ فارس اور راجل کے مابین ہوا۔ منصور کی فوج کا سپہ سالار اجشم مروزی بڑی بہادری سے لڑا لیکن مارا گیا۔ اس کے مارے جانے سے تمام لشکر بدحواس ہو گیا اور بھاگ پڑا جب اس شکست کی خبر منصور کو پہنچی تو اس نے ایک زبردست لشکر کثیر التعداد سپاہیوں پر مشتمل حازم بن حزیمہ کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ تمام میدان سپاہیوں سے پٹ گیا۔ ایک وسیع میدان میں دونوں لشکروں میں مقابلہ شروع ہوا اور دونوں طرف سے فتح کی جان توڑ کوشش کی گئی۔ اس جنگ میں ایسا زبردست رن پڑا کہ ستر ہزار سپاہی طرفین سے کام آئے لیکن آخر کار اُستاد سیس کو شکست ہوئی اور اس نے بھاگ کر ایک پہاڑ پر پناہ لی۔

## چودہ ہزار سپاہی قتل کر دیئے:

حازم نے اس کے لشکر کا تعاقب کیا اور چودہ ہزار سپاہیوں کو گرفتار کر لیا اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اُستاد سیس ایک عرصہ تک پہاڑ پر محصور رہا آخر کار محاصرہ سے تنگ آ کر تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ خود کو منصور کے حوالے کر دیا۔ اور اس تیس ہزار کا جو انجام ہوا ہو گا وہ ظاہر ہے کہ سب تہ تیغ کر دیئے گئے ہوں گے۔

151 ہجری میں شہر رصافہ (بغداد کے قریب) بہت ہی مضبوطی کے ساتھ بنایا گیا۔

153 ہجری میں منصور نے اپنی رعیت کے لیے یہ احکام جاری کیے کہ وہ بانس اور ریشوں سے بنی ہوئی لمبی لمبی ٹوپیاں (قلانس الطوال) جو حبشی اوڑھتے تھے اوڑھیں۔ ابودلالہ شاعر نے طنزیہ اشعار کہے۔

158 ہجری میں منصور کا ایک اور کارنامہ ظہور میں آیا کہ اس نے والی مدینہ کو حکم دیا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عباد بن کثیر کو قید میں ڈال دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی (اور ان بزرگان اُمت کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا)۔ لوگوں کو فکر دامن گیر ہوئی کہ وہ کہیں ان دونوں کو قتل نہ کر دے۔ اسی اثناء میں حج کا زمانہ آ گیا اور بحکم ایزدی منصور مکہ معظمہ میں بحالت صحت و تندرستی نہ پہنچ سکا بلکہ مریض ہو کر پہنچا اور وہیں مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے ان دونوں بزرگوں اور دُوسرے ہزاروں افراد کو بچا لیا۔

## منصور کی وفات:

منصور نے ماہ ذی الحجہ 158 ہجری میں مقام بطن میں انتقال کیا اور اس کو نہر میمون اور کوہِ حجون کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ جب امیر ابو جعفر منصور حکومت سے پہلے طلب علم میں اکثر سفر کی حالت میں رہتا تھا، ایسے ہی ایک سفر میں یہ ایک منزل پر پہنچا، وہاں کے چوکیدار نے کہا کہ جب تم دو درہم ادا نہیں کرو گے یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ منصور نے کہا مجھے معاف کرو میں بنی ہاشم ہوں، اس نے کہا دو درہم کی ادائیگی پہلے کرو پھر ٹھہرو۔ منصور نے کہا مجھ سے نہ لے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں مگر چوکیدار نہ مانا۔ منصور نے کہا اچھا قرآن کا قاری ہی سمجھ کر چھوڑ دے۔ مگر وہ اس سے باز نہ آیا۔ آخر کار منصور عاجز آ گیا اور اس نے دو درہم نکال کر حوالے کر دیئے چوکیدار پھر بھی نہ مانا اور دو درہم کے لیے اصرار کیا۔ منصور نے کہا میں فقیہ اور عالم ہوں۔ جب یہ وہاں سے واپس ہوا تو اس نے مال جمع کرنے کی دِل میں ٹھان لی اور اس میں اس حد تک بڑھ گیا کہ اس کا لقب ابوالدوانیق پڑ گیا۔

ربیع بن یونس کہتے ہیں کہ منصور کا قول ہے، خلفاء بس چار ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ اور بادشاہ بھی چار ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ، عبدالملک، ہشام اور میں۔ (منصور) حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھ سے منصور نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔ منصور نے کہا تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی رائے ہے کہ یہی افضل ترین ہیں۔

## اسماعیل خیری کہتے ہیں کہ عرفہ کے روز منصور نے منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ دیا:

''اے لوگو! میں اللہ کی طرف سے روئے زمین کا بادشاہ ہوں تا کہ میں اس کی تعریف اور اس کی ہدایت سے رعیت پروری کروں۔ اس نے مجھے اپنے خزانے کا امانت دار اور محافظ اس لیے بنایا ہے کہ میں اس کے مال کو خداوند تعالیٰ کے ارادے اور اس کے حکم کے مطابق

تقسیم کروں۔ مجھے خداوند تعالیٰ نے اس خزانے کا قفل بنایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو کھولے گا تو تمہارے عطیات کے لیے کھولے گا (جب مشیت الٰہی ہو گی تم کو عطیات دیئے جائیں گے) اور جب تک وہ بند رکھنا چاہے گا وہ قفل بند رہے گا۔ لوگو! تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاؤ اور آج کے اس مبارک اور شریف دین، تم اس خداوند بزرگ و برتر سے جس نے اپنے فضل وکرم سے اس مبارک دِن میں اپنی کتاب میں الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم اسلام دینا ۔
فرمایا۔ دُعا کرو کہ وہ مجھے راہِ صواب دکھائے اور نیک راہ پر چلنے کے لیے میری پشت پناہی فرمائے۔ تم پر احسان ونرمی کرنے کی توفیق دے اور تم پر عطاو بخشش کے لیے میرے دِل کے دروازے کھول دے تا کہ میں عدل و انصاف کے ساتھ تمہارے وظائف و مناصب اور تنخواہیں تم کو تقسیم کرسکوں کیونکہ وہ سننے والا اور (دُعاؤں کا) قبول کرنے والا ہے۔''

صولی کہتے ہیں کہ اس خطبہ کا محرک یہ امر ہوا تھا کہ لوگ اس کو بخیل کہتے تھے چنانچہ اس نے اس خطبہ کے آخر میں یہ بھی کہا تھا کہ ''لوگ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین مال خرچ نہ کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ خدا کا حکم نہیں ہے۔''

اصمعی کا قول ہے کہ منصور ایک روز خطبہ کے لئے منبر پر آیا اور اس نے اس طرح خطبہ شروع کیا۔ الحمد للّٰه احمده واستعینه و او من به و اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شریك له ۔ ابھی وہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک شخص نے اُٹھ کر کہا یا امیر المؤمنین! ذرا یہ بھی ذکر کر دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ منصور نے خطبہ کا سلسلہ وہیں ختم کر دیا اور اس شخص سے کہا کہ مرحبا شاباش تو نے بہت بڑا ذکر چھیڑ دیا اور ایک بڑا خوف یاد دلایا! میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات کے کہنے سے کہ ان سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو ان کی عزت ان کی گناہوں کی طرف اور زیادہ مائل کر دیتی ہے۔ واعظ ونصیحت ہمارے ہی گھر سے شروع ہوئی ہے اور ہم ہی سے نکلی ہے، اے معترض! تیرا یہ سوال تیری خلوصِ نیت پر مبنی نہیں بلکہ یہ تیری خودنمائی پر مبنی ہے پہلے تم سختیاں برداشت کرنے کے قابل بنو پھر اعتراض کرو۔ اے لوگو! میں اس معترض سے چشم پوشی کرتا ہوں اور تم بھی اس پر گرفت نہ کرنا۔ لوگو! تم اس سے اور اس جیسے شریر لوگوں سے الگ رہو۔ یہ کہہ کر اس نے خطبہ پھر وہیں سے شروع

کردیا جہاں چھوڑا تھا اور کہا۔ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ ۔ یہ معلوم ہوا کہ اس کی تقریر ایک کاغذ پر لکھی ہوئی ہے اور درمیان میں ایک جملہ معترضہ آ گیا تھا اور بس!

## منصور کی اپنے بیٹے مہدی کو نصائح:

منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا اے ابوعبداللہ (مہدی کی کنیت) کوئی خلیفہ بغیر تقویٰ کے امورِ خلافت انجام دینے کی یہ صلاحیت نہیں رکھتا اور کوئی بادشاہ رعیت کی فرمانبرداری کے بغیر بادشاہت قائم نہیں رکھ سکتا اور کوئی رعایا عدل کے بغیر اطاعت نہیں کر سکتی، سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قدرت کے باوجود معاف کر دے اور سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو ظلم کرے۔ اے بیٹے! کسی امر میں غور و فکر کے بغیر پکا ارادہ نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ غور و فکر انسان کے لیے بمنزلہ آئینہ کے ہے جس میں اپنا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے۔ ہمیشہ نعمت کا شکر ادا کرتے رہنا اور قدرت کے وقت معاف کر دینا۔ یاد رکھو! تالیف قلب ہی اطاعت پر مائل کرتی ہے۔ فتح یابی کے بعد ہمیشہ تواضع اور رحم دِلی اختیار کرنا۔

## عفو و درگزر:

مبارک بن فضالہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز منصور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ایک مجرم کو قتل کرنے کا حکم دیا اس موقع پر میں نے کہا یا امیر المومنین میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دِن خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا کہ خداوند تعالیٰ کے ذمہ جن لوگوں کا اجر ہو وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس وقت کوئی کھڑا نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے کسی کو معاف کیا ہو! یہ سن کر منصور نے کہا اس شخص کو چھوڑ دو۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک مجرم کا سزا کا حکم سنانے کے لیے طلب کیا وہ شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! انتقال عدل ہے اور معاف فضل ہے۔ ہم خداوند تعالیٰ سے امیر المومنین کے لیے دُعا کرتے ہیں کہ مجیب الدعوات امیر المومنین کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مصیبت میں بھی گرفتار نہ کرے۔ امیر المومنین کو دِن دُونی رات چوگنی ترقی حاصل ہو۔ یہ سن کر منصور نے اس شخص کو بھی معاف کر دیا۔ اصمعی سے یہ روایت بھی مروی

ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں منصور نے ایک بدوی سے کہا کہ مقام شکر ہے خداوند تعالیٰ نے تم پر سے طاعون محض اس لیے دُور کر دیا کہ تم ہمارے زیر حکومت ہو (ہماری برکت سے طاعون کی وبا تم سے دُور ہو گئی) بدوی نے فوراً جواب دیا کہ طاعون اور تمہاری حکومت دونوں ہی برابر ہیں۔ واقعی خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے دونوں کو اکٹھا ہم پر مسلط نہیں کیا۔ محمد بن منصور بغدادی کہتے ہیں کہ ایک دِن منصور کے پاس عابدوں کا ایک گروہ آیا اور منصور کو نصیحت کی کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو دُنیا کی تمام نعمتیں عطا کی ہیں تو کچھ اپنی آسائش کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا بھی خرید لو، اور اس رات کو بھی یاد کر لیا کرو جس رات کو پہلی مرتبہ قبر میں سوؤ گے اور اس دِن کو بھی یاد کر لو جس کے بعد تمہارے لئے پھر رات نہیں آئے گی۔ یہ نصائح سن کر منصور نے کہا کہ ان لوگوں کو کچھ مال دے دیا جائے اور پھر خاموش ہو گیا۔ زاہدوں میں سے ایک نے کہا کہ منصور اگر ہم کو خواہش ہوتی تو ہم تم کو نصیحت کی جرأت نہیں کرتے۔

عبدالسلام بن حرب کہتے ہیں کہ ایک روز منصور نے عمرو بن عبید کو بلایا جب وہ آئے تو منصور نے ان کو کچھ روپیہ دینا چاہا لیکن اُنہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے کہا کہ واللہ یہ مال تو آپ کو قبول کرنا ہو گا۔ عمرو بن عبید نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ اس وقت مہدی (ولی عہد سلطنت بھی موجود تھا) مہدی نے کہا امیر المومنین نے قسم کھائی ہے، آپ مال قبول کر لیجئے۔ عمرو بن عبید نے کہا کہ امیر المومنین کے لیے قسم کا کفارہ میری بنسبت ادا کرنا زیادہ آسان ہے۔ منصور نے کہا اچھا پھر آپ کو کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ جب تک میں خود آپ کے پاس نہ آؤں مجھے نہ بلوایا جائے اور جب تک میں خود کچھ طلب نہ کروں مجھے کچھ دینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ منصور نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے مہدی کو ولی عہد کر دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ منصور جب تمہیں موت آئے گی تو ان باتوں کے سوچنے کا موقع نہیں ملے گا بلکہ تم دُوسری باتوں میں مشغول ہو جاؤ گے۔

## منصور کی عدل دوستی:

عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ منصور نے سوار ابن عبداللہ قاضیِ بصرہ کو لکھا کہ اس زمین کے قضیہ پر غور کیا جائے جو فلاں داروغہ اصطبل اور تاجر کے مابین باعث نزاع بنا ہوا

ہے۔تم کو چاہیے کہ تم اس مقدمہ کا فیصلہ داروغہ اصطبل کے حق میں کرو۔سوار بن عبداللہ نے جواب میں لکھا کہ میرے سامنے جو گواہ گزرے ہیں ان کی گواہی بموجب تاجر کا حق ثابت ہوتا ہے اور میں اس شہادت کے خلاف فیصلہ کس طرح دے سکتا ہوں۔اس پر منظور نے لکھ کر بھیجا کہ واللہ تم کو داروغہ اصطبل کے حق میں فیصلہ دینا ہوگا۔اس کے جواب میں قاضی سوار نے لکھ بھیجا کہ واللہ میں سوداگر کے حق میں فیصلہ کروں گا۔جب یہ آخری جواب منصور کے پاس پہنچا تو منصور نے کہا۔"خدا کی قسم! میں نے تمام زمین کو عدل سے معمور کر دیا کہ میرا قاضی مجھ سے عدل وانصاف میں مخالفت کرتا ہے۔"

روایت ہے کہ کسی شخص نے منصور سے قاضی سواری کی شکایت کی۔منصور نے انہیں طلب کیا یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ منصور کو چھینک آئی۔قاضی سوار نے چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ نہیں کہا اس پر منصور نے قاضی سوار سے کہا کہ آپ نے میری چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا۔اس پر قاضی سوار نے کہا کہ آپ نے چھینک کے بعد الحمد للہ کیوں نہیں کہا۔منصور نے کہا میں نے اپنے دِل میں الحمد للہ کہہ لیا تھا۔اس پر قاضی سوار نے کہا کہ میں نے بھی تشمیت دِل میں کہہ لی تھی (یرحمک اللہ دِل میں کہہ لیا تھا) یہ سن کر منصور نے کہا کہ آپ اپنی خدمت پر واپس چلے جائیں جب آپ نے میرے ساتھ رعایت نہیں برتی تو پھر آپ اور کسی کے ساتھ کیا رعایت کریں گے۔

## انصاف پسندی کا ایک اور واقعہ:

مخیر مدنی کہتے ہیں کہ منصور جب مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو اس وقت وہاں کے قاضی محمد بن عمران طلحی تھے۔میں قاضی صاحب کا کاتب تھا۔چند شتربانوں نے کسی معاملہ میں منصور پر نالش کر دی تھی۔قاضی صاحب نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ منصور کے نام طلبی کا فرمان جاری کر دو تاکہ ان کی موجودگی میں انصاف کیا جائے۔میں منصور کے نام طلبی کا فرمان لکھتے ہوئے جھجکا تو قاضی صاحب نے تاکیداً کہا۔آخرکار میں نے ضابطہ کے مطابق وہ فرمان جاری کر دیا اور اس پر قاضی کی مہر لگا دی۔قاضی محمد بن عمران نے مجھ سے فرمایا کہ طلبی کا یہ حکم نامہ لے کر تم ہی منصور کے پاس جاؤ میں حکم نامہ لے کر ربیع (حاجب منصور) کے پاس گیا۔ربیع نے منصور کے پاس جا کر اس واقعہ اور قضیہ کی اطلاع دی جب ربیع خلیفہ

کے پاس سے واپس آیا تو اس نے حاضرین کو خطاب کر کے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں قاضی کی عدالت میں طلب کیا گیا ہوں میرے ساتھ وہاں کوئی شخص نہ جائے چنانچہ قاضی صاحب کی طلبی پر منصور اور ربیع حاجب دونوں عدالت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کی تعظیم کے لیے ہم میں سے کوئی بھی نہیں اُٹھا۔ یہاں تک ہوا کہ منصور کی چادر ڈھلک کر گر پڑی تو خود ہی منصور نے اُٹھائی۔ آخر کار مقدمہ کی سماعت ہوئی اور قاضی صاحب نے منصور کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا۔ جب مقدمہ سے فراغت حاصل ہوئی تو منصور نے قاضی صاحب سے کہا کہ خداوند تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے میں تمہاری اس انصاف پسندی اور عدل دوستی سے خوش ہو کر تم کو دس ہزار دینار بطورِ عطیہ دیتا ہوں۔

## منصور کا علم دینی سے شغف:

محمد بن سلام جُحمی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے منصور سے دریافت کیا کہ آپ کی کوئی آرزو باقی رہ گئی ہے؟ منصور نے کہا کہ صرف یہ آرزو باقی ہے کہ میں ایک چبوترے پر بیٹھا ہوں اور میرے چاروں طرف اصحابِ حدیث بیٹھے ہوں (جن سے احادیث نبوی ﷺ سنوں) اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہوں۔ دُوسرے روز جب وزراء مملکت اور اراکین سلطنت اس کے چاروں طرف کاغذات (سرکاری) لے کر مع قلم دوات حاضر ہوئے تو اس شخص نے کہا کہ لیجئے آپ کی وہ تمنا بھی پوری ہو گئی۔ منصور نے جواب دیا کہ یہ اصحابِ حدیث نہیں ہیں، ان لوگوں کے کپڑے تو پرانے پھٹے ہوں گے۔ وہ ننگے پاؤں اور ان کے سر کے بال بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ مسافروں جیسی حالت میں رہتے ہیں اور ان کا کام صرف احادیث کا نقل کرنا ہوتا ہے۔

عبدالصمد بن علی سے روایت ہے کہ میں نے منصور سے کہا کہ آپ نے سزا دینے پر ایسی کمر باندھ رکھی ہے گویا معافی کا نام ہی آپ نے نہیں سنا۔ یہ سن کر منصور نے جواب دیا کہ آلِ مروان کا خون اب تک نہیں سوکھا ہے اور آلِ ابی طالب کی تلواریں ابھی تک میان میں نہیں گئیں۔ (مروانیوں اور علویوں نے دِل سے اطاعت قبول نہیں کی ہے) ہم ابھی ایسی قوم ہیں جن کے دِلوں میں خلفاء کی ہیبت ابھی تک قائم نہیں ہوئی ہے اس لیے لفظ عفو کا بھول جانا اور عقوبت کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

یونس بن حبیب کہتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ حارثی نے منصور کو ایک مکتوب لکھا اور اس میں عطیات اور وظائف میں اضافہ کی استدعا کی۔ انہوں نے یہ درخواست بہت فصیح و بلیغ طرز میں تحریر کی تھی۔ منصور نے ان کی درخواست کے جواب میں لکھا کہ جب کسی شخص میں تونگری اور بلاغت دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں تو اس میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور امیر المومنین کو تمہاری طرف سے یہی اندیشہ ہے (کہ تم فصیح و بلیغ ہو اگر تمہارے وظائف میں اضافہ کر دیا گیا تو تم میں غرور و تکبر ہو جائے گا) پس تم اس بلاغت پر ہی اکتفا کرو۔

## اہل بیت کی تکالیف کی خبر:

﴿190﴾...... حاکم اور ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّا اَهْلُ بَیْتٍ اِخْتَارَ اللّٰهُ لَنَا الْاٰخِرَةَ عَلَی الدُّنْیَا وَ اِنَّ اَهْلَ بَیْتِیْ سَیَلْقَوْنَ بَعْدِیْ بَلَاءً وَ تَطْرِیْدًا وَ تَشْرِیْدًا حَتّٰی یَاْتِیَ قَوْمٌ مِنْ هٰهُنَا اَوْ مَاَ بِیَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ اَصْحَابُ رَایَاتٍ سُوْدٍ فَیَسْاَلُوْنَ الْحَقَّ فَلَا یُعْطَوْنَهٗ فَیُقَاتِلُوْنَ فَیُنْصَرُوْنَ فَیُعْطَوْنَ حَتّٰی یَدْفَعُوْهَا اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَیَمْلَؤُوْهَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت مصائب اور تکالیف کا سامنا کریں گے حتیٰ کہ اس طرف سے ایک قوم کا ظہور ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان کے جھنڈوں کا رنگ سیاہ ہوگا۔ وہ اپنا حق مانگیں گے لیکن انہیں ان کا حق نہیں دیا جائے گا۔ پھر وہ جنگ کریں گے اور غالب آ جائیں گے حتیٰ کہ انہیں ان کا حق مل جائے گا۔ پھر وہ ایک ایسے شخص کو اپنا امیر منتخب کریں گے جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنی اہل بیت پر آنے والی ساری تکالیف سے آگاہ تھے بلکہ یہ بھی جانتے تھے کہ مصائب کس وقت آئیں گے۔ایک حدیث پاک میں بھی صراحت فرما دی۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت قتل وغارت اور جلاوطنی جیسے مصائب سے دوچار ہوں گے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد پاک کو جلاوطن کر کے بے سروسامانی کی حالت میں کتنے ظلم وتشدد سے شہید کیا گیا کہ یہ منظر دیکھ کر زمین وآسمان بھی کانپنے لگے۔

جس کو دھوکے سے کوفے بلایا گیا
جس کو بیٹھے بٹھائے ستایا گیا
جس کے حلق پہ خنجر چلایا گیا
اُس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

## اقتدار کی منتقلی کی خبر:

﴿191﴾......زبیر بن بکار نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب ابن ملجم ان پر حملہ آور ہوا تو اُنہوں نے وصیت کی۔

فَقَالَ فِیْ وَصِیَّتِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرَنِیْ بِمَا یَکُوْنُ مِنْ اِخْتِلَافٍ بَعْدَهٗ وَ اَمَرَنِیْ بِقِتَالِ النَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ وَ اَخْبَرَنِیْ بِهٰذَا الَّذِیْ اَصَابَنِیْ وَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یَمْلِكُ مُعَاوِیَةُ وَ اِبْنُهٗ یَزِیْدُ ثُمَّ یَصِیْرُ اِلٰی بَنِیْ مَرْوَانَ یَتَوَارَثُوْنَهَا وَ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ صَائِرًا اِلٰی بَنِیْ اُمَیَّةَ ثُمَّ اِلٰی بَنِیْ اُمَیَّةَ ثُمَّ اِلٰی بَنِی الْعَبَّاسِ وَ اَرَانِی التُّرْبَةَ الَّتِیْ یُقْتَلُ بِهَا الْحَسَیْنُ۔

اُنہوں نے اپنی وصیت میں کہا مجھے حضور ﷺ نے ان اختلافات کے متعلق بتا دیا تھا جو آپ ﷺ کے بعد رُونما ہونے تھے۔آپ ﷺ نے مجھے وعدہ توڑنے والوں، دین سے نکل جانے والوں، ظلم کرنے والوں کے خلاف جہاد




کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے میری شہادت کی بھی خبر دی تھی اور مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان کا بیٹا یزید امیر بن جائے گا۔ پھر یہ حکمرانی بنو مروان کے پاس چلی جائے گی۔ بلاشبہ یہ امر (خلافت) بنو اُمیہ کے پاس جانے والا ہے۔ پھر یہ اقتدار بنو عباس میں منتقل ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے مجھے وہ مٹی بھی دِکھائی تھی جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت سے سرخرو ہونا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے۔ جو آپ ﷺ نے اپنے علم غیب کے ذریعے خبریں دی ہیں وہ حق اور سچ ہیں۔ جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہو وہ ہمارا کیسے نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ تقریباً 6 ماہ برسر اقتدار رہے۔ پھر آپ نے سارے اقتدار کا والی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا دیا اور اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ پھر یہ خلافت بنو اُمیہ میں ہی رہے یہاں تک نااہل حکمران کی وجہ سے اس سلطنت کو زوال شروع ہو گیا اور اس طرح یہ اقتدار بنو عباس کے پاس چلا گیا۔ حضور ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہو کر رہی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

## نجاشی کے انتقال کی خبر:

﴿192﴾...... امام بیہقی نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں چند اوقیہ مشک اور ایک حلہ نجاشی کے پاس بھیج رہا ہوں۔

وَ اِنِّیْ لَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ مَاتَ وَ لَا اُرَی الْهَدِیَّةَ اِلَّا سَتُرَدُّ عَلَیَّ ۔

لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ان اشیاء کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اس دارِ فانی سے رُخصت ہو جائے گا اور میں یہ بھی مشاہدہ کر رہا ہوں کہ میرے یہ تحائف واپس آ جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی روز نجاشی کے انتقال کی خبر دی تھی جس روز وہ اس دُنیا سے رُخصت ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنازگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں باندھ لیں اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتوحاتِ کثیرہ کی بشارت:

﴿193﴾...... خطیب نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے ایک رئیس سے کہا۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس وقت تیری کیا کیفیت ہو گی جب تیرا اُونٹ شام کا قصد کرے گا۔ پھر روز بروز فتوحات کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود کے قتل کی خبر:

﴿194﴾...... دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس رات اسود قتل ہوا تھا اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں سے یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ اسود جہنم واصل ہو گیا ہے۔

فَقَالَ قُتِلَ الْأَسْوَدُ الْبَارِحَةَ قَتَلَهُ رَجُلٌ مُبَارَكٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ مُبَارَكِينَ قِيلَ وَ مَنْ هُوَ قَالَ فِيرُوزُ فَازَ فِيرُوزُ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود العنسی قتل ہو

گیا ہے۔مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ مبارک شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے قاتل کا نام فیروز ہے۔فیروز کامیاب وکامران ہوگیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ کے عہد مبارک میں ہی چند نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کا ظہور ہوا جن میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سرفہرست ہیں۔

## مسیلمہ کذاب کے مرنے کی خبر:

﴿195﴾......امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابَ يَعْقِرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کو ہلاک کردے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۵ بیروت. حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۲ بیروت. دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کردیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اوائل میں ایک لشکر مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کیا۔بالآخر مسیلمہ کو اس وحشی نے واصل جہنم کردیا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔اس وحشی کی معاونت میں دیگر افراد بھی شامل تھے۔

## یہودیوں کی سازش کی اطلاع:

﴿196﴾......امام بیہقی اور ابو نعیم نے امام زہری اور عروہ بن زبیر کی اسناد سے

روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ کلابیوں کی دیت کے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ بنو نضیر نے کہا اے ابوالقاسم! (ﷺ) آپ تشریف رکھیں اور کھانا تناول فرمائیں اس کے بعد بات چیت کریں گے۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دیوار کے سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ یہ انتظار فرمارہے تھے کہ شاید صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ جب یہودی اپنے شیطانوں کے پاس گئے تو انہوں نے نبی محترم ﷺ کو شہید کرنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا، تمہیں آپ ﷺ کو شہید کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ ایک یہودی نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس گھر کی چھت کے اوپر چڑھ جاتا ہوں جس کے سایہ دیوار کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ پر ایک پتھر پھینک کر آپ ﷺ کو شہید کر دیتا ہوں (نعوذ باللہ منہ)۔ اللہ تعالیٰ نے نبی محتشم ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو یہودی مشاورت سے آگاہ فرمایا۔ اسی وقت حضور نبی محتشم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ قرآن پاک کی درج ذیل آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ ۔ (المائدہ:11)

ترجمہ کنزالایمان: ''اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## جنگ میں شمشیر زنی کرنے والے شخص کے انجام کی خبر:

﴿197﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کفار کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ سارا دن دونوں لشکر لڑتے رہے۔ شام کے وقت انہوں نے اپنی چھاؤنیوں کا رخ کیا۔ مسلمانوں میں ایک ایسا

شخص تھا جو بڑی جرأت اور بہادری سے جنگ لڑ رہا تھا اس کی شمشیر زنی قابل دید تھی۔

فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ الْيَوْمَ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ ﷺ أَمَا اِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ الْقَوْمُ ذٰلِكَ فَقَالُوْا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اِنْ كَانَ فُلَانٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَا يَمُوْتُ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ أَبَداً فَاتَّبَعَهُ كُلَّمَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ وَ اِذَا أَبْطَأَ أَبْطَأَ مَعَهُ حَتّٰى جُرِحَ فَاشْتَدَّتْ جِرَاحَتُهُ وَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَ ذُبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَ مَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ .

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آج فلاں شخص کو جتنا اجر ملے گا اتنا اجر اور کوئی شخص حاصل نہیں کر سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تو جہنمی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو عجیب گمان کیا۔ اُنہوں نے کہا اگر وہ جہنمی ہے تو پھر ہم میں سے جنتی کون ہو سکتا ہے؟ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں ہمیشہ اس شخص کے تعاقب میں رہوں گا۔ اب وہ شخص اس آدمی کے پیچھے پیچھے تھا۔ اگر وہ جلدی کرتا تو یہ جلدی کرتا اگر وہ سست رفتار ہو جاتا تو یہ بھی سست رفتار ہو جاتا حتیٰ کہ اس شخص کو زخم آ گیا۔ اس کا زخم شدت اختیار کرتا گیا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ جلدی مرنے کا خواہش مند تھا۔ اس نے اپنی تلوار کو زمین پر کھڑا کیا اور اپنا سینہ اس کی نوک پر رکھ کر اُوپر سے دباؤ ڈالا۔ اس طرح اس نے خودکشی کر لی۔ تعاقب کرنے والا شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری اس گواہی اور شہادت کا سبب کیا ہے۔ پھر اس شخص نے مذکورہ بالا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) جس تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر بھی نہیں پہنچ سکتی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے وہ بھی آشکارا ہے۔ دیکھو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گمان کیا کہ شاید اتنی دلیری سے لڑنے والا پکا جنتی ہے لیکن رسول پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم باذنِ پروردگار غیبوں پر خبردار صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے انجام کی خبر تھی۔ ثابت ہوا کہ جلیل القدر صحابہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مثلیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے تو آج کا ادنیٰ سا دُنیا دار شخص ان کو کیسے اپنے جیسا کہہ سکتا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک وصف کا مثل کوئی نہیں تو پورے جسد انور کا مثل کون ہو سکتا ہے۔ عدو رسول نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال کی تلاش میں رہتا ہے جبکہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پکار کر یہ کہتا ہے:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

## قبر میں سونے کا ٹکڑا:

﴿198﴾...... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ہم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کی طرف گئے تو راستہ میں ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے۔ یہی ابو ثقیف ہے۔ اس کا تعلق قوم ثمود سے تھا۔ جب تک وہ حرم شریف میں رہا عذابِ الٰہی سے بچا رہا لیکن جونہی وہ حرم سے باہر آیا تو وہ بھی اسی عذاب میں گرفتار ہو گیا جو عذاب اس کی قوم کو ملا تھا۔

جب وہ مر گیا تو اسے اس جگہ دفن کر دیا گیا۔ میری صداقت کی علامت یہ ہے۔

أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ إِنْ أَنْتُمْ نَبَشْتُمْ عَنْهُ أَصَبْتُمُوْهُ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ الْغُصْنَ ۔

اس کے ساتھ سونے کا ایک ٹکڑا دفن کیا گیا تھا۔ اگر تم اس کی قبر کھودو گے تو تمہیں وہاں سونے کا ٹکڑا مل جائے گا۔ لوگوں نے جلدی جلدی اس کی قبر کو

کھودنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد انہیں وہاں سے سونے کا ٹکڑا مل گیا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ قبر والوں کے حالات بھی جانتے ہیں بلکہ اس کے نام اس کے والد کے نام اور وہ کہاں سے تعلق رکھتا ہے اس ساری تفصیل سے آگاہ ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، ان کو جاننا چاہیے کہ قبر کی دیوار آپ ﷺ کے لیے آڑ یا رکاوٹ نہیں بن سکتی تو دُنیا کی دیوار کیسے آڑ بن سکتی ہے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ مَا بین السماء والارض جو کچھ بھی ہے سب کی تفصیل سے آگاہ ہیں۔ خود فرماتے ہیں۔ عَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ ترجمہ: ''میں زمین و آسمان کے حالات سے باخبر ہوں۔''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود

## منافقین کے منصوبے کی اطلاع:

﴿199﴾...... امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی کی مہار کو پکڑا ہوا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے اسے ہانک رہے تھے۔ جب ہم ایک بلند گھاٹی پر پہنچے تو میں نے بارہ سواروں کو دیکھا۔ وہ ہمارا راستہ روک کر کھڑے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے متعلق بتایا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں وہ نقاب پوش تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لیے منافق ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ ہم نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اچانک رسول کریم ﷺ پر حملہ آور ہو کر انہیں گھاٹی میں گرا دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ ربوبیت میں التجا کی مولا! ان پر دبیلہ نازل فرما۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ دبیلہ کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''یہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کے دِل کی رگ پر گرے گا اور انہیں تباہ کرے گا۔'' (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) دیکھئے! نبی پاک ﷺ نے منافقین کے دِل کے اندر پیدا ہونے والے خفیہ منصوبے کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا دیا۔ بلکہ امام بیہقی نے ایک یہ بھی روایت دلائل النبوۃ میں نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت یہ بھی فرمایا کہ اے صحابہ! میں اُن منافقین کے ناموں اور اُن کے باپوں کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ پھر نبی پاک ﷺ نے ان بارہ منافقین کے نام صحابہ کرام کو بتائے۔

## مسجد سے منافقوں کو نکالنا:

﴿200﴾......امام بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

**عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ بِخُطْبَتِہٖ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَافِقِیْنَ فَمَنْ سَمَّیْتُ فَلْیَقُمْ قُمْ یَا فُلَانُ قُمْ یَا فُلَانُ حَتّٰی عَدَّ سِتًّا وَّ ثَلَاثِیْنَ ۔**

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں منافقین موجود ہیں جس شخص کا میں نام لوں وہ کھڑا ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا۔ اے فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا۔ اے فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا۔ اس طرح آپ ﷺ نے چھتیس آدمیوں کے نام گنے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## منافق کی خبر:

﴿201﴾...... امام احمد، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کچھ مسلمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ جب سایہ سمٹ جانے کے قریب تھا۔

قَالَ سَيَأْتِيكُمْ رَجُلٌ يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ بِعَيْنِيْ شَيْطَانٍ فَلَا تُكَلِّمُوْهُ .

حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک ایسا شخص تمہارے پاس آئے گا جو تمہیں شیطانی نگاہ سے دیکھے گا لیکن تم اس سے کوئی کلام نہ کرنا۔ کچھ دیر بعد وہاں نیلی آنکھوں والا شخص آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو، فلاں اور فلاں مجھے برے الفاظ سے کیوں یاد کرتے ہو۔ وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ اُنہوں نے قسمیں اُٹھائیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔
اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ .(المجادلہ:18)

ترجمہ کنز الایمان: ''جس دِن اللہ تعالیٰ ان سب کو اُٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔''

(خصائص الکبریٰ ج۲ص ۱۷۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۸۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶)

## مسلمانوں کو امان کی بشارت:

﴿202﴾...... امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْأَحْزَابِ لَنْ يَغْزُوَكُمُ الْمُشْرِكُوْنَ بَعْدَ الْيَوْمِ قَالَهٗ لِأَصْحَابِهٖ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَلَمْ تَغْزُهُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ ذٰلِكَ .

وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ آج کے بعد مشرکین تم پر لشکر کشی نہیں کر سکیں گے۔ اس کے بعد قریش کبھی بھی مسلمانوں

پر لشکر کشی نہ کر سکے۔

(خصائص الکبریٰ ج۱ص ۳۷۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶

## مدنی پھول:

(1) تاریخ گواہ ہے غزوۂ احزاب کے بعد کبھی بھی اہل قریش نے مسلمانوں پر لشکر کشی نہ کی بلکہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق مسلمانوں نے ہی ان پر حملہ کیا اور مکہ فتح ہو گیا۔

## تو نے روزہ نہیں رکھا:

﴿203﴾......امام بیہقی نے ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی الْبَخْتَرِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَتْ اِمْرَأَۃٌ فِی لِسَانِھَا ذَرَابَۃٌ فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَلَمَّا أَمْسَتْ دَعَاھَا اِلٰی طَعَامِہٖ فَقَالَتْ أَمَّا اِنِّی کُنْتُ صَائِمَۃً قَالَ مَا صُمْتِ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الْآخِرُ تَحَفَّظَتْ فَلَمْ یَکُنْ مِنْھَا شَیْءٌ فَلَمَّا أَمْسَتْ دَعَاھَا اِلٰی طَعَامِہٖ فَقَالَتْ اَمَّا اِنِّی کُنْتُ صَائِمَۃً قَالَ الْیَوْمَ صُمْتِ

وہ فرماتے ہیں کہ ایک فحش گو عورت بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ جب شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دی۔ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”تو نے روزہ نہیں رکھا۔“ دُوسرے دِن اس عورت نے پھر روزہ رکھا اور فحش گوئی بالکل نہ کی۔ شام کے وقت رسول کریم ﷺ نے اس کو کھانے پر دعوت دی تو اس نے کہا میں روزے سے ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرا روزہ آج دُرست ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج۲ص ۱۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶

## دو عورتوں کے متعلق خبر:

﴿204﴾......امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دِن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا میری اجازت کے بغیر کوئی شخص

روزہ نہ کھولے۔ تمام لوگوں نے روزے رکھ لیے۔

اِذَا جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِمْرَأَتَانِ مِنْ أَهْلِكَ ظَلَّتَا صَائِمَتَيْنِ وَ اِنَّهُمَا تَسْتَحْيَانِ اَنْ تَأْتِيَاكَ فَأْذَنْ لَهُمَا فَلْيَفْطِرَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَمْ يَصُوْمَا وَ كَيْفَ صَامَ مِنْ ظَلَّ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ اِذْهَبْ فَمُرْهُمَا اِنْ كَانَتَا صَائِمَتَيْنِ فَلْيَسْتَقِيْئَا فَرَجَعَ فَأَخْبَرَهُمَا فَاسْتَقَاءَتَا فَقَاءَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ عَلَقَةً مِنْ دَمٍ فَرَجَعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ لَوْ بَقِيَتْ فِىْ بُطُوْنِهِمَا لَأَكَلَتْهُمَا النَّارُ .

جب شام ہوئی تو ایک شخص حاضر خدمت ہو۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آج سارا دن روزے سے رہا۔ اب آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں روزہ افطار کرلوں۔ آپ ﷺ نے اسے روزہ افطار کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک اور شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! دوعورتوں نے روزہ رکھا ہے لیکن اب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرما رہی ہیں۔ آپ ﷺ انہیں روزہ افطار کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے منہ موڑ لیا۔ اس شخص نے دوبارہ عرض کی۔ آپ ﷺ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کی لیکن آپ ﷺ نے اس سے رُوگردانی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کے پاس جا اور انہیں حکم دے کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا تھا تو قے کریں۔ وہ شخص ان دوعورتوں کے پاس گیا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا۔ ان عورتوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے لوتھڑے تھے۔ اس شخص نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر تمام کیفیت عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت

میں میری جان ہے۔ اگر یہ گوشت کے لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو وہ جہنم کی آگ کا لقمہ بن جاتیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۸۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) ان دونوں عورتوں نے روزہ تو رکھ لیا مگر بعد میں ایک عورت دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں اہل محلہ کے بارے میں گفتگو کرنا شروع ہو گئیں جس طرح عورتوں کی عادت ہوتی ہے پھر ان دونوں نے لوگوں کی خوب غیبتیں کیں۔ غیبت ایک ایسی لعنت ہے جو ہمارے معاشرے کا ناسور بن گئی ہے اور قرآن پاک میں رب تعالیٰ نے غیبت کرنے والے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے والے سے تشبیہ دی ہے۔

اسی وجہ سے اُن دونوں عورتوں کے منہ سے گوشت کے لوتھڑے نکلے کیونکہ وہ روزہ رکھنے کے باوجود بھی غیبت سے باز نہ آئیں۔ یہ تو میرے آقا دو عالم کے داتا ﷺ کا عظیم معجزہ ہے ورنہ آج کل تو ہر طرف غیبت کی وبا عام ہے۔ چھوٹا و بڑا، بچہ و بوڑھا اس میں گرفتار ہے۔ اس کے باوجود بھی اُن کے مونہوں سے گوشت کے لوتھڑے برآمد نہیں ہوتے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں پر مزید احسان یہ فرمایا کہ ان کے پیٹ سے غیبت کے سبب پیدا ہونے والے گوشت کے ٹکڑے نکال باہر کیے۔ ورنہ یہ دونوں ضرور عذابِ نار کی حقدار ہوتیں۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا تھا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ راحت قلب و سینہ ﷺ باذنِ پروردگار اپنے اُمتیوں کے حال سے خبردار ہیں کیونکہ اُمت کے ہر طرح کے اعمال اُن کے سامنے آشکار ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بابانگ دُہل میں پکار پکار کر اسی عقیدہ کا اعلان فرما رہے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ البشر کو خبر نہ ہو

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پدر پہ پسر کو خبر نہ ہو

## غیبت کی تباہ کاریاں:

﴿205﴾...... حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ ایک شخص گوشت کا ایک ٹکڑا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطورِ ہدیہ پیش کرنے کے لیے لایا۔ بعض لوگ کہنے لگے اے زید! آپ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں اور آپ سے گزارش کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کا یہ ٹکڑا ہمیں عطا فرما دیں۔ جب آپ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ میں زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کے ٹکڑے تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے استغفار کیجیے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۸۷ابیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُمتی کے حال سے واقف ہیں:

﴿206﴾...... ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ وہ بہت زیادہ صالح اور باعمل نہ تھا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ عَلِمْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَ فُلَانًا الْجَنَّةَ فَتَعَجَّبَ الْقَوْمُ فَقَامَ رَجُلٌ اِلٰی اَهْلِهٖ فَسَأَلَ اِمْرَأَتَهٗ عَنْ عَمَلِهٖ فَقَالَتْ لَهٗ مَا كَانَ لَهٗ عَمَلٌ كَثِیْرٌ غَیْرَ اَنَّهٗ قَدْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ كَانَ لَا یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ فِیْ لَیْلٍ وَ لَا نَهَارٍ اِلَّا قَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ فَجَاءَ الرَّجُلُ حَتّٰی اِذَا كَانَ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِحَیْثُ یَسْمَعُ الصَّوْتَ نَادٰی مُنَادِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَیْتَ اَهْلَ فُلَانٍ فَسَأَلْتَهُمْ عَنْ عَمَلِهٖ فَاَخْبَرُوْكَ بِكَذَا وَ كَذَا ۔فَقَالَ الرَّجُلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ! کیا تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

فلاں شخص کو جنت میں داخل فرمادیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب کا اظہار کیا۔ ان میں سے ایک شخص فوت ہوجانے والے شخص کی زوجہ محترمہ کے پاس گیا اور اس سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا۔ اس خاتون نے کہا میرا خاوند کوئی زیادہ باعمل نہیں تھا۔ البتہ اس کی یہ عمدہ عادت تھی کہ وہ شب و روز میں جب بھی مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتا تھا تو وہ بھی مؤذن ہی کی طرح کہتا تھا۔ یہ سن کر وہ شخص بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کے لیے آیا۔ جب وہ اتنا دور تھا جہاں سے آسانی سے آواز سنی جا سکتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے کہا تو فلاں شخص کی زوجہ کے پاس گیا تھا۔ تو نے اس کے خاوند کے اعمال کے متعلق سوال کیا اور اس نے تجھے اس کا یہ عمل بتایا۔ اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ لوگوں کی نظر ظاہر کو دیکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باطن کو ملاحظہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ شان تو آپ کے غلاموں کی ہے۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْھَا وَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ یَتَضَاغَوْنَ فِیْھَا ۔

ترجمہ: ''گویا کہ میں جنتیوں کو خوشی سے ملتے اور جہنمیوں کو چیختے ہوئے ملاحظہ کر رہا ہوں۔''

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

(2) معلوم ہوا کہ کام کاج موقوف کر کے اذان سننا اجرِ عظیم کا باعث ہے۔ جیسا کہ سیدی و مرشدی امیر اہل سنت کی تربیت کے مطابق دعوتِ اسلامی والے اذان سے پہلے

یوں اعلان فرماتے ہیں کہ کام کاج موقوف کر کے اذان کا جواب دیجئے اور ڈھیروں ثواب کمایئے۔ اذان کے جواب سے یہ مراد ہے کہ جس طرح مؤذن اذان کے الفاظ کہتا رہے اور سننے والا وہی الفاظ دُہراتا جائے کیونکہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا **قُوْلُوْا مِثْلَ مَا یقول** جیسے مؤذن کہتا جائے اسی کی مثل تم دُہراتے جاؤ۔

جب میں یہ واقعہ تحریر کر رہا تھا اس وقت میں فیضانِ مدینہ سردار آباد کے اُوپر والے پورشن میں تھا تو اتفاقاً فوراً اذان ظہر ہونا شروع ہوگئی تو میں نے فوراً موقوف کیا اور اذان کا جواب دیا الحمدللہ عزوجل۔

علماء کرام زادہ اللہ شرفاً واکراماً فرماتے ہیں جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول ہو اس پر برے خاتمے کا خوف ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

## اہل عرب کی فتح کی خبر:

﴿207﴾...... ''اعلام النبوۃ'' میں ہے۔

**اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ یَوْماً اَلْیَوْمَ نُصِرَتِ الْعَرَبُ عَلَی الْعَجَمِ وَ بِیْ نُصِرُوْا .**

حضور ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ آج اہل عرب کو عجمیوں پر نصرت دے دی گئی ہے۔ ان کی یہ اعانت میری وجہ سے کی گئی ہے۔

جب آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اسی وقت ذی وقار کے واقعہ کی خبر پہنچ گئی۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو عجمیوں پر فتح عطا فرمائی۔ اسی جنگ میں بنو شیبان اور بکر بن وائل قتل ہوئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اہل عرب کو عجمیوں پر غلبہ ملا۔ اس تسلط کی خبر اسی دِن پہنچ گئی جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ آج اہل عرب کو عجمیوں پر فتح دے دی گئی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## کھجور کے نیچے سونے کے برتنوں کی خبر:

﴿208﴾...... ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر کو مفتوح فرمالیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ اس شرط پر صلح فرمائی

کہ وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے چلے جائیں لیکن سونے اور چاندی کو وہ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے۔ پھر کنانہ اور ربیع بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا۔

فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيْنَ آنِيَتُكُمَا الَّتِيْ كُنْتُمَا تُعِيْرَانِهَا أَهْلَ مَكَّةَ قَالَ هَرَبْنَا فَلَمْ نَزَلْ تَضَعُنَا أَرْضٌ وَ تَرْفَعُنَا أُخْرٰى فَأَنْفَقْنَا كُلَّ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُمَا إِنَّكُمَا إِنْ كَتَمْتُمَانِيْ شَيْئًا فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ اسْتَحْلَلْتُ بِهِ دِمَاءَ كُمَا وَ ذَرَارِيَّكُمَا قَالَا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ اِذْهَبْ إِلٰى قُرَاحِ كَذَا وَ كَذَا ثُمَّ ائْتِ النَّخْلَ فَانْظُرْ عَنْ يَمِيْنِكَ أَوْ عَنْ يَسَارِكَ فَانْظُرْ نَخْلَةً مَرْفُوْعَةً فَأْتِنِيْ بِمَا فِيْهَا فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُ بِالْآنِيَةِ وَالْأَمْوَالِ فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمَا وَ سَبٰى أَهْلِيْهِمَا ۔

تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو اُدھار دیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے جواب دیا ہم یہاں سے افراتفری میں بھاگ گئے۔ ایک زمین نے ہمیں ذلیل کردیا جبکہ دوسری نے ہمیں عزت بخشی۔ اس سفر میں ہم نے اپنے تمام مال کو خرچ کردیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم نے کوئی چیز مجھ سے چھپائی تو مجھے اس پر آگاہی ہو جائے گی۔ پھر تمہارا خون میرے لیے مباح ہو جائے گا اور میں تمہاری اولاد کو بھی قتل کردوں گا۔ اُنہوں نے کہا آپ (ﷺ) کا فیصلہ منظور ہے۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور فرمایا۔ فلاں زمین کی طرف جاؤ پھر فلاں کھجوروں کے باغ کی طرف جانا۔ اپنے دائیں بائیں دیکھنا وہاں تمہیں ایک لمبی کھجور نظر آئے گی۔ اس کھجور کے نیچے سے جو کچھ ملے وہ لے آنا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس مقام پر گئے اور وہاں سے بہت سامال اور برتن لے کر آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کی گردنوں کو اُڑا دیا اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

## خودکشی کرنے والے کے بارے میں خبر:

﴿209﴾......امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

**عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا مَاتَ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَمُتْ فَعَادَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا مَاتَ فَقَالَ لَمْ يَمُتْ فَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا نَحَرَ نَفْسَهُ بِمَشْقَصٍ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ۔**

وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی۔ ''فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دُوسری مرتبہ کہا فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے۔ جب اس آدمی نے تیسری مرتبہ یہ بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے ہی تیر کے ساتھ خودکشی کر لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵ ۷ ابیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱)

## مدنی پھول:

(1) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ زجر و توبیخ خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی تاکہ اس کا سدباب ہو سکے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ لہٰذا مفتی بہ قول کے مطابق خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ بہارِ شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو۔''

(بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 827) (فتاویٰ الہندیہ جلد 1 صفحہ 163)

## ناجائز گوشت کا ٹکڑا:

﴿210﴾......امام بیہقی نے انصار کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے۔

دَعَتْ اِمْرَأَةٌ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی طَعَامٍ فَلَمَّا وَضَعَ اَخَذَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لُقْمَۃً فَجَعَلَ یَلُوْکُھَا فِیْ فِمِہٖ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاۃٍ اُخِذَتْ بِغَیْرِ حَقٍّ فَسُئِلَتِ الْمَرْاَۃُ فَذَکَرَتْ اَنَّ جَارِیَتَھَا اَرْسَلَتْھَا بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِھَا ۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا رکھا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لقمہ اُٹھایا اور اسے چبانا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا یہ ٹکڑا ناجائز ہے۔ جب عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کی خادمہ نے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اسے بھیجا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے مال کی مالک نہیں لہٰذا وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ صدقہ وغیرہ نہیں کر سکتی۔ یہ اجازت دو طرح سے ہو سکتی ہے:

صراحتاً شوہر بیوی کو صدقہ کرنے کا کہہ دے یا صراحت تو نہ کرے مگر بیوی کے صدقہ و خیرات پر رضا کا اظہار کرے تو ان دونوں صورتوں میں بیوی کو کچھ صدقہ و خیرات کرنے کی بلا اِذنِ شوہر اجازت ہے ورنہ نہیں۔ آج کل عورتیں جو شوہر کی اجازت کے بغیر آٹا وغیرہ خیرات کر دیتی ہیں یہ جائز ہے کیونکہ عرف ہونے کی وجہ سے شوہر اس پر باخبر ہونے کے باوجود بھی ناراض نہیں ہوتا۔

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز باطنی اور ظاہری حالات کی تفصیل سے آگاہ ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرور! تم پہ کروڑوں درود

## بغیر اذنِ مالک ذبح کی ہوئی بکری:

﴿211﴾...... امام نسائی اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ اس خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو اس عورت نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام دسترخوان پر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ اُٹھا کر منہ میں ڈالا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نگل نہ سکے۔

فَقَالَ هٰذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بکری اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ اس عورت نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اور آلِ معاذ کے درمیان تکلفات کے پردے ختم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کی اشیاء کو استعمال کر لیتے ہیں اور وہ ہماری اشیاء کو تصرف میں لے آتے ہیں۔ وہ ہم سے اشیاء لے لیتے ہیں۔ ہم ان سے اشیاء لے لیتے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۷ بیروت، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۰ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

﴿212﴾...... حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ رزیں میں ایک شخص نے چوری کی۔ اسے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا گیا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے صرف چوری کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس نے دوبارہ چوری کا ارتکاب کیا اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چوری کی تو اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ جب اس نے چوتھی بار چوری کی تو اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو حضرت فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَعْلَمَ بِهٰذَا حَيْثُ اَمَرَ بِقَتْلِهِ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلُوْهُ ۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مستقبل کے حالات جانتے تھے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔اسے لے جا کر قتل کر دو۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے تو پھر آج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں کا عقیدہ یہ کیوں نہ ہو۔لہٰذا اے مذہب اہل سنت رکھنے والو! تمہیں مبارک ہو۔تمہارے حق ہونے کی گواہی 1500 سال پہلے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرما دی تھی۔سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اُمت عنقریب 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔اُن میں سے ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنم میں جائیں گے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ جنتی ہو گا۔فرمایا وہ جماعت ہو گی اور وہ میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر چلتی ہو گی۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑہ پار، اصحابِ رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہیں عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تجھ سے اور جنت سے کیا.مطلب وہابی دُور ہو
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

## شدید آندھی کی خبر:

﴿213﴾......امام مسلم نے ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ تبوک کے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ہم وادی قریٰ میں پہنچے وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اس کے پھل کا اندازہ لگایا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پھل کا اندازہ دس اوسق لگایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا اس باغ کے پھل کا حساب رکھنا۔ہم ان شآء اللہ

تیرے پاس واپس آئیں گے۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے حتیٰ کہ ہم مقام تبوک تک پہنچ گئے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ وَ مَنْ كَانَ لَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى أَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ .

حضور ﷺ نے فرمایا آج تم پر شدید آندھی چلے گی۔ اس آندھی میں کوئی شخص باہر نہ نکلے اور تمام لوگ اپنے اپنے اُونٹوں کو باندھ کر رکھیں۔ اس رات بہت سخت آندھی چلی۔ ایک شخص اپنی جگہ سے اُٹھا، آندھی نے اسے کوہِ طے میں پھینک دیا۔ پھر ہم اپنے واپسی سفر پر رواں ہوئے۔ جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے متعلق پوچھا۔ اس عورت نے عرض کی۔ ''اس کا پھل دس اوسق ہی ہوا تھا۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ کے حکم پر جان و دل سے لبیک کہنا واجب ہے مگر حضور ﷺ کی رائے مبارک پر عمل واجب نہیں ہے لیکن اس پر بھی عمل کرنے میں ہی دُنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

واقعہ مذکورہ میں حضور ﷺ نے آندھی شدیدہ کی خبر دینے کے بعد باہر نہ نکلنے کا مشورہ دیا تھا اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ اگر اس کا حکم کیا ہوتا تو ضرور ہر صحابی کو اس پر عمل کرنا واجب تھا۔ پھر ضرور کسی ایک صحابی کا بھی باہر آنا حضور ﷺ کی نافرمانی تھا۔ لہٰذا جو صحابی باہر نکلے اُنہوں نے معاذ اللہ حضور ﷺ کی نافرمانی نہیں کی بلکہ آپ کی رائے مبارک پر عمل نہ کیا تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُن کو فرمانِ مصطفےٰ ﷺ یاد نہ رہا ہو۔ مگر پھر بھی اُن کو یہ سزا ملی کہ آندھی نے اُن کو اُٹھا کر طے کی پہاڑی پر پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے مشورے پر عمل کرنے میں ہی عافیت ہے کیونکہ حضور ﷺ اپنی اُمت پر سگی ماؤں سے بھی زیادہ رحیم اور

اُمت کے غم خوار ہیں۔ وہ ضرور وہی مشورہ عطا فرمائیں گے جس میں دُنیا و آخرت کی ہر بھلائی موجود ہوگی۔

اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پدر پہ پسر کو خبر نہ ہو

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

## سمندری جانور:

﴿214﴾......امام مسلم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر پر رواں دواں تھے۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھلائے گا۔ کچھ دیر بعد ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ سمندر نے ایک بہت بڑا جانور کنارے پر پھینک دیا۔ ہم نے آگ جلائی اس جانور کو بھونا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھوک کی شدت سے تنگ آ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت پر حاضر ہوئے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے خوب اچھی طرح آگاہ ہیں کہ رزق کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا، رزق کی التجاء کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا:

لا و رَبِّ العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی کونین میں نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت اللہ والوں کے پاس آنا شرک نہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

## حضور ﷺ نے بوڑھے باپ کے دِل میں آنے والی بات کو جان لیا:

﴿215﴾......حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَّاْخُذَ مَالِیْ فَدَعَا اَبَاهُ فَهَبَطَ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اَنَّ الشَّیْخَ قَدْ قَالَ فِیْ نَفْسِهٖ شَیْئًا لَمْ تَسْمَعْهُ اُذُنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتَ فِیْ نَفْسِكَ شَیْئًا لَمْ تَسْمَعْهُ اُذُنَاكَ قَالَ لَا یَزَالُ یَزِیْدُنَا اللّٰهُ بِكَ بَصِیْرَةً وَ یَقِیْنًا نَعَم .

ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے والد کو بلایا۔ حضرت جبرائیل امین بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اس بوڑھے نے اپنے دِل میں وہ بات کہی ہے جس کو اس کے کان بھی نہیں سن سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بوڑھے سے کہا تو نے اپنے دِل میں وہ بات کہی ہے جس کو تیرے کان بھی نہیں سن سکے۔ اس ضعیف و ناتواں بوڑھے نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ہمارے یقینوں اور ہماری بصیرت میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بات بیان کرو تو اس وقت اس کمزور بوڑھے نے یہ اشعار پڑھے:

(1) ''جب تو بچہ تھا تو میں تجھے خوراک دیتا رہا اور جب تو جوان ہو گیا تو میں نے تیرے ساتھ اُمیدیں وابستہ کر لیں۔ میری اس محبت کی وجہ سے جو میں تجھ پر نچھاور کرتا رہا تو پروان چڑھتا رہا۔''

(2) ''جب بیماری کی وجہ سے رات تم پر تنگ ہو جاتی تو میں تیرے مرض کی وجہ سے

وہ رات بیداری اور اضطراب میں گزارتا۔''

(3) ''میرا نفس تیری ہلاکت کی وجہ سے پریشان رہتا بلاشبہ تو جانتا ہے کہ موت یقینی ہے اور وقت مقرر پر ضرور آئے گی۔''

(4) ''مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ میں بھی اسی مرض میں مبتلا ہوں جس میں تو گرفتار ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔''

(5) ''جب تو بالغ ہوا اور اس کمال کو پہنچا جس میں میں نے تیرے ساتھ اپنی اُمنگیں لگا رکھی تھیں۔''

(6) ''تو نے مجھے تشدد اور سختی کے ساتھ سزا دی گویا کہ تو ہی نعمتیں عطا کرنے والا اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔''

(1) ''جب تو میرا یہ حق ادا نہیں کرتا کہ میں تیرا باپ ہوں تو پھر میرے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آ جس طرح ایک پڑوسی دُوسرے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔''

جب آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے درد ناک اور کرب انگیز اشعار سنے تو آپ ﷺ رونے لگے۔ آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے بیٹے کے گریبان کو پکڑا اور فرمایا:

اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِیْكَ ۔ ترجمہ: ''تو اور تیرا مال سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) باپ کو بیٹے کے مال میں مکمل تصرف کی اجازت ہے کیونکہ یہ گویا کہ باپ کا ہی مال ہے۔ آج کل باپ بے چارہ پائی پائی کے لیے ترس رہا ہوتا ہے اور اولاد لاکھوں میں کھیل رہی ہوتی ہے۔ ایسی اولاد ذرا تصور کرے کہ جب انہیں معاشرے میں کوئی حیثیت حاصل نہ تھی تو اِس کے باپ نے ہی دِن رات محنت کر کے ان کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ اگر اس محسن باپ کو آج روپے کی ضرورت ہے تو انہیں بھی ہرگز بخل کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

## اہل عرب میں عداوت کی خبر:

﴿216﴾...... حضرت امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَ لٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا شیطان اب اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اب اہل عرب اس کی عبادت کریں لیکن اب بھی اہل عرب کے مابین عداوت رہے گی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦)

## میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہیں ہو گے:

﴿217﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَ اَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ اَنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ اَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا وَ اِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَ اِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَ لٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ ۔

غزوہ اُحد کے آٹھ سال بعد آپ ﷺ نے شہدائے اُحد کے لیے دُعا فرمائی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہوں۔ پھر آپ ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے

یہاں سے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں گا۔ مجھ سے تم حوضِ کوثر پر ملو گے۔ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دُنیا کے حصول میں ایک دُوسرے سے مقابلہ کرو گے۔ ایک دُوسرے کے خلاف جنگ کرو گے اور اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے قومیں ہلاک ہوئیں۔

(بخاری ج ۳ ص ۱۰۹۹ حدیث ۴۰۴۲ مطبوعہ الطاف سنز: خصائص الکبریٰ ج ۲: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مزارات پر جا کر دُعا کرنا سنت سے ثابت ہے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ ہر سال شہدائے اُحد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دُعا فرماتے۔

(2) یہ بھی معلوم ہوا کہ زندوں کی دُعا مردوں کو فائدہ بھی دیتی ہے اور اسی طرح بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دُوسرے مسلمانوں کو ایصال کرنا بھی جائز ہے اور یہ پہنچتا بھی ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو ایک دُوسرے کے لیے دُعا کا حکم دیا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئی تو اُنہوں نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے راستے میں کنواں کھدوایا اور فرمایا۔ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ "یہ اُم سعد کا کنواں ہے۔"

کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ ترجمہ: "انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ جو اس نے خود کیا۔" اس سے ثابت ہوا کہ زندوں کا کیا ہوا ایصالِ ثواب بھی مردوں کو فائدہ نہیں دیتا کیونکہ مرنے والے نے اسے خود نہیں کیا؟ جواب (1): یہاں انسان سے مراد کافر ہے۔ یعنی کافر کے لیے وہی ہے جو اس نے خود کیا مگر مسلمانوں کو دُوسرے مسلمانوں کے اچھے عمل کا ثواب پہنچے گا جیسے احادیث سے

ثابت ہے کہ مسلمانوں کے بچے جن کا بچپن میں انتقال ہو گیا بغیر عمل کے جنت میں جائیں گے اور درجات پائیں گے۔ (نجوم الفرقان)

جواب (2): اگر انسان سے مراد مسلمان ہی ہے تو یہاں پر لام ملکیت کا ہے یعنی انسان کی ملکیت میں وہی اعمال ہیں جو اس نے خود کیے ہیں۔ انہی پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے نہ معلوم کوئی دوسرا ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے۔ اس اُمید پر اپنے عمل سے غافل نہ رہے۔

(خزائن العرفان)

(3) حضور ﷺ نے منبر پر تشریف لا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ میں تم سے پہلے جانے والا ہوں۔ معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے انجام کی خبر ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ (معاذ اللہ) اپنی بھی خبر نہیں رکھتے وہ لوگ صحیحین کی اس حدیث پاک کو بار بار پڑھیں۔ الحمد للہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ باذنِ پروردگار ہر نبی غیب پر خبردار ہے تو سردارِ انبیاء کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔

## اعتراض:

اگر ہر نبی غیب کو جانتا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام بھی نبی تھے۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے رہے اگر انہیں یوسف علیہ السلام کی خبر ہوتی تو روتے کیوں؟

## جواب:

حاشا ان کا رونا حضرت یوسف علیہ السلام سے بے خبری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ رب تعالیٰ کو اپنے پیاروں کا رونا بہت پسند اور رب کے ہاں یہ بلندی درجات کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بھی وہ کام کرتے ہیں جو رب کو پسند ہے اور آپ علیہ السلام رب کی رضا کے حصول کی خاطر روتے رہے ورنہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں تو آپ علیہ السلام باخبر تھے اور قرآن سے اس بات کا ثبوت موجود ہے۔

(i) جب زُلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گھر میں بند کر کے اپنی بری خواہش کو پورا کرنا چاہا تو اس بند مکان میں حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اور دانت تلے اُنگلی دبا کر اشارہ کیا کہ بیٹا ہرگز یہ کام نہ کرنا کہ یہ کام تمہارا نہیں ہے کہ تم نبی کے بیٹے

ہو۔اس کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ ھَمَّ بِھَا لَوْ لَا اَنْ رَّاٰی بُرْھَانَ رَبِّہٖ ۔

ترجمہ: ''وہ بھی زُلیخا کا قصد کر لیتے اگر رب کی دلیل نہ دیکھتے۔رب کی دلیل سے مراد یعقوب علیہ السلام ہیں۔'' (رُوح البیان)

(ii) یہ بھی دیکھیے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور آپ علیہ السلام کو قمیص دیکھ کر اور بھیڑیئے کے بتانے پر ان کا جھوٹ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے کی تلاش میں جنگل کیوں نہ گئے؟ معلوم ہوا کہ باخبر تھے اور جانتے تھے کہ فرزند ارجمند سے ملک مصر میں ملاقات ہو گی کیونکہ اسی میں رب کی رضا ہے۔

جے سوہنا میرے دُکھ وِچ راضی
تے میں سکھ نوں چلے پاواں

اسی طرح یوسف علیہ السلام کو بھی بہت سے مواقع ملے وہ اپنی موجودگی کی اطلاع والد تک پہنچا سکتے تھے مگر ایسا نہ کیا کیونکہ یوسف علیہ السلام جانتے تھے جو پہلے ہی باخبر ہے اسے اطلاع کی کیا حاجت؟

معلوم ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان میں بیٹھے اپنے پیارے بیٹے یوسف علیہ السلام کی ہر حرکت سے واقف ہیں۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے تو نبیوں کے آقا، دو عالم کے داتا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ اپنی طیبہ و طاہرہ بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات سے باخبر نہ تھا۔ حاشا وہ ضرور ضرور باخبر تھے اور جانتے تھے کہ منافقین نے جو تہمت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی ہے آپ رضی اللہ عنہا اس سے بری ہیں۔ مگر جو رب ان کو اتنا علم دیتا ہے وہ اس کو کنٹرول کرنے کی طاقت بھی عطا فرما دیتا ہے۔ وہ جانتے ہیں، دیکھتے ہیں مگر بے مرضیءِ الٰہی راز فاش نہیں کرتے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(4) نظرِ مصطفیٰ ﷺ میں وہ کمال ہے کہ دُنیا میں بیٹھے ہی حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جس کی نظر کا یہ عالم ہو اس کی ذات کا عالم کیا ہوگا۔

(5) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ ﷺ شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ کچھ لوگ بھولے بھالے سنی بھائیوں کو ہر وقت شرک کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کو مشرکین کی صف میں شامل کرنے والے ذرا خیال کریں کہ سرورِ دوجہاں ﷺ تو اُمت مسلمہ کو شرک سے محفوظ رہنے کا مژدہ سنا رہے ہیں کہ مجھے تمہارا دُنیا میں مشغول ہو جانے کا تو خوف ہے مگر وقوعِ شرک کا ذرا خوف نہیں۔ اب ذرا ٹھنڈے دِل سے بتایئے یہ لوگ اُمت مسلمہ کے اعمالِ صالحہ پر شرک کے فتوے لگا کر شیطان کو خوش کر رہے ہیں یا رب رحمٰن کو؟

حدیث شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ:

اَیُّھَا رَجُلٌ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا ۔

ترجمہ: ''جس نے اپنے بھائی پر کفر کا فتویٰ لگایا تحقیق وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹے گا۔'' (متفق علیہ)

اگر وہ حقیقی کافر ہے فبھا ورنہ کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
ایسے برے مذہب پر لعنت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

## اپنے وصال کی خبر:

﴿218﴾...... حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْداً خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہُ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَا شَاءَ وَ بَیْنَ مَا عِنْدَہُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَہُ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَ قَالَ

فَدَیْنَاکَ بِآبَائِنَا وَ اُمَّھَاتِنَا ۔

حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو دُنیا کی نمود و نمائش اور شوکت وسطوت کو پسند کر لے یا پھر اس چیز کو چن لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے والدین آپ پر فدا ہوں۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا اس بزرگ کو دیکھو کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اختیار کی بات کی ہے اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے والدین آپ ﷺ پر نثار ہوں۔ وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا تھا وہ سرورِ کائنات ﷺ کی ذات تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦)

## غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کے خلاف جمع ہونے کی خبر:

﴿219﴾...... امام بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعِیَ الْاَكَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ كَثِیْرٌ وَ لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّیْلِ وَ لَیَنْزَعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَ لَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قِیْلَ وَ مَا الْوَهْنُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَ كَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ ۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب دیگر اقوام تمہارے خلاف اس طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح لوگ دستر خوان پر جمع ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس دن ہماری تعداد کم ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس دن تمہاری تعداد کثیر ہو گی لیکن تم خس و خاشاک کی طرح ہو

جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارے رعب کو ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ''وہن'' کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہن'' سے مراد دُنیا کی محبت اور موت سے نفرت ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## موجودہ دور کی خبر:

﴿220﴾......امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِیْ بِمَ أَخَذَ الْمَالَ بِحَلَالٍ أَمْ بِحَرَامٍ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہ مال کے حصول میں حلال اور حرام کی تمیز نہیں کریں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) جس زمانہ کی رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی آج وہ زمانہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ آج اس دورِ جدید میں فقط مال کے حصول کے لیے حلال و حرام کی تمیز بھلا دی گئی ہے۔ مال چاہیے خواہ حلال طریقہ سے حاصل ہو یا حرام سے۔ لوگوں کو قرض دے کر اس پر نفع کی شرط لگائی جاتی ہے۔ حالانکہ شریعت کہتی ہے۔ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا ۔ ترجمہ: ''ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچے وہ سود ہے۔'' یعنی آج سود کے ذریعے مال کو حاصل کیا جاتا ہے جو کہ حرام ہے اور بینک میں (سیونگ اکاؤنٹ) وغیرہ میں اپنا پیسہ فکس کروا کے سود لیا جاتا ہے حالانکہ سود لینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اس کے علاوہ انشورنس کے طور پر پیسہ جمع کروا کے بذریعہ سود حرام مال کا حصول کیا جاتا ہے۔

اور اس کے علاوہ جوا کے ذریعے مال حرام کا حصول عام ہے۔ جوا کی تعریف اور اس کی چند صورتیں درج کی جاتی ہیں۔

## جوا کی تعریف:

كُلُّ لَعِبٍ يُشْتَرَطُ فِيهِ غَالِبًا مِنَ الْمُتَغَالِبِينَ شَيْئًا مِنَ الْمَغْلُوبِ ۔

ترجمہ: ''ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ مغلوب (ناکام ہونے والے) کی کوئی چیز غالب (کامیاب ہونے والے) کو دی جائے گی یہ جوا ہے۔

سیدی و مرشدی امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں جوئے کی چند صورتیں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آج کل دُنیا میں جوئے کے نت نئے طریقے رائج ہیں اُن میں سے 6 یہ ہیں:

### (1) لاٹری:

اس طریقۂ کار میں لاکھوں کروڑوں روپے کے انعامات کا لالچ دے کر لاکھوں ٹکٹ معمولی رقم کے بدلے فروخت کیے جاتے ہیں پھر قرعہ اندازی کے ذریعے کامیاب ہونے والوں میں چند لاکھ یا چند کروڑ روپے تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جبکہ بقیہ افراد کی رقم ڈوب جاتی ہے، یہ بھی جوا ہی کی ایک صورت ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

### (2) پرائز بانڈ کی پرچی:

حکومت پاکستان (40,000-15,000-750-1,500-7,500-200) روپے کی قیمت کے انعامی بانڈز بینک کے ذریعے جاری کرتی ہے اور جدول کے مطابق ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے کروڑوں روپے کے انعامات خریداروں میں تقسیم کرتی ہے جس کا انعام نہیں نکلتا اُس کی بھی رقم محفوظ رہتی ہے وہ اسے جب چاہے بھنا (یعنی کیش کروا) سکتا ہے۔ یہ جواز (یعنی جائز ہونے) کی صورت ہے اور جوئے میں داخل نہیں۔ لیکن اس کے متوازی بعض لوگ انعامی بانڈز کی پرچیاں بیچتے ہیں، ان پرچیوں کی خرید و فروخت، غیر قانونی ناجائز و حرام ہے کیونکہ بیچنے والا حکومت کی طرف سے جاری کردہ پرائز بانڈز اپنے ہی پاس رکھتا ہے (بلکہ بعض اوقات تو پرائز بانڈ بھی بیچنے والے کے پاس نہیں ہوتے) پرچی بیچنے والا خریدار کو قلیل رقم کے بدلے پرچی پر محض ایک نمبر لکھ کر دے دیتا ہے

کہ اگر اس نمبر پر انعام نکل آیا تو میں تمہیں اتنی رقم دُوں گا۔انعامی پرچی کا یہ کام بھی جوا ہے کیونکہ اس میں انعام نہ نکلنے کی صورت
میں خریدار کی رقم ڈوب جاتی ہے۔

## (3) موبائل میسجز اور جوا:

موبائل پر مختلف سوالات پر مبنی میسجز (Messages) بھیجے جاتے ہیں۔جس میں مثلاً کون سی ٹیم میچ جیتے گی؟ یا پاکستان کس دِن بنا تھا؟ دُرست جوابات دینے والوں کے لیے مختلف انعامات رکھے جاتے ہیں، شرکت کرنے والے کے ''موبائل بیلنس'' سے قلیل رقم مثلاً دس روپے کٹ جاتی ہے، جن کا انعام نہیں نکلتا ان کی رقم ضائع ہو جاتی ہے، یہ بھی جوا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

## (4) معمہ:

اس میں ایک یا ایک سے زیادہ سوالات حل کرنے کے لیے دیئے جاتے ہیں جس کا حل منتظمین کی مرضی کے مطابق نکل آئے اسے انعام دیا جاتا ہے، انعامات کی تعداد تین یا چار یا اس سے زائد بھی ہوتی ہیں لہٰذا دُرست حل زیادہ تعداد میں نکلیں تو قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ ہوتا ہے۔اس کھیل میں بہت سارے افراد شریک ہوتے ہیں، ان کی شرکت دو طرح سے ہوتی ہے۔(1) مفت (2) معمولی فیس دے کر، اگر شرکاء سے کسی قسم کی فیس نہ لی جائے تو اور کوئی مانع شرعی نہ ہونے کی صورت میں انعام کا لینا جائز ہے۔جس میں شرکاء سے فیس لی جاتی ہے اُس میں انعام ملے یا نہ ملے رقم ڈوب جاتی ہے۔یہ صورت جوا کی ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

## (5) پیسے جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا:

بعض افراد یا دوست آپس میں تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کرتے ہیں کہ جس کا نام نکلا ساری رقم اس کو ملے گی، یہ بھی جوا ہے کیونکہ بقیہ افراد کی رقم ڈوب جاتی ہے۔اسی طرح بعض اوقات پیسے جمع کر کے کتاب یا دوسری چیز خریدی جاتی ہے کہ جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا اسے یہ کتاب دے دی جائے گی یہ بھی جوا ہی ہے۔خریدنے

والوں کو قرعہ اندازی کر کے انعامات دیتی ہیں یہ جائز ہے کیونکہ اس میں کسی کی بھی رقم نہیں ڈوبتی۔

## (6) مختلف کھیلوں میں شرط لگانا:

ہمارے یہاں مختلف کھیل مثل گھڑ دوڑ، کرکٹ، کیرم، بلیئرڈ، تاش، شطرنج وغیرہ پر دو طرفہ شرط لگا کر کھیلے جاتے ہیں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنی رقم یا فلاں چیز دے گا یہ بھی جوا ہے اور ناجائز و حرام۔ کیرم اور بلیئرڈ کلب وغیرہ میں کھیلتے وقت عموماً یہ شرط رکھی جاتی ہے کہ کلب کے مالک کی فیس ہارنے والا ادا کرے گا، یہ بھی جوا ہے۔ بعض ''نادان'' گھروں میں مختلف کھیلوں مثلاً تاش یا لڈو پر دو طرفہ شرط لگا کر کھیلتے ہیں اور کم علمی کے باعث اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے وہ بھی سنبھل جائیں کہ یہ بھی جوا ہے اور جوا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

## جوئے سے توبہ کا طریقہ:

جوا کھیلنے والا اگر نادم ہوا تو اُس کو چاہیے کہ بارگاہِ الٰہی میں سچی توبہ کرے مگر جو کچھ مال جیتا ہے وہ بدستور حرام ہی رہے گا۔ اس ضمن میں رہنمائی کرتے ہوئے میرے آقا حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے اور اس سے برأت (یعنی نجات) کی یہی صورت ہے کہ جس سے جتنا جتنا مال جیتا ہے اُسے واپس دے یا جیسے بنے اُسے راضی کر کے معاف کرالے۔ وہ نہ ہو تو اُس کے وارثوں کو واپس کر دے یا اُن میں جو عاقل بالغ ہوں ان کا حصہ اُن کی رضا مندی سے معاف کرالے۔ باقیوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اس کی معافی ممکن نہیں اور جن لوگوں کو پتا کسی طرح نہ چلے، نہ اُن کا، نہ اُن کے ورثاء کا، اُن سے جس قدر جیتا اُن کی نیت سے خیرات کرے، اگر چہ (خود) اپنے (ہی) محتاج بہن بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے۔ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: غرض جہاں جہاں جس قدر یاد ہو سکے کہ اتنا مال فلاں سے ہار جیت میں زیادہ پڑا تھا، اُتنا تو انہیں یا اُن کے وارثوں کو دے، یہ نہ ہوں تو اُن کی نیت سے تصدق (یعنی صدقہ) کرے اور زیادہ پڑنے کے یہ معنی کہ مثلاً ایک شخص سے دس بارہ جوا

کھیلا کبھی یہ جیتا کبھی یہ، اُس
(یعنی سامنے والے جواری) کے جیتنے کی (رقم کی) مقدار مثلاً سو روپے کو پہنچی اور یہ (خود) سب دفعہ ملا کے سوا سو جیتا، تو سو سو برابر ہو گئے۔ پچیس اُس (یعنی سامنے والے جواری) کے دینے رہے۔ اتنے ہی اسے واپس دے۔ وعلی ھذا القیاس (یعنی اور اسی پر قیاس کر لیجئے) اور جہاں یاد نہ آئے کہ (جوا کھیلنے والے) کون کون لوگ تھے اور کتنا (مال جوئے میں جیت) لیا، وہاں زیادہ سے زیادہ (مقدار کا) تخمینہ (یعنی اندازہ) لگائے کہ اس تمام مدت میں کس قدر مال جوئے سے کمایا ہوگا اُتنا مالکوں (یعنی اُن نامعلوم جواریوں) کی نیت سے خیرات کر دے۔ عاقبت یونہی پاک ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

# (غیبت کی تباہ کاریاں لامیر اہلسنّت)

## امام ابوحنیفہ کے بارے میں بشارت:

﴿221﴾......ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ .

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر علم ثریا پہ بھی ہوتا پھر بھی فارس کے بیٹے اسے حاصل کر لیتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

فارس کے بیٹوں سے مراد امام ابوحنیفہ اور فارس کے محدثین اور فقہاء رحمھم اللہ ہیں۔

## دین کے لئے دریا میں گھوڑے ڈالنے کی خبر:

﴿222﴾......ابونعیم نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَظْهَرُ الدِّيْنُ حَتّٰى يُجَاوِزَ الْبِحَارَ وَ حَتّٰى تَخَاضَ الْبِحَارَ

بِالْخَيْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس دین کا اتنا غلبہ ہوگا کہ وہ سمندروں کو تجاوز کر جائے گا حتیٰ کہ رضائے الٰہی کے لیے گھوڑوں کو سمندروں میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گی۔ وہ کہے گی ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ قاری کون ہے؟ ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ ہم سے زیادہ عالم کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی نہ ہوگی، ایسے لوگ تو آگ کا ایندھن ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

حضور ﷺ کی یہ خبر اس وقت پوری ہوئی جب عہدِ فاروقی میں ایک جنگ کے موقع پر طارق بن زیاد نے دریا میں گھوڑے ڈالے تھے:

ایک جنگ کے موقعہ پر جب دُشمنوں نے بھاگنے کے لیے سمندری راستہ اختیار کیا اور سمندر میں کشتیاں ڈال دیں تو مسلمانوں کا سپہ سالار طارق بن زیاد اپنی فوج لے کر جب سمندر کے کنارے پر پہنچا تو رُک گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کریں۔ تھوڑی دیر بعد حکم جاری کیا کہ گھوڑوں سمیت سمندر میں داخل ہو جاؤ۔ مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور دُشمن تک پہنچ گئے۔ اس واقعہ کی خبر مدنی سرکار ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں ہی دے دی تھی جو سرکار ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔

## شراب کو مختلف نام دینے کی خبر:

﴿223﴾...... ابن قانع نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے،

عَنْ حَجْرِ بْنِ عَدِىٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ قَوْماً مِنْ اُمَّتِىْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا

حضور ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا ایک گروہ شراب پئے گا اور اس کا نام

تبدیل کر کے دُوسرے نام سے موسوم کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## چند درہموں کے بدلے دین بیچنے کی خبر:

﴿224﴾......ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَقُوْمَ الْقَائِمُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَبِيْعُنَا دِيْنَهُ بِكَفٍّ مِنْ دَرَاهِمَ ۔

خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سلسلہ روز وشب جاری رہے گا حتیٰ کہ ایک کھڑا ہونے والا کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا کہ چند درہموں کے عوض میرا دین کون خریدے گا؟

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی خبر کے مطابق آج کفر اختیار کرنے کا سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ دُنیا کے گھٹیا مال کی خاطر گلوکار گانوں میں اور قوال قوالیوں میں کفریات بکتے ذرا خوف نہیں کرتے۔ عشقیہ وفسقیہ گانوں میں اللہ تعالیٰ پر اعتراضات اور اس ذاتِ پاک پر گلہ وشکوہ کا سلسلہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ یہ لوگ صرف اور صرف مالِ دُنیا کے حصول کی خاطر اپنے دین وایمان کو بیچنے میں مصروف ہیں۔ زبان وقلم اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب کانپتے ہیں مگر قارئین کی اصلاح کی خاطر ایک پنجابی گانے کا ایک مصرعہ پیش کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا گیا ہے:

نصیب ساڈے لکھے رب نے کچی پنسل نال

اس میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاً تو ہماری قسمت میں خوشیاں لکھی ہی نہیں اور اگر چند خوشیاں ہمارے نصیب میں لکھی ہیں تو وہ بھی کچی پنسل کے ساتھ جو جلد مٹ جاتی ہے۔ اس طرح تقدیر میں لکھی ہوئی خوشیاں بھی ہمیں نصیب نہیں

ہوتیں۔

اس قول بد تر از بول میں اللہ تعالیٰ پر دو اعتراضات کیے گئے ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نصیب میں خوشیاں بہت کم لکھی ہیں۔

## (2) اللہ تعالیٰ کا تقدیری نظام بہت زیادہ ناقص ہے۔

دونوں اعتراضات صریح کفر ہیں۔ میرے پیرو مرشد امیر اہل سنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب کفریہ کلمات میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا قطعی کفر اور معترض کافر و مرتد ہو جائے گا۔

(کفریہ کلمات ص141)

اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا کفر کیوں ہے اس کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم فتویٰ بطورِ اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی اور کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت (عنایت) فرما دے۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔

ترجمہ کنزالایمان: ''اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔'' (پ7 الانعام35)

## اللہ تعالیٰ چاہتا تو کسی کو بھوک ہی نہ لگتی:

مگر اس نے دُنیا کو عالم اسباب بنایا اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے۔ وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتنے (یعنی ہل چلانے) سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اُس عزوجل نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف (فرق) رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں

پیٹ اس کے در سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔غرض ہر چیز میں،اس کی نیرنگیاں ہیں (مگر) احمق بد عقل، یا اجہل بد دین (یعنی سخت جاہل گمراہ) وہ اس کی ناموس (بارگاہِ عظمت) میں چون و چرا کرے کہ ''یوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا؟'' سنتا ہے! اس کی شان ہے:

اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۔

ترجمہ کنز الایمان: ''کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دُنیا کی زندگی میں بانٹا۔'' (پ25 الزخرف 32)

یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ۔

ترجمہ کنز الایمان: ''اللہ عزوجل جو چاہے کرے۔'' (پ13 ابراہیم 27)

اس کی شان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۔

ترجمہ کنز الایمان: ''اللہ عزوجل حکم فرماتا ہے جو چاہے۔'' (پ6 المائدہ 1)

اس کی شان ہے:

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُوْنَ ۔

ترجمہ کنز الایمان: ''اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔'' (پ17 الانبیاء 23)

## ہزاروں اینٹوں کی تقسیم کی بہترین مثال:

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانچ سو (500) مسجد میں لگائیں، پانچ سو (500) پاخانہ کی زمین اور قدمچوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے (بھٹی) سے پکی ہوئی، ایک روپے کی مول لی (یعنی خریدی) ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، اُن پانچ سو (500) میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف (استعمال) کیں؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست (نجاست خانے) میں رکھیں۔

اگر کوئی احمق اسے (اپنے پلے سے اینٹیں خرید کر لگانے والے) سے پوچھے تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

بادشاہ سے اُلجھنے والے فقیر کو کوئی عقل مند نہیں کہتا: جب مجازی (غیر حقیقی) جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی ملک کا کیا پوچھنا! ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دم زدن (دم مارنے کی جرأت) کیا معنی! کیا کوئی اس کا ہمسر (ہم پلہ) یا اس پر افسر ہے جو اس سے "کیوں اور کیا" کہے! مالک علی الاطلاق (یعنی مالک مطلق، ہر کام کا مالک مختار) ہے۔ بے اشتراک ہے (شرکت سے پاک) جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھجایا ہے، شامت نے گھیرا ہے۔ اس (بادشاہ سے اُلجھنے والے) سے ہر عاقل (یعنی عقلمند) یہی کہے گا: اَو بد عقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا وہ کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دَخل دینے کی کیا مجال!

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
نظام مملکت خویش خسرواں دانند

"تو خاک نشین گداگر ہے اے حافظ! شور مت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں۔" (فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۲۹۳)

## عبداللہ بن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے گورنر ہونے کی خبر:

﴿225﴾...... امام احمد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بصرہ میں آئے۔ وہاں کے گورنر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ وہاں اُنہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بار بار کہہ رہا تھا۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ ۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا میں ایک معزز شخص کا فدیہ لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کا تو فدیہ لے کر آیا ہے وہ وہاں ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس کا فدیہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آلِ محمد کے لیے جائز نہیں کہ ہم آلِ اسماعیل میں سے کسی

شخص کا فدیہ لیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں طویل عمر ملی تو تم خود مشاہدہ کرو گے کہ لوگ اس طرح ہوں گے جس طرح بکریاں دو حوضوں کے درمیان ہوتی ہیں۔ کبھی وہ اس حوض پر جاتی ہیں کبھی وہ دُوسرے حوض پر جاتی ہیں۔ اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کبھی وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت طلب کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اذنِ باریابی چاہتے ہیں۔ جب میں ان کی یہ کیفیت دیکھتا ہوں تو مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آجاتا ہے۔

## امامت کے لیے امام نہیں ملے گا:

﴿226﴾......ابن سعد اور ابن ماجہ نے حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحَرِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ يَقُوْمُوْنَ سَاعَةً لَا يَجِدُوْنَ اِمَامًا يُصَلِّیْ بِهِمْ.

وہ فرماتی ہیں میں نے سرورِ عالم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری اُمت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ صف باندھے کھڑے ہوں گے، انہیں امامت کروانے کے لیے کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) سرکارِ مدینہ ﷺ نے جس دور کی خبر عطا فرمائی آج وہ دور پوری آب و تاب سے موجود ہے۔ میں ایک جگہ حاضر ہوا وہاں لوگ صفیں باندھ کر کھڑے ایک دُوسرے کو امامت کے لیے آگے کر رہے تھے کوئی امامت کے لیے تیار نہ تھا۔ یہ حدیث پاک اس دور کی پوری پوری عکاسی کرتی ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے آنے والے واقعات کو اپنی نظرِ نبوت سے دیکھ لیا تھا اور آپ ﷺ اپنی اُمت کے ان حالات سے پوری طرح آگاہ تھے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

## جاہلوں کو رہنما بنانے کی خبر:

﴿227﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً یَنْتَزِعُهُ وَ لٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ فَاِذَا لَمْ یَبْقَ عِلْمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسَاءَ جُهَّالاً فَسَئَلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَ اَضَلُّوْا .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم چھینے گا نہیں بلکہ وہ علماء کو اُٹھا لے گا۔ جب علم ناپید ہو جائے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما بنالیں گے۔ لوگ ان جاہلوں سے سوال کریں گے وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## سرِعام بدکاری ہونے کی خبر:

﴿228﴾...... طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دین عظمت و رفعت کی بلندیوں تک بھی پہنچے گا اور زوال پذیر بھی ہوگا۔ یہ اتنا رفیع الشان ہو جائے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوگا۔ اس میں صرف ایک یا دو فاسق تعلیم سے بے بہرہ رہیں گے۔ وہ اپنے قبیلے میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ جب بھی وہ گفتگو کریں گے انہیں جھڑک دیا جائے گا۔ اور یہ دین یہاں تک زوال پذیر ہوگا کہ ایک قبیلہ پورے کا پورا جفا پیشہ اور گناہ گار ہوگا۔ اس میں سے صرف ایک یا دو شخص ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوں گے۔ وہ بھی اپنے قبیلے میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کرنا چاہیں گے تو انہیں ڈانٹ دیا جائے گا۔ اس وقت بعد میں آنے والے پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ حالانکہ وہ خود ہی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ وہ اعلانیہ شراب نوشی کریں گے۔

حَتّٰی تَمُرُّ الْمَرْاَۃُ بِالْقَوْمِ فَیَقُوْمُ اِلَیْهَا بَعْضُهُمْ فَیَرْفَعُ بِذَیْلِهَا کَمَا

يَرْفَعُ بِذَنْبِ النَّعْجَةِ فَقَائِلٌ يَقُوْلُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا وَارَيْتَهَا وَرَاءَ الْحَائِطِ فَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيْهِمْ مِثْلَ أَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِيْكُمْ فَمَنْ أَمَرَ يَوْمَئِذٍ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَلَهُ أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِمَّنْ رَآنِیْ وَ آمَنَ بِیْ وَ أَطَاعَنِیْ وَ بَايَعَنِیْ ۔

اس وقت کیفیت یہ ہو جائے گی کہ ایک عورت ایک قوم کے پاس سے گزرے گی، ایک شخص اس کی طرف جا کر اس کے دامن کو اُٹھا کر یوں بدکاری کرنا شروع کرے گا جس طرح کہ بھیڑ کی دُم کو اُٹھایا جاتا ہے۔ ایک کہنے والا اس سے صرف اتنا ہی کہے گا۔ تو اس عورت کو دیوار کے پیچھے ہی لے جاتا۔ وہ کہنے والا اس زمانہ میں اسی شان کا حامل ہوگا جیسے اس دور میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ وہ شخص جو اس وقت نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اسے پچاس ایسے افراد کا اجر ملے گا جنہوں نے مجھے دیکھا، مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

(خصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۶۲ بیروت، حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۹۰ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶)

## مدنی پھول:

(۱) آج کل یہی حال ہے کہ اگر خاندان میں سے کوئی علم دین حاصل کر لیتا ہے اس بیچارے کو ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اگر وہ کوئی بات کرتا ہے تو اس کو خشک مولوی یا مولوی کہہ کر حقارت سے جھڑک دیا جاتا ہے۔ مسلم ممالک میں تو ابھی زنا و بدکاری اتنی عام نہیں ہے مگر یورپین ممالک میں یہی حال ہے۔ وہاں بے غیرت اور بے حیا لونڈے بازم و رات جو عورت ہاتھ میں آئے اس سے سرعام بدکاری کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق وہاں عورتیں رات کو باہر نکلنے کے لیے ایسے انڈرویئرز استعمال کرتی ہیں جن کو کوڈ ورڈز لگے ہوتے ہیں تاکہ وہ اس طرح کے کسی حادثے میں مردوں کی ہوس کا شکار نہ ہو سکیں۔

## حکمرانوں کے ظلم کی خبر:

﴿229﴾ …… حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَبْغَضَ الْمُسْلِمُوْنَ عُلَمَاءَ ھُمْ وَاَظْھَرُوْا عُمَارَۃَ اَسْوَاقِھِمْ وَتَنَاکَحُوْا عَلٰی جَمْعِ الدَّرَاھِمِ رَمَاھُمُ اللّٰہُ بِاَرْبَعِ خِصَالٍ بِالْقَحْطِ مِنَ الزَّمَانِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ وَالْخِیَانَۃِ مِنْ وُلَاۃِ الْاَحْکَامِ وَالصَّوْلَۃِ مِنَ الْعَدُوِّ۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے، اپنے بازاروں کو بارونق بنائیں گے اور مال ودولت کے حصول کے لیے نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں چار مصائب میں مبتلا کردے گا۔

(1) وہ قحط میں مبتلا ہوں گے۔

(2) ظالم حکمران مسلط کردیے جائیں گے۔

(3) حکام خیانت کریں گے۔

(4) دشمن کا دبدبہ ان کے دِلون میں بیٹھ جائے گا۔

(خصائص الکبری ج۲ ص۲۶۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص۳۹۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج۶)

## مدنی پھول:

(1) یوں معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ مستقبل کے واقعات کو دیکھ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے حالات سے آگاہ کرتے رہے اور یہی حقیقت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو علم ما کان و ما یکون عطا ہوا جس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ آج لوگ اپنی مارکیٹوں اور بازاروں کو خوبصورت اور بارونق بنانے میں مصروف ہیں۔ لڑکی یا لڑکے کا نکاح کرتے وقت اس کی دینداری دیکھنے کی بجائے مال و دولت پر نگاہ ہوتی ہے اور جو کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرتا ہے اس کی روزی سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔

مگر ہم ہیں کہ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جب ہم ایسے کاموں سے باز نہیں آتے تو بتایئے کیا ہم قحط میں مبتلا نہیں اور ظالم حکمرانوں کے تحت زندگی بسر نہیں کررہے۔ کیا ہمارے بڑے عہدیدار رشوت خوری اور خیانت سے کام نہیں لیتے اور کیا دشمنوں غیر مسلموں کا رُعب ہمارے رگ و پے میں پیوست نہیں ہے۔ جو زبان اقدس سے نکلا وہ آج ہورہا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

## موجودہ فحاشی وعریانی کی خبر:

﴿230﴾...... حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلَى الْمَيَائِرِ حَتّٰى يَأْتُوْا أَبْوَابَ الْمَسَاجِدِ نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلٰى رُؤُوْسِهِنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ ۔

نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس اُمت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو بلند و بالا سواریوں پر ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ بختی اُونٹوں کی طرح ان کے سر اُوپر کو اُٹھے ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۰ بیروت دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) بلند سواریوں میں اس ماڈرن دور کی ہر سواری داخل ہے مثلاً کاروین اور موٹر سائیکل وغیرہ یعنی اس اُمت پر ایسا دور بھی آئے گا کہ لوگ کاروں موٹروں پر سوار ہو کر مساجد میں آئیں گے اور ان کی عورتیں کاٹن یا ریشم کے باریک کپڑے یا اس قدر تنگ ڈریسز پہنیں گی کہ ننگی نظر آئیں گی۔ انصاف سے بتایئے کہ آج وہ دور موجود نہیں جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے صدیوں پہلے آگاہ کیا تھا۔

## لوگ بھیڑیئے کی طرح ہوں گے:

﴿231﴾...... الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ هُمْ فِيْهِ ذِئَابٌ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذِئْبًا أَكَلَتْهُ الذِّئَابُ ۔

رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جس میں لوگ بھیڑیے کی طرح ہوں گے۔ جو بھیڑیے کی طرح نہ ہوگا اسے بھیڑیے کھا جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

دُنیا کے مال کی ہوس میں بھوکے بھیڑیوں کی مانند ہو جائیں اور جو شخص ان میں شریف ہوگا اسے لوٹ کھائیں گے جیسے آج کل ہر کوئی دُنیا کے حقیر مال کے پیچھے مارا مارا پھر رہا ہے۔

## برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا:

﴿232﴾......الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ سَیُصِیْبُ أُمَّتِیْ دَاءُ الْأُمَمِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ مَا دَاءُ الْأُمَمِ قَالَ الْاَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّدَابُرُ وَالتَّنَافُسُ وَالتَّبَاغُضُ وَالْبُخْلُ حَتّٰی یَکُوْنَ الْبَغْیُ ثُمَّ یَکُوْنَ الْهَرْجُ ۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری اُمت کو بھی دیگر اُمتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! دیگر اُمتوں کی بیماری کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا، مال پر تکبر کرنا، پیٹھ پیچھے ایک دُوسرے سے دشمنی کرنا، مال میں ایک دُوسرے سے مقابلہ کرنا، ایک دُوسرے سے بغض کرنا اور کنجوسی کرنا حتیٰ کہ بے حیائی عام ہو جائے گی۔ پھر قتل و غارت ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حیا اور امانت داری کے اُٹھنے کی خبر:

﴿233﴾......ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ مَا یَرْفَعُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اَلْحَیَا وَالْأَمَانَةُ وَ آخِرُ مَا یَبْقٰی فِیْهَا الصَّلَاۃُ .

وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا وہ چیز جو سب سے پہلے اس اُمت سے اُٹھائی جائے گی وہ حیا اور امانت ہے۔ نماز اس اُمت میں آخر تک رہے گی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## فاسق قاریوں کی خبر:

﴿234﴾......حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ عُبَّادٌ جُهَّالٌ وَ قُرَّاءٌ فَسَقَةٌ .

رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور فاسق قاری ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مساجد میں دُنیا کی باتیں:

﴿235﴾......امام بیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ أَمْرِ دُنْیَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِمْ حَاجَةٌ مرسل .

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ مساجد میں دُنیاوی گفتگو کیا کریں گے۔ ان کی محفل میں ہرگز نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## فقیر حج کو گداگری بنالیں گے:

﴿236﴾...... زبیر بن بکار نے "الموفقیات" میں حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَاْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَتَّخِذُ الْمُلُوْكُ الْحَجَّ نُزْهَةً وَالْاَغْنِيَاءُ تِجَارَةً وَالْفُقَرَاءُ مَسْاَلَةً .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا جس میں امیر لوگ حج کو سیر و تفریح غنی اسے تجارت اور فقیر اسے گداگری بنالیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مسجد نبوی کی توسیع کی خبر:

﴿237﴾...... زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے اخبارِ مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ بُنِيَ مَسْجِدِيْ هٰذَا اِلٰى صُنْعَاءِ كَانَ مَسْجِدِيْ .

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری مسجد میں صنعاء تک بھی توسیع کر دی جائے گی تو پھر بھی یہ میری ہی مسجد رہے گی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ علامہ زرکشی "احکام المساجد" میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے کیونکہ یہ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں وسعت کر دی جائے گی اور اسے پہلے سے کئی گنا کھلا کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبی کو وسیع کیا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسے وسعت دی گئی پھر مختلف ادوار

میں اس میں توسیع ہوتی رہی۔

## دو مسلم گروہوں کی جنگ کی خبر:

﴿238﴾......امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّـهُ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَکُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ نہ کرلیں گے ان کا دعویٰ بھی ایک ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) یہاں دو مسلمان گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ ہیں۔ جن کے درمیان کسی غلط فہمی کی وجہ سے جنگ ہوئی اور بعد میں صلح ہوگئی۔ (معاذ اللہ) کچھ بدمذہب لوگ اس جنگ کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت برا بھلا کہتے ہیں یہاں تک کہ کافر کہنے سے بھی ذرا خوف نہیں کرتے۔ ان کو اس حدیث پاک سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مسلمان گروہ فرما کر امیر معاویہ کے گروہ کو بھی مسلمانوں سے شمار کیا اور اپنی زبان مبارک سے انہیں مسلمان قرار دیا۔ جس کو آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کہہ رہے ہوں اُن کو یہ لوگ کافر کہنے کی کیسے جرأت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نیست و نابود کرے۔

## مقام حرہ پر مسلمانوں کے شہید ہونے کی خبر:

﴿239﴾......امام بیہقی نے حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَیُّوْبَ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ فِیْ سَفَرٍ فَلَمَّا مَرَّ بِحَرَّةِ زَهْرَةٍ وَقَفَ فَاسْتَرْجَعَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ یُقْتَلُ

بِهٰذِهِ الْحُرَّةِ خِيَارُ أُمَّتِي بَعْدَ أَصْحَابِي .

سرورِ دو عالم ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ حرہ زہرہ کے مقام سے گزرے تو آپ ﷺ رُک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس جگہ میرے صحابہ کے بعد میری اُمت کے بہترین لوگ شہید کیے جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

امام بیہقی نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ یوم حرہ کو چھ سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دورِ حکومت میں رُونما ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ بروز بدھ ستائیس ذی الحجہ 63 ہجری کو پیش آیا۔

## گلٹی کی بیماری کی خبر:

﴿240﴾...... امام احمد نے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَتُهَاجِرُوْنَ اِلَى الشَّامِ فَيُفْتَحُ لَكُمْ وَ يَقُوْمُ فِيْكُمْ دَاءٌ كَالدَّمَلِ أَوْ كَالْحَزَّةِ يَأْخُذُ بِمَرَاقِ الرَّجُلِ يَسْتَشْهِدُ اللّٰهُ بِهِ أَنْفُسَكُمْ وَ يُزَكِّيْ أَعْمَالَكُمْ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ عنقریب تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے مغلوب کر دیا جائے گا۔ وہاں ایک بیماری پھیلے گی جو گلٹی کی طرح ہوگی۔ وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) ایسے ہی ہوا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام مسلمانوں کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے ملک شام منتقل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر مدنی کام کی دھومیں مچا دیں۔ جوق در جوق لوگ دائرہ اسلام میں پناہ لینے لگے۔ چند ایام کے بعد ملک شام کے اندر گلٹی کی بیماری پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے لوگ موت کے گھاٹ اُترنا شروع ہو گئے۔ اطباء نے اس کی روک تھام کے لیے بہت کوششیں کی لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور کچھ دِنوں کے بعد دُنیا فانی سے کوچ کر گئے کیونکہ اس بیماری میں انتقال کرنے والے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ بھی شہادت کی نوید جانفزا سے مستفید ہوئے۔

## مدینہ میں طاعون نہیں آئے گی:

﴿241﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَ لَا الدِجَالُ .

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ طیبہ کے دروازوں پر ملائکہ مقرر ہیں، وہ یہاں نہ تو طاعون کو آنے دیتے ہیں اور نہ ہی دجال کو آنے دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۴۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶

## مدنی پھول:

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کا ابھی تک نہ آنا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ تمام اطباء مل کر بھی ایک شہر کو کیا ایک گاؤں کو بھی طاعون سے محفوظ نہیں کر سکتے۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کے نہ پھیلنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بِهٰذِهِ الْحَرَّةِ خِيَارُ أُمَّتِيْ بَعْدَ أَصْحَابِيْ۔

سرورِ دو عالم ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ حرہ زہرہ کے مقام سے گزرے تو آپ ﷺ رُک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اِس جگہ میرے صحابہ کے بعد میری اُمت کے بہترین لوگ شہید کیے جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

امام بیہقی نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ یوم حرہ کو چھ سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دورِ حکومت میں رُونما ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ بروز بدھ ستائیس ذی الحجہ 63 ہجری کو پیش آیا۔

## گلٹی کی بیماری کی خبر:

﴿240﴾...... امام احمد نے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَتُهَاجِرُوْنَ اِلَى الشَّامِ فَيُفْتَحُ لَكُمْ وَ يَقُوْمُ فِيْكُمْ دَاءٌ كَالدُّمَّلِ أَوْ كَالْحَزَّةِ يَأْخُذُ بِمَرَاقِ الرَّجُلِ يَسْتَشْهِدُ اللّٰهُ بِهِ أَنْفُسَكُمْ وَ يُزَكِّيْ أَعْمَالَكُمْ۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ عنقریب تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے مغلوب کر دیا جائے گا۔ وہاں ایک بیماری پھیلے گی جو گلٹی کی طرح ہوگی۔ وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) ایسے ہی ہوا جیسے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے عہد خلافت میں ملک شام مسلمانوں کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے ملک شام منتقل ہو گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے وہاں جا کر مدنی کام کی دُھومیں مچا دیں۔ جوق در جوق لوگ دائرہ اسلام میں پناہ لینے لگے۔ چند ایام کے بعد ملک شام کے اندر گلٹی کی بیماری پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے لوگ موت کے گھاٹ اُترنا شروع ہو گئے۔ اطباء نے اس کی روک تھام کے لیے بہت کوششیں کی لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور کچھ دِنوں کے بعد دُنیا فانی سے کوچ کر گئے کیونکہ اس بیماری میں انتقال کرنے والے کو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شہادت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی شہادت کی نوید جانفزا سے مستفید ہوئے۔

## مدینہ میں طاعون نہیں آئے گی:

﴿241﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَ لَا الدِّجَالُ .

تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔ مدینہ طیبہ کے دروازوں پر ملائکہ مقرر ہیں، وہ یہاں نہ تو طاعون کو آنے دیتے ہیں اور نہ ہی دجال کو آنے دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶

## مدنی پھول:

حضرت علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کا ابھی تک نہ آنا یہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا معجزہ ہے کیونکہ تمام اطباء مل کر بھی ایک شہر کو کیا ایک گاؤں کو بھی طاعون سے محفوظ نہیں کر سکتے۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کے نہ پھیلنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

اس بیماری سے نجات کی دُعا فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی تھی کہ یہ بیماری مدینہ طیبہ میں نہیں پھیلے گی۔

حضرت علامہ سیوطی علیہ رحمۃ اللہ کا وصال 913ھ میں ہوا لیکن آج ۱۴۳۳ھ ہے۔ہم نے آج تک نہیں سنا کہ مدینہ طیبہ میں طاعون کی وباء پھیلی ہو۔ یہ سب کچھ سرورِ دوعالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے ہے۔

## حضرت زید اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کے متعلق بشارت:

﴿242﴾ ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک سفر پر رواں دواں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ جندب! کیا شان ہے جندب کی، زید! زید تو اقطع الخیر ہے۔جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

فَقَالَ اَمَّا جُنْدَبٌ فَيَضْرِبُ ضَرْبَةً يَكُوْنُ فِيهَا اُمَّةٌ وَحْدَهُ وَ اَمَّا زَيْدٌ فَرَجُلٌ مِنْ اُمَّتِي تَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَدُهُ قَبْلَ بَدَنِهِ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جندب ایک ایسی چوٹ لگائے گا جس میں وہ ایک میری پوری اُمت کی مثل ہوگا۔اور زید وہ شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے پہلے جنت میں جائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ گورنر کوفہ بنا تو اس نے ایک شخص کو اپنے پاس بٹھایا تاکہ وہ جادو کرکے لوگوں کو دِکھادے کہ وہ زندہ بھی کرسکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے۔حضرت جندب تلوار لے کر آئے اور اسے جادوگر کی گردن پر مار کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کرو۔حضرت زید بن صوحان کا ہاتھ جنگ قادسیہ میں کاٹا گیا اور جنگ جمل کے دِن شہید ہوگئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مردہ کا کلام کرنا:

﴿243﴾...... الطبرانی نے اوسط میں جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ .

وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا ایک شخص مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوۃ بیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ربعی بن خراش سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع انتقال کر گیا۔ وہ گرم دنوں میں ہم سب سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔ وہ ٹھنڈی راتوں میں ہم سب سے زیادہ قیام کرتا تھا۔ میں نے اسے چادر سے ڈھانپا تو وہ مسکرانے لگا۔ میں نے کہا اے میرے بھائی کیا تو مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے تو اپنے رب سے ملاقات کی ہے۔ اس نے میرے ساتھ رُوح و ریحان کے ساتھ ملاقات کی ہے۔ جب میں نے اپنے مولا سے ملاقات کی تو وہ مجھ سے راضی تھا۔ میں نے کہا اے۔ میرے محترم بھائی! آخرت کیسی ہے؟ اس نے کہا تمہارے گمان سے زیادہ آسان ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ربعی نے سچ کہا ہے۔ 'میں نے رسولِ مکرم ﷺ سے سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا ایک اُمتی مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔ وہ تابعین میں سے بہترین ہو گا۔

## حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی خبر

﴿244﴾...... ابن سعد، امام بیہقی اور نعیم نے عبدالرحمٰن بن زید بن جابر سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ صِلَةٌ بْنُ أَشْيَمِ

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَ كَذَا ـ

حضور ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے تتنے شخص جنت میں جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(۱) یہاں کذا و کذا کے الفاظ کنایہ کے لیے مستعمل ہے یعنی صلہ بن اشیم کثیر لوگوں کی شفاعت فرما کر انہیں جنت میں پہنچائے گا۔

جب نبی کریم ﷺ کی اُمت کے ایک فرد کی یہ شان ہے تو سرکارِ دوعالم ﷺ کی شفاعت کا عالم کیا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کیا ہی ذوق افزا شفاعت تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ

پیارے آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ۔ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے اور قیامت والے دن جب میرے آقا ﷺ گنہگاروں کی شفاعت فرما رہے ہوں لیکن متقی اور پرہیزگار جب آپ ﷺ کو گنہگاروں پر اتنا کرم کرتے ہوئے ملاحظہ کریں گے تو وہ بھی اپنے آپ کو گناہگاروں کی صف میں شامل کرنے کے لیے گنہگاروں سے گناہ اُدھار مانگیں تاکہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی نظرِ عنایت ہماری طرف بھی ہوجائے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس منظر کو قلمبند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ

## وہب بن منبہ اور غیلان کی خبر:

﴿245﴾......ابن عدی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ وَهْبٌ يَهَبُ اللّٰهُ لَهُ الْحِكْمَةَ وَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ غِيْلَانُ هُوَ أَضُرُّ عَلَى النَّاسِ مِنْ اِبْلِيْسٍ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و دانائی عطا فرمائے گا۔ ایک اور شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ لوگوں کے لیے ابلیس سے زیادہ نقصان ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں غیلان القدری کی طرف اشارہ ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) حضرت وہب بن منبہ تابعی بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت و دانائی کے خزانوں کا مالک کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی پاک باز اور خوش خلق تھے۔

غیلان قدری انتہائی فسادی شخص تھا۔ اسی کی وجہ سے دین متین میں فساد پیدا ہوا۔

## حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر:

﴿246﴾...... امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَنَا اَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَ لَا يَدَعُ بِهَا اِلَّا اُمَّالَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهُ اَنْ يَذْهَبَهُ عَنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّرْهَمِ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَأْمُرْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے پاس یمن کا ایک شخص آئے گا۔ اب اس کے پاس اس کی والدہ ہی ہے۔ اس شخص کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ اس نے اپنے رب سے دُعا مانگی کہ وہ اس کے داغ کو ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے داغ مٹا دیئے، صرف ایک درہم جتنا داغ

باقی رہ گیا، اس کا نام اویس ہے۔ تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ اس سے بخشش کی دُعا کروائے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

ابن سعد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا میرے لیے مغفرت کی دُعا کریں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے کیسے بخشش کی دُعا کروں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ تابعین میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق خبریں:

﴿247﴾......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ اس طرح بیان کیا۔ ان کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، ان کے بال سفید ہوں گے، کندھوں کے درمیان جگہ چوڑی ہوگی، ان کا رنگ گورا اور گردن نیچے جھکی ہوئی ہوگی، ان کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہوگی وہ اپنے نفس کی وجہ سے گریہ بار ہوں گے، وہ چیتھڑوں میں ملبوس ہوں گے، کوئی شخص ان کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہوگا اور اہل زمین میں وہ معروف نہیں ہوں گے لیکن اہل آسمان میں وہ مشہور ہوں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اُٹھا دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔ ان کے بائیں کندھے کے نیچے ایک داغ ہوگا۔ جب قیامت کے دِن لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا۔ رُک جاؤ اور شفاعت کرو۔ وہ شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے اور ان کی شفاعت سے بنو ربیعہ اور بنو مضر جتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اے علی! اگر تم ان سے ملاقات کرو تو انہیں مغفرت کی دُعا کے لیے کہنا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دس سال تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو

ڈھونڈتے رہے لیکن وہ ان سے ملاقات نہ کر سکے جب وہ سال آیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوہِ ابی قبیس پر چھڑے اور آواز دی اے اہل یمن! کیا تم میں اویس قرنی موجود ہیں؟ اس محفل میں سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے۔ اُنہوں نے کہا ہم اویس کو نہیں جانتے لیکن میرا ایک گمنام سا بھائی ہے لیکن وہ اس قابل نہیں کہ آپ کے پاس اس کا تذکرہ کیا جائے، وہ ہمارے اُونٹوں کو چراتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ تمہارا بھائی کہاں؟ اس بزرگ نے جواب دیا وہ اراکِ عرفات میں ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ادائیگی نماز میں مشغول تھے۔ اُنہوں نے ان کو سلام دیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ اُنہوں نے کہا میں اُونٹوں کو اُجرت پر چرانے والا ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا اس استفسار سے ہماری مراد یہ نہیں، ہم تو آپ کا نام پوچھ رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا میرا نام عبداللہ ہے۔ اُنہوں نے کہا ہم سب اللہ ہی کے بندے ہیں۔ ہم آپ سے اس نام کے متعلق پوچھ رہے ہیں جسے آپ کی والدہ نے رکھا ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انہیں سنایا اور ان سے کہا کہ ہمیں وہ سفید داغ دِکھائیں جو آپ کے بائیں کندھے کے نیچے ہے تاکہ ہمیں آپ کی مخصوص علامت کا علم ہو جائے۔ جب اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھوں سے کپڑا ہٹایا تو اُنہوں نے اس داغ کو دیکھا۔ وہ داغ بالکل اسی طرح تھا جس طرح رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا۔ اُنہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے التجاء کی جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا۔ پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ اُنہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ ان کے متعلق جان کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ ان کی تعظیم بجا لائے اور انہیں سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اُمتِ محمدیہ کی جانب سے بہتر جزا دے۔ پھر اُنہوں نے ان کے لیے بخشش کی دعا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم پر رحم کرے۔ اسی جگہ ٹھہرو تاکہ میں تمہارے لیے کھانے اور لباس کا بندوبست کر سکوں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا میرا کوئی وعدہ نہیں ہے نہ ہی آپ مجھے اس کے بعد دیکھ سکیں گے۔ میں نے کھانے اور لباس کو کیا کرنا ہے۔ پھر وہ اپنی

عبادت میں مشغول ہو گئے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعی ہیں۔
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مقام عذراء کے مقتولین کی وجہ سے اللہ ناراض ہے:

﴿248﴾...... یعقوب بن سفیان، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابوالاسود سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ نے عذراء حجر کے لوگوں کو کیوں قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کی زندگی میں اُمت کے فساد کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ سَيُقْتَلُ بِعُذْرَاءِ نَاسٌ يَغْضَبُ اللّٰهُ لَهُمْ وَ أَهْلُ السَّمَاءِ

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب عذراء کے مقام پر ایسے لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اہل آسمان ناراض ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ اختلافی شورش برپا ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی روک تھام کے لیے سپاہیوں کو بھیجا۔ اُنہوں نے مقام عزراء سے چند مسلمانوں کو گرفتار کرلیا اور سارے گناہ کا الزام ان پر لگا دیا تو آپ نے اُن کو قتل کرنے کا حکم جاری فرما دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے آگاہ کیا آپ کافی نادم ہوئے اور توبہ کی۔

## حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خبر:

﴿249﴾...... حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوْشِكُ

اَلنَّاسُ اَنْ یَضْرِبُوْا اَكْبَادَ الْاِبِلِ فَلَا یَجِدُوْا عَالِماً اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگ علم کی جستجو میں اُونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن انہیں مدینہ طیبہ کے عالم سے زیادہ اہل علم نہیں ملے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۵ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

## مدنی پھول:

(1) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔اسی محبت نے ہی آپ کو ساری زندگی نبی پاک ﷺ کی حدیث کی خدمت میں لگائے رکھا۔دُور دراز سے لوگ سفر کر کے علم دین کے حصول کی خاطر

مدینہ شریف حاضر ہوتے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے شرفِ تلمذ حاصل کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے طالبانِ حدیث اور تشنگانِ علم کی تشنگی کو خوب بجھایا اور چشمۂ علم وحکمت سے خوب سیراب فرمایا۔

اور حدیث پاک میں ''مدینہ کے عالم'' سے مراد بھی آپ ہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر نبوت سے آپ رضی اللہ عنہ کے علم وحکمت کو ملاحظہ فرما کر کئی سال پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کے متعلق آگاہ فرمایا۔معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے سارے اُمتیوں کے حالات سے باخبر ہیں۔

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو
اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

## حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خبر:

﴿250﴾......طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَسُبُّوْا قُرَیْشاً فَاِنَّ عَالِمَھَا یَمْلَاءُ طِبَاقَ الْاَرْضِ عِلْماً ۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو کیونکہ ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

امام احمد وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے مراد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کیونکہ کسی عالم کا علم روئے زمین پر اتنا نہیں پھیلا جتنا علم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پھیلا ہے۔

## اُمت کے تہتر فرقوں میں تقسیم ہونے کی خبر:

﴿251﴾......حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِفْتَرَقَ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی اَوْ اثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَ اِفْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلٰی اِحْدٰی اَوِ اثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً ۔

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاری اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے لیکن میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حالاتِ اُمت کی خبر:

﴿252﴾......حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْتِیْ

عَلٰى أُمَّتِيْ مَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَا النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى لَوْ كَانَ فِيْهِمْ مَنْ نَكَحَ أُمَّهُ عَلَانِيَةً كَانَ فِيْ أُمَّتِيْ مِثْلُهُ أَنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ افْتَرَقُوْا عَلٰى إِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قِيْلَ مَا هِيَ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِيْ .

حضور ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں بھی بالکل وہی حالات پیدا ہوں گے جو حالات بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اگران میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ نکاح کیا تھا تو میری اُمت میں بھی ایسا ہوکر رہے گا۔ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے تھے لیکن میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر گامزن ہوگا۔ وہ نجات پا جائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۶ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ اختلاف جس کا ذکر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا، نبی مکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا اور نہ ہی یہ اختلاف حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا، بلکہ یہ اختلاف تو کئی سال گزر جانے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انتقال فرما جانے، تابعین، سات فقہائے مدینہ اور جید علماء کرام کے انتقال فرما جانے کے بعد رُونما ہوا۔ ان کے وصال سے علم ختم ہوگیا اور قلیل تعداد میں علماء کرام باقی رہ گئے۔ ان ہی علماء کا تعلق فرقہ ناجیہ سے ہے۔ ان کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی ہے۔ پھر حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تہتر فرقوں کی بنیاد دس فرقے ہیں:

(1) اہل سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ

(6)مشبہ (7)جہمیہ (8)ضراریہ (9)نجاریہ (10) کلابیہ

اہل سنت کا ایک ہی گروہ ہے۔ خوارج کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ کا ایک، نجاریہ کا ایک، ضراریہ کا ایک اور کلابیہ کا بھی ایک گروہ ہے اور مشبہ کے تین گروہ ہیں، یہ کل تہتر فرقے بنتے ہیں۔ نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔ پھر حضرت غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فرقوں کے نام اور ان کے عقائد تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اسی طرح شہرستانی کی کتب ملل اور نحل میں بھی ان کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوارج کے بارے میں خبر دینا:

﴿253﴾...... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ یَقْسِمُ قِسْماً اِذَا أَتٰی ذُوْا الْخُوَیْصَرَةِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِعْدِلْ قَالَ وَیْلَكَ وَ مَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ أَعْدِلْ خِبْتُ وَ خَسِرْتُ اِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ قَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِئْذَنْ لِی فِیهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ أَصْحَاباً یَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَ صِیَامَهُ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ آیَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ اِحْدٰی عُضُدَیْهِ مِثْلُ ثَدْیِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ یَخْرُجُوْنَ عَلٰی خَیْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ .

وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں نے عدل نہ کیا تو

خائب و خاسر رہوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے ساتھی ایسے ہوں گے جن کے روزوں اور نمازوں کے سامنے تم اپنے روزوں اور نمازوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی ایک ایسا شخص ہوگا جس کی رنگت سیاہ ہوگی۔ اس کے ایک بازو پر عورت کے پستان کی طرح گوشت لٹک رہا ہوگا۔ وہ لوگوں میں سے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۷ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے خلاف جہاد کیا ہے۔ اُنہوں نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کو ڈھونڈ کر لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس شخص میں وہ تمام علامات پائی جاتی تھیں جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔

## مدنی پھول:

وہابی اور دیوبندی دو خوارج ہی کی بدترین شاخیں ہیں۔ ان کے مکمل عقائد وہی ہیں جو خوارج کے تھے۔ یہ اپنی جھوٹی توحید کے نعرے لگا کر اور لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر گمراہ کرنے میں مصروف عمل ہیں ان کا کام مخلوقِ خدا کو اولیاء اللہ سے بیزار کرنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید گستاخیاں کرنا ہے اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتوں کے پاس جانے سے منع کیا اور ان سے مدد مانگنے کو حرام قرار دیا اُن آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخلوقِ خدا کو ان سے مستفید ہونے سے منع کرنا اور اُن کو کافر و مشرک قرار دینا اور اس




گھناؤنے جرم کو عین اسلام قرار دینا ان کا بدترین فعل ہے۔ آیئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ان کے بارے میں فرمانِ ذیشان سنتے ہیں:

وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَ قَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(بخاری شریف جلد 2 باب قتال الخوارج)

## شیطانی داغ والا شخص:

﴿254﴾......ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے جہاد میں اس کی قوت اور عبادت میں اس کی توانائی کا ذکر کیا۔ اسی اثناء میں وہ شخص بھی ان کے پاس آ گیا۔

اِنِّىْ لَاَرٰى فِىْ وَجْهِهٖ سُفْعَةً مِّنَ الشَّيْطَانِ فَلَمَّا دَنَا سَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ حَدَّثَتْ نَفْسَكَ بِاَنَّهٗ لَيْسَ فِى الْقَوْمِ اَحَدٌ خَيْرًا مِنْكَ ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو دِل میں یہ کہتا ہے کہ اس قوم میں مجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ اس نے کہا ہاں میں یہ سوچتا ہوں۔

پھر اس نے مسجد میں ایک خط کھینچا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو اسے جا کر قتل کر دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کو قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا وہ واپس آ گئے۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا، اس لیے میں خوفزدہ ہو گیا کہ میں ایسے انسان کو قتل کروں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ فرمایا کون ہے جو اس شخص کو قتل کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لیکن ان کے

ساتھ بھی وہی واقعہ پیش آیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسے قتل کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے اسے پا لیا تو تم اسے قتل کر دو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اس جگہ پہنچے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ واپس آ گئے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان کا پہلا سینگ ہے جو میری اُمت سے ظاہر ہو گا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری اُمت کبھی بھی دو حصوں میں منقسم نہ ہوتی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

رافضیوں کے متعلق غیب کی خبر دینا:

﴿255﴾...... عبداللہ ابن احمد نے زوائد المسند میں حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فِیْكَ مِنْ عِیْسٰی مَثَلاً اَبْغَضَتْهُ الْیَهُوْدُ حَتّٰی بهتوا أمه وَالنَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزَلَةِ الَّتِیْ لَیْسَ بِهَا ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔ یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اور عیسائی ان کی محبت میں اتنا غلو کر گئے کہ انہیں مرتبہ الوہیت تک پہنچا دیا۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے۔

(1) مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والا حتی کہ وہ مجھ سے ان چیزوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔

(2) مجھ سے بغض رکھنے والا، اس کا بغض اس کو برانگیختہ کرے گا کہ وہ مجھ پر تہمت لگائے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ایک ایسا گروہ ہوگا جسے رافضہ کہا جائے گا وہ اسلام کو ترک کر دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

فرقہ قدریہ کی خبر:

﴿256﴾...... الطبرانی نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا قَطُّ اِلَّا وَ فِیْ اُمَّتِهٖ قَدَرِیَّةٌ وَ مُرْجِئَةٌ یُشَوِّشُوْنَ عَلَیْهِ اَمْرَ اُمَّتِهٖ ۔

نبی محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا اس کی اُمت میں جبریہ اور قدریہ تھے جو اُمت کے معاملہ میں اضطراب پیدا کرتے ہیں۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی الحرمین ﷺ نے فرمایا قدریہ اور مرجیہ اس اُمت کے آتش پرست ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## چہروں کے مسخ ہونے کی خبر:

﴿257﴾......امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ سَیَکُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَسْخٌ وَ ذَاكَ فِی الْمُکَذِّبِیْنَ بِالْقَدْرِ وَالزَّنْدِیْقِیَّةِ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اس اُمت میں مسخ ہوگا۔ وہ مسخ تقدیر کو جھٹلانے والوں اور زنادقہ میں ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## فرقہ انکارِ حدیث کی خبر:

﴿258﴾......ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدُکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَاْتِیْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَیْتُ عَنْهُ فَیَقُوْلُ لَا نَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی ایک شخص کو نہ پائے جو تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہو جب اس کے پاس میرا کوئی حکم یا نہی پہنچے تو وہ کہے

ہم اسے نہیں جانتے ہم تو صرف اسے جانتے ہیں جو ہم قرآن میں پاتے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## پولیس کے بارے میں خبر دینا:

﴿259﴾......امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ عَلٰی رُؤُوْسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ ۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو گروہ آگ میں جائیں گے:

(1) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح ڈنڈے ہوں گے وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔

(2) وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی عریاں ہوں گی، جو خود گناہ گار ہوں گی اور دُوسروں کو گناہ کی طرف مائل کریں گی۔ ان کے سر بختی اُونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مختار بن عبید الثقفی کے متعلق خبر:

﴿260﴾......امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِلْحَجَّاجِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ كَذَّابًا وَّ مُبِیْرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَقَدْ رَأَیْنَاهُ وَ أَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا أُخَالُكَ إِلَّا إِیَّاهُ ۔

اُنھوں نے حجاج سے فرمایا۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور ظالم سے مراد تمہاری ہی ذات ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۹ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

کذاب سے مراد مختار بن عبید ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کذاب جوان ہوگا تکبر کی وجہ سے اس کا دامن طویل ہوگا، وہ اہل مصر کا امیر ہوگا، وہ اس کے لباس پہنے گا۔ اس کی شادابی ختم کردے گا، وہ معزز لوگوں کو قتل کردے گا اور اس سے لوگوں کا خوف زیادہ ہوجائے گا۔

## شہر بغداد کی خبر:

﴿261﴾......ابونعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ سَتُبْنٰی مَدَائِنُ بَیْنَ نَهْرَیْنِ یُحْشَرُ اِلَیْهَا خَزَائِنُ الْاَرْضِ وَ کُنُوْزُهَا یَسْکُنُهَا شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ یَخْسِفُ اللّٰہُ بِهَا بَعْدَ مَا یُعَذِّبُ بِالسَّیْفِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ کائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجلہ اور دجیل کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا جس میں زمین کے جابر حکمران جمع ہوں گے۔ جس کی طرف زمین کے خزانوں کو لایا جائے گا۔ اس میں بدترین مخلوق رہائش پزیر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو تلوار کا عذاب دینے کے بعد زمین میں دھنسائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۰۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## کوفہ کے بارے میں خبر:

﴿262﴾......ابونعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَرْضًا یُقَالُ لَهَا الْبَصَرَةُ اَقْوَمُهَا قِبْلَةً وَ اَکْثَرُهَا مَسَاجِدَ وَ مُؤَذِّنِیْنَ یَدْفَعُ عَنْهَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا یَدْفَعُ عَنْ سَائِرِ الْبِلَادِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ میں ایسی زمین سے آشنا ہوں جس کا نام بصرہ ہے۔ وہ قبلہ کے لحاظ سے

بالکل درست ہے، وہاں مساجد کی کثرت ہوگی۔ وہاں مؤذن کثیر ہوں گے۔
اس شہر سے اتنے مصائب دُور کیے جائیں گے کہ اتنے مصائب کسی اور شہر سے
دُور نہیں کیے جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۰۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## بصرہ میں چہرے مسخ ہونے کی خبر:

﴿263﴾......ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَمْصِرُوْنَ أَمْصَارًا فَیَكُوْنُ فِیْهَا مِصْرٌ یُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ یَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَ مَسْخٌ۔

حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تم بہت سے شہروں کو بساؤ گے۔ ان شہروں میں سے ایک شہر کا نام بصرہ ہوگا۔ وہاں خسف اور مسخ ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۰۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)



باب ۵

# سرورِ دو عالم کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دُعائے قبولِ اسلام:

﴿264﴾......الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعَا عَشِیَّةَ الْخَمِیْسِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ فَاَصْبَحَ عُمَرُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَسْلَمَ ۔

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کی شام کو دُعا مانگی۔ مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو تکریم عطا فرمایا۔ جمعہ کے دِن صبح صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

(شفاء ج اص ۲۴۳: خصائص الکبریٰ ج اص ۲۲۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲)

## واقعہ قبولِ اسلام:

امام بیہقی اور الطبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قبولِ اسلام سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھتا تھا۔ موسم گرما کے ایک گرم دِن میں مکہ کے ایک راستہ پر چل رہا تھا۔ مجھے وہاں ایک شخص ملا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابن خطاب! کہاں جا رہے ہو۔ میں نے کہا میں اس شخص کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا اے عمر ابن خطاب! تیری کیفیت کتنی تعجب خیز ہے۔ تو یہ گمان کر رہا ہے کہ تو اس شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دے گا حالانکہ ان کا دین تیرے گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا تیری بہن نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غصے کی حالت میں وہاں سے واپس آ گیا اور اپنی بہن کے دروازے پر دستک

دی۔ جب کوئی ایک یا دو غریب شخص اسلام قبول کر لیتے تو رسولِ کریم ﷺ انہیں کسی صاحب حیثیت شخص کے ساتھ ملا دیتے تا کہ انہیں وہاں کھانا وغیرہ بآسانی مل سکے۔ رسولِ کریم ﷺ نے میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو شخص ملا دیئے تھے۔ جب میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا عمر۔ ان افراد نے جلدی کی اور مجھ سے رُوپوش ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کتاب کی تلاوت کر رہے تھے جوان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ اُنہوں نے اس کتاب کو وہیں چھوڑ دیا یا وہ بھول گئے۔ میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دُشمن! تو صابی بن گئی ہے۔ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی میں نے وہ چیز اس کے سر پر ماری اس کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ جب اس نے خون کو دیکھا تو وہ رونے لگی۔ اس نے کہا اے ابن خطاب! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ جب میں چارپائی پر بیٹھ گیا تو مجھے وہ صحیفہ نظر آیا جو گھر کے وسط میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنی بہن سے کہا یہ صحیفہ مجھے دو تا کہ میں اسے پڑھ سکوں۔ اس نے کہا تم اس صحیفے کو نہیں پڑھ سکتے کیونکہ تم جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ اس صحیفے کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں لگاتار اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دیا۔ میں نے اسے کھولا تو وہاں لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء کو دیکھا تو میں مرعوب ہو گیا۔ میں نے اس کو رکھ دیا اور غور وفکر کیا۔ پھر میں نے صحیفہ کھولا تو میری نظر اس آیت پر پڑی۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (الحدید: 1) جب میں نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میں نے پھر صحیفہ بند کر کے خوب غور کیا۔ میں نے تیسری مرتبہ اس کتاب کو کھولا اور اسے پڑھنے لگا حتیٰ کہ میں "اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" (الحدید: 7) تک پہنچ گیا۔ میں نے کہا۔ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

پوشیدہ ہونے والے لوگ جلدی سے میرے پاس پہنچے اور اُنہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اُنہوں نے کہا اے ابن خطاب! تمہیں مبارک ہو۔ حضور ﷺ نے اپنے رب سے دُعا مانگی تھی اے مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے پسندیدہ شخص کے ذریعے




اسلام کو عزت عطا فرما۔ ہمیں اُمید ہے کہ حضور ﷺ کی یہ دُعا بارگاہِ صمدیت میں قبول ہوگئی ہے۔

**عمر کے سینہ سے کھوٹ نکال دے:**

﴿265﴾...... الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ضَرَبَ صَدْرَ عُمَرَ بِیَدِہٖ حِیْنَ أَسْلَمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ ھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ أُخْرُجْ مَا فِیْ صَدْرِ عُمَرَ مِنْ غَلِّ وَ أَبْدِلْہُ اِیْمَاناً ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا کی مولا! عمر کے سینے سے کھوٹ کو نکال دے اور اس کو ایمان کے کے ساتھا بدل دے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۷۹ ۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۱ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

**ابن عبدود کا بھیانک انجام:**

﴿266﴾...... غزوۂ خندق کے دِن عمرو بن عبدود نے مبارزت کی دعوت دی۔

فَقَالَ عَلِیُّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ أَنَا أُبَارِزُہٗ فَأَعْطَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سَیْفَہٗ وَ عَمَّمَہٗ وَ قَالَ اَللّٰھُمَّ أَعِنْہُ عَلَیْہِ ثُمَّ بَرَزَ لَہٗ وَ دَنَا أَحَدُھُمَا مِنْ صَاحِبِہٖ وَ ثَارَتْ بَیْنَھُمَا غَبْرَۃٌ وَ ضَرَبَہٗ عَلِیٌّ فَقَتَلَہٗ وَوَلّٰی أَصْحَابُہٗ ھَارِبِیْنَ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے ساتھ نبرد آزما ہوں گا۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی مبارک تلوار اور عمامہ شریف عطا فرمایا اور دُعا کی مولا! ابن عبدود پر ان کی اعانت فرما۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو ایک دُوسرے کے قریب ہوئے اور ایک دُوسرے سے زور آزمائی کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے

ایک ہی وار سے اس کو واصل جہنم کر دیا۔ یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۰ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## سردی اور گرمی سے بچاؤ کی دعا:

﴿267﴾...... عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید گرمی میں کھردری اور موٹی قمیص زیب تن فرمایا کرتے تھے لیکن گرمی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی اور سخت سردی میں ہلکے کپڑے پہنا کرتے تھے انہیں سردی بھی نہیں لگتی تھی۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔

فَقَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِیْ خَیْبَرَ لَأُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہُ یَفْتَحُ عَلٰی یَدَیْہِ فَدَعَانِیْ فَأَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ فَمَا وَجَدْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ بَرْدًا وَ لَا حَرًّا ۔

اُنہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دِن فرمایا۔ ''میں یہ علم ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور جھنڈا عطا فرمایا پھر دُعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! علی کو گرمی اور سردی سے بچا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا کے بعد میں نے کبھی گرمی یا سردی محسوس نہیں کی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## آشوبِ چشم کی بیماری کا علاج:

﴿268﴾...... الطبرانی نے اوسط میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اس وقت سخت سردی تھی۔ آپ نے صرف دو کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہم نے کہا ہمارا علاقہ آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ سخت ٹھنڈا علاقہ ہے۔ یہ زمین آپ کی زمین کی طرح کی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گرمی

اور سردی سے محفوظ ہوں۔ جب رسول کریم ﷺ نے مجھے خیبر کی طرف روانہ کیا تو میں نے آشوبِ چشم کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے میری آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا۔ اس دِن سے نہ تو کبھی میری آنکھوں میں تکلیف ہوئی اور نہ ہی میں نے گرمی اور سردی کو محسوس کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۱۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## فیصلہ کی قوت کا عطا فرمانا:

﴿269﴾......حاکم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِیّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْیَمَنِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَبْعَثُنِیْ وَ اَنَا شَابٌّ اَقْضِیْ بَیْنَهُمْ وَ لَا اَدْرِیْ مَا الْقَضَاءُ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ مَا شَكَكْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ اثْنَیْنِ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ آپ مجھے یمن کی طرف روانہ فرما رہے ہیں تا کہ میں ان میں جج کے فرائض انجام دُوں حالانکہ میں ابھی جوان ہوں اور میں نہیں جانتا کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دُعا کی اے میرے مالک! اس کے دِل کو ہدایت نصیب فرما اور اس کی زبان کو استقامت عطا فرما۔ مجھے اس ذات کی قسم جو دانے کو پھاڑتا ہے۔ اس دُعا کے بعد میں نے کبھی بھی دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے ہوئے تردد محسوس نہیں کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۱۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## بیماری سے فوراً شفا حاصل ہونا:

﴿270﴾......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا۔ رسول مکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اس وقت میں یہ دُعا مانگ رہا تھا۔

فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِشْفِهُ اَللّٰھُمَّ عَافِهُ ثُمَّ قَالَ قُمْ فَقُمْتُ فَمَا عَادَلِی ذٰلِكَ الْوَجْعُ بَعْدُ ۔

اے میرے پروردگار! اگر میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے تو تو مجھ پر رحم فرما اور اگر میری وفات متاخر ہے تو مجھے اس بیماری سے نجات عطا فرما اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کرنے کی توفیق دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا مولا! اسے شفا عطا فرما، اسے قبولیت عطا فرما۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اُٹھو میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ درد مجھے کبھی نہیں ہوا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے برکت کی دُعا:

﴿271﴾ ...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ۔

نبی مکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت کرے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۳)

## دُعا کی برکت کا ظہور:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اس دُعا کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اب میری کیفیت یہ ہے کہ اگر میں کسی پتھر کو بھی اُٹھاؤں تو مجھے اُمید ہے کہ مجھے اس کے نیچے سے بھی سونا یا چاندی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر و بھلائی کے دروازوں کو کھول دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دیں تا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کر لیں اور اپنا آدھا مال بھی انہیں دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت

عبدالرحمٰن نے حضرت سعد سے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری بیویوں اور تیرے مال میں برکت فرمائے۔ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ اُنہوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔

حضور ﷺ کی دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر مال عطا فرمایا۔ جب 31 ہجری یا 32 ہجری میں آپ نے مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا تو آپ کے ورثہ میں سے سونے کو کدالوں سے کھودا گیا کئی ہزار مزدوں کے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ ان کی بیویوں میں سے ہر بیوی نے آٹھویں حصے میں سے چوتھا حصہ اسی ہزار دینار حاصل کئے اور ایک اور روایت کے مطابق ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک لاکھ دینار تھا۔ ان میں سے ایک بیوی نے اسی ہزار دینار سے زیادہ لے کر صلح کر لی۔ اُنہوں نے ایک ہزار گھوڑے اور پانچ ہزار دینار راہِ خدا میں خیرات کرنے کی وصیت کی۔ اپنا ایک باغ اُمہات المومنین کو دینے کی وصیت کی۔ وہ باغ چار لاکھ دینار میں فروخت کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر بدری صحابی کو چار ہزار دینار دینے کی وصیت کیے۔ یہ تمام اشیاء ان صدقات کے علاوہ ہیں جو وہ اپنی زندگی میں دیا کرتے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۱۲ بیروت)

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعا ہونے کی خبر:

﴿272﴾...... ترمذی اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ فَكَانَ لَا يَدْعُوْا اِلَّا اُسْتُجِيْبَ .

حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے مولا! سعد جب بھی تجھ سے دُعا کرے اس کی دُعا کو قبول فرما۔ یہ اس دُعا کا ہی ثمرہ تھا کہ وہ جب بھی دُعا کرتے تھے ان کی دُعا قبول ہوتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۳۴۳)

## حضرت سعد کے تیر کو نشانہ پر لگا:

﴿273﴾...... ابن سعد نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِی بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لِسَعْدٍ اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهُ وَ أَجِبْ دَعْوَتَهُ وَ حَبِّبْهُ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ جَمِیْعَ ذٰلِکَ فَکَانَ مُحَبَّباً وَ کَانَ سَهْمُهُ لَا یُخْطِیْءُ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے مولا! حضرت سعد کے تیر کونشانے پر لگا، ان کی ہر دُعا کو قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر دُعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی دُعا کے طفیل وہ محبوب ہو گئے۔ ان کا تیر نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا اور ان کی دُعا رد نہیں ہوتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۳)

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دُعا:

﴿274﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لیے یوں دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ ۔ ''اے مولا! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔'' یہ اسی دُعا کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مفسر قرآن ہوئے اور امام المفسرین کا لقب پایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۳)

## ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کے لیے نجات کی دُعا:

﴿275﴾...... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ جب عشاء کی نماز ادا فرماتے تو آخری رکعت میں یہ دُعا مانگتے:

اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَیَّاشَ بْنَ أَبِی رَبِیْعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

یا اللہ! ولید بن ولید کو نجات عطا فرما۔ مولا! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ مولا! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ میرے مالک! کمزور مومنین کو نجات دے۔

مولا! مضر پر اپنی گرفت سخت کر۔ مولا! ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا قحط حضرت

یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوا تھا۔ پھر وہ "علھز" کھائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمزور مسلمانوں کے لیے لگاتار دُعا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کرنا ترک کردی۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۳)

## تجارت میں برکت کی دُعا:

﴿276﴾......ابن سعد نے ابو حصین کی سند سے مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حکیم بن حزام کو ایک دینار دے کر بھیجا تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کا جانور لے کر آئیں۔ اُنہوں نے پہلے ایک دینار کا ایک جانور خریدا پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار کا ایک اور جانور خریدا وہ جانور بھی اور وہ دینار بھی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا۔ فَدَعَا صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّبَارِكَ لَهُ فِیْ تِجَارَتِهٖ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت کرے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۳)

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تجارت میں ایک خوش قسمت آدمی تھے۔ جب بھی کوئی چیز بیچتے انہیں نفع ہوتا۔ یہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے تھا۔

## حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دُعا:

﴿277﴾......امام سیوطی نے "تحفۃ الابد" میں لکھا ہے اور قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آغاز میں ابوجہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا۔ اُنہوں نے بارگاہِ رسالت میں اس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس آئیں اور انہیں بتایا۔ ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ابوجہل کے پاس لے گئے اور کہا جس طرح اس نے آپ کو تھپڑ مارا ہے۔ آپ بھی اسی طرح اسے تھپڑ ماریں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت

میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ عرض کیا:

فَرَفَعَ يَدَهُ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَنْسَهَا لِأَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا شَكَكْتُ اِنَّ اِسْلَامَهُ كَانَ لِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ .

آپ ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! ابوسفیان کو اپنی رحمت سے محروم نہ کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا اسلام قبول کرنا حضور اکرم ﷺ کی دُعا کی وجہ سے تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۱۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے شکم سیر نہ ہونے کی دُعا:

﴿278﴾...... امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اُدْعُ لِيْ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ اِنَّهُ يَأْكُلُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ بَعْدَهَا .

سرورِ دو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ معاویہ کو بلاؤ۔ میں نے عرض کی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ جب میں تیسری مرتبہ بھی یہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ معاویہ کے پیٹ کو نہ بھرے۔ اس دُعا کے بعد وہ کبھی شکم سیر نہیں ہوئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۱۴ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶)

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سلطنت کی دُعا:

﴿279﴾...... ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَ مَكِّنْ لَهُ الْبِلَادَ وَقِهِ الْعَذَابَ .

ترجمہ: ''اے مولا! ان کو کتاب کی تعلیم دے اور ان کی سلطنت کو استحکام عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔''

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر ہوئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر رہے۔ وہ بیس سال تک شام کے امیر رہے۔ پھر بیس سال تک خلیفہ رہے۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے کنارہ کش ہوئے تو ان کی خلافت پر اُمت کا اجماع ہو گیا اور لوگوں نے ان کی بیعت کی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی)

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اولاد میں برکت کی دُعا:

﴿280﴾...... امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ اُمِّیْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ اُدْعُ اللّٰهَ تَعَالٰی لَهٗ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَ بَارِكْ لَهٗ فِیْمَا آتَیْتَهٗ ۔

وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادم انس کے لیے دُعا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی مولا! اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور جو نعمت تو اسے عطا کرے اس میں برکت فرما۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۲)

## مدنی پھول (۱):

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے اللہ کی قسم! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور آج میرے بیٹے اور پوتے ایک سو سے زائد ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا زندگی کی جتنی سہولت مجھے میسر رہی کسی اور شخص کو اتنی آسائش نہ مل سکی۔ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے ایک سو بیٹوں کو دفن کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے طاعون جارف میں وصال فرمایا۔ اس وقت ان کے ستر بیٹے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۱ (شفاء ج ۱ ص ۲۴۳)

## مدنی پھول (2):

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ننانوے سال زندگی بسر فرمائی اور 91 ہجری میں وصال فرمایا۔

ترمذی اور بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔اس باغ میں ریحان تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

## سردی ختم ہونے کی دُعا:

﴿281﴾......ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَيْلَةَ الْاَحْزَابِ مَنْ يَّأْتِيْنِيْ بِخَبْرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ ثَلَاثًا فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَنَادٰى يَا حُذَيْفَةُ فَاَجَابَهُ فَقَالَ اَمَا سَمِعْتَ صَوْتِيْ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُجِيْبَنِيْ قَالَ اَلْبَرْدُ قَالَ لَا بَرْدَ عَلَيْكَ قَالَ فَذَهَبَ عَنِّيْ الْبَرْدُ فَذَهَبَ فَاَتَاهُ بِخَبْرِ الْقَوْمِ فَلَمَّا رَجَعَ عَادَ الْبَرْدُ اِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجِدُهُ .

غزوۂ خندق کے دِن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دشمن کے لشکر کی خبر لے کر آئے گا،اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرا رفیق بنائے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسے فرمایا لیکن کسی شخص نے جواب نہ دیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حذیفہ!اُنہوں نے عرض کی لبیک میں حاضر ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی۔اُنہوں نے عرض کی سردی بہت شدید ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں سردی نہیں لگے گی۔پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کی فوج کی خبر لینے چلے گئے۔انہیں بالکل سردی محسوس نہ ہوئی اور جب وہ واپس آگئے تو انہیں سردی محسوس ہونے لگی۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۵ بیروت:دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۲)

## حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے مددِ الٰہی کی دُعا:

﴿282﴾......حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مرحب قلعہ خیبر سے باہر آیا اور مبارزت کی دعوت دینے لگا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے واصل جہنم کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جانے کی اجازت دی۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قُمْ اِلَیْہِ اَللّٰھُمَّ أَعِنْہُ عَلَیْہِ فَبرَزَ اِلَیْہِ فَقَتَلَہٗ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی طرف جاؤ اور پھر بارگاہِ ایزدی میں دُعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ مولا! مرحب پر اس کی مدد فرما۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۴۱۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۱)

## حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لیے سلامتی کی دُعا:

﴿283﴾......ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أَنْشَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَۃً فَأَتَیْتُہُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ لِیْ بِالشَّھَادَۃِ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ سَلِّمْھُمْ وَ غَنِّمْھُمْ فَغَزَوْنَا فَسَلِمْنَا وَ غَنِمْنَا ۔

وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ مولا! انہیں سلامتی عطا فرما اور انہیں مالِ غنیمت دے۔ جب ہم نے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی بخشی اور مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ مولا! انہیں سلامتی عطا فرما اور مالِ غنیمت عطا فرما۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہمیں فتح عطا فرمائی بلکہ سلامتی اور مالِ غنیمت سے بھی نوازا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۰)

## حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کے لیے بخار کی دُعا:

﴿284﴾..... ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے گئے تو میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔

**فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ دَمَهٗ عَلَی الْكُفَّارِ اِنَّكَ اِذَا خَرَجْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَأَخَذَتْكَ الْحُمّٰی فَقَتَلَتْكَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ فَلَمَّا نَزَلُوْا تَبُوْكَ أَقَامُوْا بِهَا اَیَّامًا ثُمَّ تَوَفّٰی عَبْدُ اللّٰهِ ذُوالْبِجَادِیْنَ بِالْحُمّٰی .**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے مالک! میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔ اور مجھے فرمایا تو جب بھی راہِ خدا میں نکلے گا تجھے بخار ہو جائے گا، تجھے بخار کی وجہ سے موت آئے گی لیکن تجھے شہادت کا مرتبہ ملے گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبوک پہنچے تو وہاں حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اور اسی بخار میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۲۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۱)

## حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے پاؤں ٹھیک ہونے کی دُعا:

﴿285﴾..... **قَالَ ثَابِتُ بْنُ یَزِیْدَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ رِجْلِیْ عَرْجَاءُ لَا تَمَسُّ الْاَرْضَ قَالَ فَدَعَا لِیْ فَبَرِئَتْ حَتّٰی اِسْتَوَتْ مِثْلَ الْاُخْرٰی .**

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاؤں میں لنگڑا پن ہے جس کی وجہ سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگ سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دُعا فرمائی حتیٰ کہ میرا پاؤں دوسرے پاؤں کی طرح ٹھیک ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۸۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۱)

## حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے شیطان دُور ہونے کی دُعا:

﴿286﴾...... امام بیہقی نے سلیمان سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں میں قرأت کا اختلاف تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے حضور ﷺ سے قرآن پاک پڑھا ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں کی قرأت کو سنا اور فرمایا تم دونوں نے عمدہ قرأت کی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے میرے دِل میں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ شک اور تردد پیدا ہوا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دُعا مانگی۔

وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ فَارْفَضَّيْتُ عِرْقاً وَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ اِلَى اللّٰهِ فَرْقاً ۔

مولا! اس سے شیطان کو دُور فرما۔ میں اس وقت پسینے سے شرابور ہو گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

## حضرت ابوطلحہ اور اُم سلیم رضی اللہ عنہما کے لیے اولاد کی دُعا:

﴿287﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے اسحاق بن عبد بن ابی طلحہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو مرض لاحق ہوا جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہ تھے۔ جب ان کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ ان کا لختِ جگر وفات پا چکا ہے تو انہوں نے اس کے کپڑے ڈھانپ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ جب حضرت ابوطلحہ آئے تو انہوں نے پوچھا میرا بیٹا کیسا ہے؟ ان کی زوجہ نے جواب دیا۔ اب وہ بڑا پر سکون ہے۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ اب اسے آرام آ گیا ہو گا۔ ابوطلحہ سمجھے کہ ان کی بیوی سچ کہہ رہی ہے۔ اُنہوں اسی رات بیوی سے ہمبستری کی۔ صبح کے وقت غسل فرمایا۔ جب وہ گھر سے باہر جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انہیں تمام حالات بتائے کہ ان کا نورِ نظر انتقال کر گیا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

نے حضور ﷺ کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی اور پھر آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔

فَقَالَ ﷺ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَرَأَيْتُ لَهَا سَبْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ۔

"آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت دے۔ حضرت انصار میں سے ایک مرد نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سات بیٹے ہوئے۔ وہ تمام کے تمام قرآن کے قراء تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ابیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا:

﴿288﴾...... ابن اسحاق نے حضرت بریدہ سے اور اُنہوں نے سفیان اسلمی سے اور وہ بنوسلمہ کے بعض افراد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ خیبر کے مقام پر موجود تھے۔ جب یہود کی بھیڑیں آئیں وہ اپنے قلعے میں جانا چاہتی تھیں۔ حالانکہ ہم نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَجُلٍ يُطْعِمُنَا مِنَ الْغَنَمِ قَالَ أَبُو الْيُسْرِ فَقُلْتُ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَافْعَلْ قَالَ فَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ مِثْلَ الظَّلِيْمِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّياً اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْنَا بِهٖ ۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں اس بھیڑ کا گوشت کون کھلائے گا۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اس کا گوشت کھلاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ۔ میں شترمرغ کی طرح بھاگتا ہوا گیا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے دُعا فرمائی مولا! ہمیں اس سے لطف اندوز فرما۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بھیڑوں کو اس وقت جا لیا جب ان کا ابتدائی حصہ قلعے میں داخل ہو رہا تھا۔ میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں اُٹھائیں۔ انہیں اپنی بغل میں دبایا اور اس طرح دوڑتا ہوا آیا گویا کہ

میں خالی ہاتھ ہوں۔ میں نے حضور ﷺ کے سامنے انہیں پھینک دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں ذبح کیا اور ان کا گوشت تناول کیا۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں انتقال فرمایا۔ جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو رونے لگتے اور کہتے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میری زندگی سے فائدہ اُٹھایا۔ میں ان سب کے آخر میں انتقال کرنے والا ہوں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۴۱۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۱)

## نور کی سرکار سے نور کا عطا ہونا:

﴿289﴾...... حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ جب رسولِ مکرم ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف فرماتے اس وقت میں مکہ معظمہ میں آیا۔ قریش مکہ طفیل بن عمرو کے پاس گئے۔ طفیل ایک صاحب شرف انسان اور عمدہ شاعر تھے۔ اُنہوں نے ان سے کہا تم ہمارے شہر میں آئے ہو تو سن لو وہ شخص جو سامنے ہے۔ اس نے ہماری جماعت میں انتشار پیدا کر دیا ہے اور ہمارے معاملہ میں افتراق پیدا کر دیا ہے۔ اس کا کلام جادو کی طرح ہے۔ وہ (حضور ﷺ) آدمی کو اس کے باپ، اس کے بھائی اور اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمہارے متعلق اور تمہاری قوم کے متعلق بھی یہی خطرہ ہے۔ جب وہ شخص (حضور ﷺ) تمہارے پاس آئے تو نہ اس کی بات سننا اور نہ ہی اس سے گفتگو کرنا۔ وہ مجھ سے برابر یہی اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ میں اس سے نہ کوئی کلام سنوں گا اور نہ اس سے کوئی بات کروں گا حتیٰ کہ میری کیفیت یہ تھی کہ جب میں مسجد جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تاکہ میں آپ ﷺ کا کلام نہ سن سکوں۔ ایک دفعہ میں مسجد حرام میں گیا۔ حضور ﷺ کعبہ مشرفہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ ﷺ کا کلام کسی نہ کسی طرح میرے کانوں تک پہنچ گیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا۔ میں نے دِل میں کہا میں ایک شاعر ہوں۔ میں کلام کی اچھی اور بری صفات سے آشنا ہوں۔ مجھے اس شخص کے کلام کو سننا چاہیے کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اگر یہ کلام اچھا ہوا تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر عمدہ نہ ہوا تو اسے چھوڑ دوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ گھر واپس

آنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے عرض کی آپ ﷺ کی قوم نے مجھے آپ (ﷺ) کے متعلق اس طرح کہا ہے۔ آپ مجھے اپنے معاملہ کے متعلق بتائیں۔

فَعَرَضَ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَ تَلَا عَلَيَّ الْقُرْآنَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ قَوْلًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَ لَا أَمْرًا أَعْدَلَ مِنْهُ فَأَسْلَمْتُ وَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اِمْرَءٌ مُطَاعٌ فِيْ قَوْمِيْ وَ اِنِّيْ رَاجِعٌ اِلَيْهِمْ فَدَاعِيْهِمْ اِلَى الْإِسْلَامِ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَ لِيْ آيَةً تَكُوْنُ لِيْ عَوْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهُ آيَةً فَخَرَجْتُ اِلَى قَوْمِيْ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ كَدَاءٍ وَقَعَ نُوْرٌ بَيْنَ عَيْنَيْ مِثْلَ الْمِصْبَاحِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ فِيْ غَيْرِ وَجْهِيْ اِنِّيْ أَخْشٰى اَنْ يَظُنُّوْا اَنَّهَا مُثْلَةٌ وَ قَعَتْ فِيْ وَجْهِيْ فَتَحَوَّلَ فَوَقَعَ فِيْ رَأْسِ سَوْطِيْ كَالْقِنْدِيْلِ الْمُعَلَّقِ ۔

نبی کریم ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ قرآن پاک پڑھا، اللہ کی قسم! اس سے عمدہ کلام میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ اس سے زیادہ عادل معاملہ میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے کہا یا نبی اللہ ﷺ! میری قوم میری اطاعت کرتی ہے۔ میں ان کی طرف جا رہا ہوں۔ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ ﷺ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی علامت عطا فرما دے۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی مولا! اسے کوئی علامت عطا فرما۔ میں اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا جب میں ثنیہ کداء پر پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان ایک نور روشن ہو گیا۔ وہ چراغ کی طرح تھا۔ میں نے دُعا کی اے میرے پروردگار! اس کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل کر دیں۔ ورنہ وہ سمجھیں گے کہ یہ مثلہ ہے جو میرے چہرے پر ظاہر ہوا ہے۔ وہ نور میرے عصا کے سرے پر منتقل ہو گیا۔ وہ ایک معلق قندیل کی طرح تھا۔ میں نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا لیکن اُنہوں نے میری اس دعوت میں دلچسپی نہ لی۔ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں

حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! دوس کا قبیلہ مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف جاؤ ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی اختیار کرو۔ میں اپنی قیام گاہ میں آ گیا۔ میں قبیلہ دوس کو لگاتار دعوتِ اسلام دیتا رہا حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ خیبر کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت میرے ساتھ قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانوں کے افراد تھے۔

(شفاء ج اص ۲۴۴: خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۸۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۱۷ ۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۵)

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کا اسلام قبول کرنا:

﴿290﴾......امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا روئے زمین پر ہر مومن مرد اور مومن عورت مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا آپ کو یہ کیسے علم ہوا؟ اُنہوں نے فرمایا میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا لیکن وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں نے

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلَى الْاِسْلَامِ فَدَعَا لَهَا فَرَجَعْتُ فَلَمَّا دَخَلْتُ الْبَيْتَ قَالَتْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ كَمَا كُنْتُ اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ كَمَا كُنْتُ اَبْكِيْ مِنَ الْحُزْنِ وَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَ هَدٰى اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلَى الْاِسْلَامِ ۔

بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔ حضور ﷺ نے میری والدہ کے لیے دُعا فرمائی۔ جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ

نے اسلام قبول کر لیا۔ میں واپس بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں خوشی سے اسی طرح گریہ زار تھا جس طرح میں پہلے غم سے روتا تھا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو قبول فرمایا ہے اور ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا مانگیں کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو تمام مومنین کے نزدیک محبوب بنا دے اور انہیں ہمارے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ اے میرے مولا! اپنے اس بندے کو اور اس کی والدہ کو تمام لوگوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور تمام لوگوں کو ان کے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ میں جس مومن یا مومنہ کو جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۴۳: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۷ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## ثعلبہ بن حاطب کے لیے مال کی دُعا:

﴿291﴾...... امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ جَاءَ ثَعْلَبَةُ بْنُ حَاطِبٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَرْزُقَنِیْ مَالاً وَوَلَداً فَقَالَ وَیْحَكَ یَا ثَعْلَبَةُ قَلِیْلٌ تُطِیْقُ شُکْرَهُ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرٍ لَا تُطِیْقُهُ فَأَبَی فَقَالَ وَیْحَكَ یَا ثَعْلَبَةُ اَمَا تُحِبُّ اَنْ تَکُوْنَ مِثْلِیْ فَلَوْ شِئْتُ اَنْ یَسِیْرَ رَبِّیْ هٰذِهِ الْجِبَالَ مَعِیَ ذَهَباً لَسَارَتْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَرْزُقَنِیْ مَالاً وَوَلَداً فَوَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ آتَانِیَ اللّٰهُ مَا لَا لَأُعْطِیَنَّ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهُ فَدَعَا لَهُ فَاشْتَرَی غَنَماً فَبُوْرِكَ لَهُ فِیْهَا وَ نَمَتْ کَمَا یَنْمُوْ الدُّوْدُ حَتّٰی ضَاقَتْ بِهَا الْمَدِیْنَةَ .

ثعلبہ بن حاطب بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و ثروت اور اولاد عطا

فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! تیرے لیے ہلاکت ہو وہ کم مال جس کا تو شکریہ ادا کر سکے اس کثیر مال سے کہیں بہتر ہے جس کا تو شکریہ ادا نہ کر سکے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! کیا تو میری طرح نہیں ہونا چاہتا۔ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ رواں ہو جاتے۔ ثعلبہ نے پھر بھی اصرار کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے لیے مال و دولت اور اولاد کی دُعا فرمائیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے دُعا فرمائی۔ اس نے ایک بکری خریدی جس میں بہت برکت پیدا ہوئی۔ اس کی بکریاں کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں حتیٰ کہ مدینہ طیبہ کی زمین ان کے لیے تنگ ہو گئی۔ وہ انہیں مدینہ منورہ سے باہر لے گیا۔ وہ دِن کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا لیکن رات کے وقت مسجد نبوی میں نماز کے لیے نہیں آتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا۔ وہ اپنی بکریوں کو مدینہ طیبہ سے اور دُور لے گیا۔ وہ دِن اور رات کی کسی نماز میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کر سکتا تھا۔ صرف جمعہ کے دِن مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا اور وہ اپنی بکریوں کو اور دُور لے گیا۔

اب نہ وہ جمعہ کے دِن حاضر ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنازہ میں شرکت کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مکرم ﷺ کو صدقات لینے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اُونٹ اور بکریوں کا نصاب لکھا اور اسے دو آدمیوں کو دے کر روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ثعلبہ کے پاس جائیں اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کریں۔ وہ دونوں شخص روانہ ہوئے۔ جب وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ ثعلبہ نے کہا مجھے دستاویز دِکھاؤ۔ جب انہوں نے وہ حکم نامہ دِکھایا تو وہ کہنے لگے یہ تو جزیہ ہے تم ابھی چلے جاؤ اور فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔ وہ دونوں شخص فارغ ہونے

کے بعد اس کے پاس آئے اور اسے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا یہ تو جزیہ ہے۔ تم ابھی چلے جاؤ تا کہ میں غور و فکر کر سکوں۔ وہ دونوں وہاں سے چلے آئے۔ جب وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ............ الخ (التوبہ:75)

جب ثعلبہ نے ان آیات کے متعلق سنا تو وہ اپنا صدقہ لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ ثعلبہ رونے لگا اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تیرا اپنا ہی عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا لیکن تو نے میری اطاعت نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت ہلاک ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۸ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے لیے اولاد میں برکت کی دعا:

﴿292﴾...... مالک بن ربیعہ سے روایت کیا ہے اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَعَا لَهٗ يُبَارِكَ اللّٰهُ لَهٗ فِيْ وَلَدِهٖ فَوُلِدَ لَهٗ ثَمَانُوْنَ ذَكَرًا ۔

حضور ﷺ نے ان کی اولاد میں برکت کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی (80) بچے عطا فرمائے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کی بکریوں میں برکت کی دعا:

﴿293﴾...... جعد بن عبد اللہ بن عامر البکائی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ تین افراد معاویہ بن ثور، ان کا بیٹا بشر اور نجیع بن عبد اللہ 9 ہجری کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد عمرو بھی تھے۔

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اَتَبَرَّكُ بِمَسِّكَ فَامْسَحْ وَجْهَ

اِبْنِی بَشَرٍ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَ أَعْطَاهُ أَعْنُزاً عَفْراً وَ بَرَّكَ عَلَيْهِنَّ قَالَ الْجَعْدُ فَالسَّنَةُ رُبَّمَا أَصَابَتْ بَنِي الْبَكَّاءِ وَ لَا تُصِيبُهُمْ .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں تو آپ ﷺ کو چھو کر برکت حاصل کر لیتا ہوں۔ میرے فرزند بشر کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیریں۔ حضور ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اسے خاکستری رنگ کی بکریاں عطا کیں اور ان میں برکت کی دُعا فرمائی۔ حضرت جعد فرماتے ہیں کہ بنو بکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے اثرات سے محفوظ رہتے تھے۔

(: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا:

﴿294﴾...... امام بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ بارقی سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي سَعْيِهِ فَكَانَ لَوْ اِشْتَرَى التُّرَابَ رُبِحَ فِيْهِ .

حضور ﷺ نے ان کے کام کاج میں برکت کی دُعا فرمائی۔ اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو انہیں نفع ہوتا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے لیے سلامتی کی دُعا:

﴿295﴾...... الطبرانی نے حضرت ضمرہ بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ ضَمْرَةَ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْبَهْزِي اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ لِي بِالشَّهَادَةِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحَرِّمُ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَةَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَعَمَرَ زَمَاناً مِنْ دَهْرِهِ وَ كَانَ يَحْمِلُ عَلَى الْقَوْمِ حَتَّى يَخْرُقَ الصَّفَّ ثُمَّ يَعُوْدُ .

وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مولا! میں مشرکین پر ابن ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں۔ اس دُعا کے بعد وہ ایک طویل عرصہ زندہ رہے۔ وہ دُشمن قوم پر حملہ آور ہوتے اور ان کی صفیں چیر کر واپس آتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت ابو سبرہ کے بیٹے رضی اللہ عنہما کے لیے دُعا:

﴿296﴾...... الطبرانی نے حضرت سبرہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سُبْرَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا لِوَلَدِهٖ فَلَمْ يَزَالُوْا فِيْ شَرَفٍ اِلَى الْيَوْمِ .

ان کے والد محترم بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے بیٹے کے لیے دُعا فرمائی۔ اسی دُعا کی برکت ہے کہ ان کی ساری اولاد آج تک شان و شوکت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے دھنسنے کی دُعا:

﴿297﴾...... امام بخاری نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے۔ اُنہوں نے کہا قریش نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قتل یا گرفتاری کا انعام ایک سو اُونٹ مقرر کیا ہے۔ میں اس وقت اپنی قوم بنی مدلج کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس نے کہا اے سراقہ! میں نے ساحل کے قریب چند افراد دیکھے ہیں۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ وہی ہیں۔ لیکن میں نے اس شخص سے کہا وہ لوگ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں۔ جو ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔ پھر میں وہاں سے اُٹھا اور اپنے گھر چلا گیا۔ میں نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے پیچھے لے جائے اور وہاں میرا انتظار کرے۔ میں نے

اپنا نیزہ لیا اور چپکے سے گھر کے پچھلے حصے سے نکل گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سراقہ نے ہمارا تعاقب کیا اس وقت ہم سخت زمین پر تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا .(التوبہ:40)

''نہ غم کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں توجہ نہیں فرمارہے تھے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار دائیں بائیں دیکھ رہے تھے۔

اَنَّ سُرَاقَةَ لَمَّا دَنَا مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَاحَ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي الْيَوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْنَعُنِي الْجَبَّارُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ جَعَلْتُ الْاَرْضَ مُطِيْعَةً لَكَ فَأْمُرْهَا بِمَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا اَرْضُ خُذِيْهِ فَاَخَذَتِ الْاَرْضُ اَرْجُلَ جَوَادِهِ اِلَى الرَّكَبِ فَسَاقَ سُرَاقَةُ فَرَسَهُ فَلَمْ يَتَحَرَّكْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ الْاَمَانَ لَوْ اَنْجَيْتَنِي لَاَكُوْنَنَّ لَكَ لَا عَلَيْكَ فَقَالَ يَا اَرْضُ اَطْلِقِيْهِ فَاَطْلَقَتْ جَوَادَهُ .

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سراقہ ہمارے قریب تر ہو گیا، ہمارے اور اس کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ڈھونڈنے والا بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے کس چیز نے رُلایا ہے۔ میں نے عرض کی اللہ کی قسم! میں اپنی جان کی وجہ سے نہیں رو رہا۔ میرا رونا تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے مولا! اس کو کافی ہو جا۔ اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنسنے لگے حتیٰ کہ وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سراقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب ہوئے تو بلند آواز سے کہنے لگے۔ (اے محمد ﷺ!) آج آپ (ﷺ) کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا۔ ان کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے گھوڑے کو نکالنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اُنہوں نے عرض کی اے محمد! (ﷺ) مجھے امان عطا فرمائیں۔ اگر آپ نے مجھے امان دی تو میں آپ ﷺ کا معاون و مددگار ثابت ہوں گا۔ آپ ﷺ سے عداوت ہرگز نہیں رکھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے زمین! اسے چھوڑ دو۔ زمین نے ان کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۰۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۰ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دُعا:

﴿298﴾...... ابن سعد نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حضور ﷺ اکڑوں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ کے ایک ساتھی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ مسکینہ آپ کو دیکھ کر کانپنے لگی ہے۔ اس وقت میں حضور ﷺ کے پیچھے تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھے بغیر فرمایا:

مِسْكِيْنَةُ عَلَيْكِ السَّكِيْنَةُ ۔ ''اے مسکینہ پرسکون ہو جا۔''

جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا اسی وقت میرا تمام خوف اور دل سے رُعب جاتا رہا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۱ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۰۰)

## حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا کے لیے دُعا:

﴿299﴾...... امام بخاری نے ادب میں روایت کیا ہے۔

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ اَنَّهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ اِبْنِيْ فَجَزَعْتُ فَقُلْتُ لِلَّذِيْ يَغْسِلُهُ لَا تَغْسِلْ اِبْنِيْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَيَقْتُلُهُ فَانْطَلَقَ عُكَاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ اِلَى

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ طَالَ عُمَرُهَا فَلَا يَعْلَمُ اِمْرَأَةٌ عَمَرَتْ مَا عَمَرَتْ ۔

حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہوگیا۔ وہ فرماتی ہیں جب میرا لختِ جگر فوت ہوگیا تو میں نے بہت آہ وزاری کی۔ میں نے اسے غسل دینے والے سے کہا میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ وہ مر جائے گا۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ یہ واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ اس دُعا کے طفیل حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا نے اتنی عمر پائی کہ کوئی عورت ان کی عمر کے متعلق نہیں جانتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۱ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعائے مصطفیٰ ﷺ:

﴿300﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے یعلیٰ بن الاشدق کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ کہہ رہے تھے:

اَنْشَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شِعْرًا فَاَعْجَبَهُ فَقَالَ لَا يُفْضِضُ اللّٰهُ فَاكَ قَالَ يَعْلَى فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَ لَقَدْ اُتِيَ عَلَيْهِ نَيِّفٌ وَ مِائَةُ سَنَةٍ وَ مَا ذَهَبَ لَهُ سِنٌّ ۔

میں نے سرورِ کائنات ﷺ کو شعر سنائے۔ آپ ﷺ نے ان اشعار کو بہت پسند فرمایا اور دُعا فرمائی۔ ''اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔'' یعلیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا اس وقت ان کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی لیکن ان کے تمام دانت سلامت تھے۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۴۳: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۱ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لیے تندرستی کی دُعا:

﴿301﴾...... شفاء میں ہے۔

اَنَّهٗ ﷺ مَسَحَ عَلٰی رَأْسِ عُمَیْرِ بْنِ سَعْدٍ وَ دَعَا لَهٗ بِالْبَرَکَةِ فِیْ عُمْرِهٖ وَ صِحَّتِهٖ فَمَاتَ وَ هُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ فَمَا شَابَ ۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اوران کے لیے برکت کی دُعا کی۔ان کے لیے صحت اور تندرستی کی دُعا کی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔اس وقت بھی ان کا چہرہ تروتازہ تھا۔یعنی جیسے صحت مند جوان شخص کا چہرہ تروتازہ ہوتا ہے۔اسی طرح حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا چہرہ تروتازہ تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## غزوۂ بدر کے دِن حضور ﷺ کی دُعائیں:

﴿302﴾......ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ یَوْمَ بَدْرٍ بِثَلَاثِمِائَةٍ وَ خَمْسَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُقَاتَلَةِ کَمَا خَرَجَ طَالُوْتُ فَدَعَا لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ خَرَجَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اَنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاکْسِهِمْ اَللّٰهُمَّ اَنَّهُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ ۔

غزوۂ بدر کے دِن حضور ﷺ طالوت کی طرح تین سو تیرہ مجاہدین لے کر مقام بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی مولا! یہ مجاہدین ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں عطا کر۔ مالک! یہ ننگے ہیں انہیں لباس دے۔ پروردگار! یہ بھوکے ہیں انہیں شکم سیر کر۔اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دِن مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

جب وہ میدانِ بدر سے واپس آئے تو ان میں سے ہر شخص کے پاس ایک یا دو سواریاں ضرور تھیں۔انہیں لباس بھی مل چکے تھے اوران کے پیٹ بھی بھر چکے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## غزوۂ بدر میں حضور ﷺ کا دُعا کرنا:

﴿303﴾...... امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ نے مشرکین مکہ کی طرف دیکھا۔ اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تین سو سترہ تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رُو ہو گئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنے لگے۔ اسی محویت میں آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ ﷺ کے کندھوں سے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کی چادر کو اُٹھایا اور آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی۔ پھر آپ ﷺ کو پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے واسطہ دینے کی انتہا کر دی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ............ (الانفال:9)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## حضور ﷺ کی دُعا سے فرشتوں کا نزول:

﴿304﴾...... امام بیہقی نے حضرت ابن عباس اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب غزوۂ بدر رُونما ہوا تو حضور ﷺ اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر دُعا مانگنے لگے۔ آپ ﷺ نے عرض کی مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو شرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ سکے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کناں تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا۔ وہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو ضرور منور فرمائے گا۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ عِنْدَ اَكْتَافِ الْعَدُوِّ وَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرْ يَا اَبَابَكْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَةٍ صَفْرَاءَ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ملائکہ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آ گئے ہیں۔ انہوں نے زرد عمامہ پہن رکھا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں۔ جب وہ زمین پر نازل ہوئے تو کچھ دیر کے لیے مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ ظاہر ہوئے تو ان کے پاؤں گرد آلود تھے۔ وہ کہہ رہے تھے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۲۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## بکر بن وائل کے لیے مدد کی دُعا:

﴿305﴾...... حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ ذی قار کی جنگ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو یہ جنگ دِکھائی۔

فَقَالَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ مَرَّتَيْنِ وَ اَرَادَ اَنْ يَدْعُوْلَهُمُ الثَّالِثَةَ بِاَنْ يَدِيْمَ نَصْرُهُمْ فَقَالَ لَهُمْ جِبْرِيْلُ اِنَّكَ مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ وَ مَتٰى دَعَوْتَ لَهُمْ بِدَوَامِ النَّصْرِ لَمْ تَقُمْ مَعَهُمْ لِاَحَدٍ قَائِمَةٌ فَلَمَّا دَعَا لَهُمْ وَ انْهَزَمَتِ الْفُرْسُ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُرُوْرًا وَ قَالَ هٰذَا اَوَّلُ يَوْمٍ انْتَصَفَتْ فِيْهِ الْعَرَبُ مِنَ الْعَجَمِ وَ بِیْ نُصِرُوْا ۔

حضور نبی محترم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا اے اللہ تعالیٰ! بکر بن وائل کی مدد فرما۔ نبی محترم ﷺ اس کے لیے تیسری مرتبہ یہ دُعا کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمیشہ مدد فرمائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی دُعا قبول ہو گئی ہے۔ اگر آپ نے ان کے لیے ابدی نصرت کی دُعا فرما دی تو ان کی یہ نصرت ایک واقعہ کی وجہ سے دائمی نہیں رہے گی

گی۔ جب حضور ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی تو اہل فارس کو شکست ہوئی۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ پہلا موقعہ ہے کہ اہل عرب نے عجموں کو شکست دی اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔

(خصائص الکبریٰ ج۱ص ۳۲۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۲ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج۲ص ۴۸۰)

## مدینۃ المنورہ کے لیے دُعا:

﴿306﴾......امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَ مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةَ ۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ زمین وباؤں کا مرکز تھا۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ مولا! مدینہ طیبہ ہمیں اسی طرح محبوب بنا دے جس طرح مکہ معظمہ ہمارے لیے محبوب ہے یا اس کو اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ مولا! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

(بخاری شریف: خصائص الکبریٰ ج۱ص ۳۱۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج۲ص ۵۸۵)

## مدنی پھول:

جحفہ میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو بلوغت سے قبل ایک مرتبہ بخار ضرور آتا تھا۔ اور مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد کبھی کسی کو دائمی بخار نہ آیا۔

## مدینہ کی بکریوں کے لیے دُعا:

﴿307﴾......زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں اسماعیل بن النعمان سے روایت کیا ہے۔

دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِغَنَمٍ كَانَتْ تَرْعَى بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نِصْفَ أَكْرَاشِهَا مِثْلَ مِلْئِهَا فِيْ غَيْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ .

حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں چرنے والی بکریوں کے لیے دُعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے عرض کی۔ مولا! ان کے آدھے پیٹ میں وہی برکتیں دے جو برکتیں تو نے دُوسرے شہر کی بکریوں کے پورے میں دی ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۱۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## قلعہ خیبر کے فتح ہونے کی دُعا:

﴿308﴾......امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں قلعوں کو فتح کرنے سے قبل مسلمانوں کو بھوک نے ستایا۔ بنو اسلم نے اسماء بن حارثہ اور ان کی بیوی کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھیجا۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بنو اسلم سلام پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بھوک نے تنگ کیا ہوا ہے۔ ایک شخص نے انہیں ملامت کی کہ اہل عرب میں سے صرف تم نے ہی بھوک کی شکایت کی ہے۔ ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف ان کا جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے۔

فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُمْ وَ لَيْسَتْ لَهُمْ قُوَّةٌ وَ لَيْسَ بِيَدِيْ مَا أُعْطِيْهِمْ اِيَّاهُ فَافْتَحْ عَلَيْهِمْ أَعْظَمَ حِصْنٍ بِهَا غَنًى أَكْثَرُهَا طَعَامًا وَ وَدَكًا فَغَدَا النَّاسُ فَفَتَحَ عَلَيْهِمُ اللّٰهُ حِصْنَ الصَّعْبِ بْنِ مَعَاذٍ .

اس وقت حضور ﷺ نے دُعا فرمائی اے میرے مالک! تو ان کے حال سے خوب آشنا ہے ان کے پاس قوت وطاقت کی کمی ہے۔ میرے ہاتھ میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں جو انہیں عطا کروں۔ مولا! ان کے لیے وہ قلعہ فتح فرما جس میں کثیر غلہ اور زیادہ کھانا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی دُعا کو قبول کیا اور صعب کے قلعہ کو ان کے لیے غروبِ آفتاب سے پہلے فتح فرمادیا حالانکہ اُنہوں نے دو دِن سے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ یہ

قلعہ دُوسرے تمام قلعوں سے زیادہ سامانِ زیست رکھتا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۴۲۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۵)

## اہل قریش کے لیے دُعا:

﴿309﴾..... امام بخاری نے تاریخ میں اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ کَمَا اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَیْشٍ نِکَالاً فَاَذِقْ آخِرَھَا نَوَالاً ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی۔ مولا! جس طرح تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے اب اس قبیلے کے بعد والے لوگوں کو نعمت کا مزہ چکھا۔

(بخاری شریف: خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۲۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ص ۵۸۵)

## مدنی پھول:

یہ امر مخفی نہیں کہ اس کے بعد قریش کو نعمتیں ملیں اور ان کے ہاتھوں کئی علاقے فتح ہوئے۔

## اہل طائف کے لیے ہدایت کی دُعا:

﴿310﴾......امام بیہقی اور ابونعیم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا نہ تو ہمیں اہل طائف کا محاصرہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی ہم گمان کرتے ہیں کہ ہم اس کو فتح کر لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اہل طائف کے لیے بددُعا کیوں نہیں فرماتے اور نہ ہی آپ پیش قدمی فرماتے ہیں۔ شاید ہم اسے فتح کر لیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف کا محاصرہ اُٹھا کر واپس آگئے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِھِمْ وَاکْفِنَا مَؤُنَتَھُمْ ۔




واپسی پر آپ ﷺ نے دُعا کی اے میرے مالک! اہل طائف کو ہدایت دے اور ہمیں اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق دے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## مدنی پھول:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ماہِ رمضان میں اہل طائف کا وفد آیا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

## مشرکین کا اندھا ہونا:

﴿311﴾...... جب سرورِ کائنات ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تشریف لے گئے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا۔ جب وہ غار کے دھانے تک پہنچ گئے تو حضور ﷺ نے دُعا کی۔

قَالَ اَللّٰهُمَّ أَعْمِ أَبْصَارَهُمْ عَنَّا فَعَمُوْا عَنْ دُخُوْلِهِ وَ جَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ يَمِيْناً وَشِمَالاً حَوْلَ الْغَارِ .

اے مولا! ان کی بصارت ختم کردے تاکہ وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے اور دائیں بائیں دیکھ کر چلے گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۰۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

## بھونی ہوئی بکری آجانا:

﴿312﴾...... امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَضَافَ النَّبِيُّ ﷺ ضَيْفاً فَأَرْسَلَ إِلَى أَزْوَاجِهِ يَبْتَغِي عِنْدَهُنَّ طَعَاماً فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَيْئاً فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا أَنْتَ فَأُهْدِيَتْ إِلَيْهِ شَاةٌ مصلية فَقَالَ هٰذِهِ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ نَحْنُ نَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ .

حضور ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے

کھانا لانے کے لیے کسی شخص کو بھیجا۔ لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ ۔

ترجمہ: ''اے مولا! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں''

اسی وقت ایک شخص نے ایک بھونی ہوئی بکری بطورِ ہدیہ بھیجی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے۔ اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوہ ج ۴)

## یہودی نے اسلام قبول کرلیا:

﴿313﴾...... امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ یَھُوْدِیٌّ بَیْنَ یَدَی النَّبِیِّ ﷺ جَالِساً فَعَطَسَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُ یَرْحَمُكَ اللّٰہُ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ ﷺ ھَدَاكَ اللّٰہُ فَاَسْلَمَ ۔

حضور ﷺ کے سامنے ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کو چھینک آئی۔ یہودی نے کہا۔ یَرْحَمُكَ اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحم کرے۔'' جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ھَدَاكَ اللّٰہُ ''اللہ تجھے ہدایت دے۔'' اس یہودی نے اسلام قبول کرلیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۴ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۸: دلائل النبوہ ج ۴)

## زنا کی اجازت مانگنے والے کے لیے دُعا:

﴿314﴾...... امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جوان بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے زنا کی اجازت دے دیں۔ اس کی یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو جھڑکنے لگے۔ حضور ﷺ نے اس جوان سے کہا میرے قریب ہو جا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے قریب ہو

گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے۔اس جوان نے عرض کی میری جان آپ ﷺ پر فدا ہو۔ ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا دُوسرے لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی ماں سے زنا کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بیٹی سے یہ فعل کرے؟اس جوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر نثار۔''نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا'' آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بیٹیوں سے بدفعلی کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بہن کے ساتھ زنا کرے۔اس جوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان! ''نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا'' کہ کوئی شخص میری بہن کے ساتھ زنا کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بہن کے ساتھ بدکاری کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری پھوپھی کے ساتھ فعل شنیع کرے۔ اس جوان نے عرض کی۔یارسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر فدا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری پھوپھی کے ساتھ بدکاری کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی پھوپھیوں سے بدفعلی کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری خالہ کے ساتھ بدکاری کرے۔اس نے عرض کی۔میری جان آپ پر نثار۔میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری خالہ سے بدکاری کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں کے ساتھ کوئی بدکاری کرے۔پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس نوجوان پر رکھا اور دُعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَ طَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاحْصِنْ فَرْجَہٗ ۔

ترجمہ: ''اے میرے مولا! اس جوان کے گناہ معاف فرما۔اس کے دِل کو صاف فرما اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔''

اس دُعا کے بعد وہ جوان بدکاری کے متعلق سوچتا بھی نہیں تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوہ ج ۴)

## صبح کے وقت میں برکت کی دُعا:

﴿315﴾......امام بیہقی نے صخر الغامدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دُعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا ۔

ترجمہ: ''اے مولا! میری اُمت کی صبح میں برکت فرما۔''

صخر الغامدی تاجر پیشہ تھے۔ وہ صبح سویرے اپنے بیٹوں کو کام پر بھیجتے تھے۔ انہیں اتنا کثیر مال حاصل ہوتا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اسے کہاں رکھیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوہ ج ۴)

## میاں بیوی کے درمیان محبت کی دُعا:

﴿316﴾......امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں اپنے خاوند کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نفرت کرتی ہے۔ اس عورت نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس عورت اور اس کے خاوند سے کہا۔ تم دونوں اپنے سر میرے قریب کرو۔ آپ ﷺ نے اس عورت کی پیشانی کو اس مرد کی پیشانی پر رکھا اور یہ دُعا کی:

قَالَ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا وَ حَبِّبْ اَحَدَھُمَا اِلٰی صَاحِبِہٖ ثُمَّ لَقِیَتْہُ الْمَرْاَۃَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَھَا ﷺ کَیْفَ اَنْتِ وَ زَوْجُکَ قَالَتْ مَا طَارِفٌ وَ لَا تَالِدٌ وَ لَا وَلَدٌ بِاَحَبَّ اِلَیَّ مِنْہُ فَقَالَ ﷺ اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ عُمَرُ وَ اَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ۔

''اے میرے پروردگار! ان کے درمیان محبت ڈال دے اور انہیں ایک دُوسرے کا محبوب بنا دے۔''

کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کو وہ عورت ملی، آپ ﷺ نے فرمایا اب تیرے اور تیرے خاوند کے تعلقات کیسے ہیں۔ اس نے عرض کی کہ کوئی مال و دولت اور

اولاد مجھے اپنے خاوند سے محبوب نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوۃ ج ۴)

## یمن، شام اور عراق کے بارے میں دُعا:

﴿317﴾...... امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ ثُمَّ نَظَرَ اِلَى الشَّامِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ ثُمَّ نَظَرَ اِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ فَحَصَلَ مَا حَصَلَ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ وَ سُرْعَةُ اِنْتِشَارِ الْاِسْلَامِ فِيْ هٰذِهِ الْاَقْطَارِ الثَّلَاثَةِ۔

حضور اکرم ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا تو دُعا کی۔ مولا! ان کے دِلوں کو متوجہ فرما۔ پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف دیکھا اور دُعا مانگی۔ مولا! ان کے دِلوں کو بھی متوجہ کر۔ پھر آپ ﷺ اپنی نظر مبارک عراق کی طرف کی اور عرض کیا۔ مولا! ان کے دِلوں کو بھی متوجہ کر۔ یہ تینوں سلطنتیں جس قدر تیزی سے فتح ہوئیں اور جتنی تیزی سے ان میں اسلام پھیلا یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دُعا کا ہی ثمرہ تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوۃ ج ۴)

## ستر پوشی کے لیے دُعا:

﴿318﴾...... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے مرگی ہے جس کی وجہ سے میں گر پڑتی ہوں۔

قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَ لَكِ الْجَنَّةُ وَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهُ اَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ قَالَتْ فَاِنِّیْ اَنْكَشِفُ فَادْعُ اللّٰهَ لَا اَنْكَشِفُ فَدَعَا لَهَا ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے گی تو تجھے جنت ملے گی اور ایک تجھے یہ پسند ہے کہ تجھے صحت ملے تو میں تیرے لیے دُعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کی میں صبر کر لیتی ہوں لیکن جب گرتی ہوں تو میرا جسم عریاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ستر پوشی فرمائے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے لیے دُعا فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۰: دلائل النبوہ ج ۴)

## محدثین کے چہرے شاداب کیوں؟:

﴿319﴾..... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا فَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا ۔

تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے میرا فرمان سنا اس کو یاد کیا پھر کسی اور شخص کو اسی طرح سنا دیا جس طرح سنا تھا۔''

☆ علماء فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کے چہروں پر رونق اور شادابی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ حضور ﷺ کی یہ دُعا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵: دلائل النبوہ ج ۴)

## عتبہ بن ابی لہب کے لیے بد دُعا:

﴿320﴾...... امام بیہقی اور ابونعیم نے ابونوفل کی سند سے روایت کیا ہے کہ عتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بد دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْباً ۔

ترجمہ: ''اے میرے معبود! اس پر کوئی کتا مسلط فرما۔''

ابولہب شام سے اُونی کپڑا لایا کرتا تھا۔ وہ اپنے لڑکے کے ساتھ اپنے وکیل اور غلام بھیجا کرتا تھا۔

یَقُوْلُ اِنَّ اِبْنِیْ أَخَافُ عَلَیْہِ دَعْوَۃَ مُحَمَّدٍ فَتَعَاھَدُوْہُ فَکَانُوْا اِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ أَلْزَقُوْہُ اِلَی الْحَائِطِ وَ غَطُّوْا عَلَیْہِ الثِّیَابَ وَالْمَتَاعَ فَفَعَلُوْا ذٰلِکَ بِہٖ زَمَاناً فَجَاءَ سَبُعٌ فَتَلَہُ فَقَتَلَہُ فَبَلَغَ ذٰلِکَ أَبَا لَھَبٍ فَقَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَکُمْ اِنِّیْ أَخَافُ عَلَیْہِ دَعْوَۃَ مُحَمَّدٍ ۔

وہ کہتا مجھے اپنے بیٹے کے متعلق حضور (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔ لیکن وہ اس عتبہ کی حفاظت کرنے کا وعدہ کرتے۔ جب وہ کسی جگہ پر قیام کرتے تو وہ عتبہ کو دیوار کے ساتھ لگاتے اور اس پر اپنے کپڑے اور دیگر سامان پھینک دیتے۔ کافی عرصہ تک وہ یہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایک درندہ آیا اس نے عتبہ کو ہلاک کر دیا۔ جب یہ خبر ابولہب تک پہنچی تو اس نے کہا میں نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے متعلق محمد عربی ﷺ کی بددعا کا خطرہ ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۴۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۵ بیروت۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۹ دلائل النبوہ ج ۴)

## قریش کے لیے قحط سالی کی دُعا:

﴿321﴾...... امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ النَّاسِ أَدْبَاراً قَالَ اَللّٰھُمَّ سَبْعٌ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَأَخَذَتْھُمْ سِنَۃٌ حَتّٰی أَکَلُوْا الْمَیْتَۃَ وَالْجُلُوْدَ وَالْعِظَامَ فَجَاءَہُ أَبُوْ سُفْیَانَ وَ نَاسٌ مِنْ أَھْلِ مَکَّۃَ فَقَالُوْا یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ تَزْعَمُ اَنَّکَ بُعِثْتَ رَحْمَۃً وَ اِنَّ قَوْمَکَ قَدْ ھَلَکُوْا فَادْعُ اللّٰہَ لَھُمْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَسُقُوْا الْغَیْثَ فَأَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ سَبْعاً فَشَکَا النَّاسُ کَثْرَۃَ الْمَطَرِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ

حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا فَانْحَدَرَتْ السَّحَابَۃُ رَأْسَہٗ فَسُقِیَ النَّاسُ حَوْلَھُمْ ۔

جب حضور ﷺ نے قریش مکہ کی اسلام سے رُوگردانی دیکھی تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔ مولا! ان پر اتنا سخت قحط نازل فرما جس قدر سخت قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ قریش پر اتنا سخت قحط آیا کہ وہ مردار، چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان اور قریش کے دُوسرے سردار بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے اور کہنے لگے اے محمد! (ﷺ) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کی قوم قحط سالی سے ہلاک ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دُعا کی تو بارانِ رحمت اُمڈ آیا۔ مسلسل سات دِن تک بارش ہوتی رہی۔ لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے دُعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا ۔

ترجمہ: ''مولا! ہم پر اب بارش نہ برسا، ہمارے گردونواح میں برسا۔''

نبی اکرم ﷺ کی اس دُعا کے فوراً بعد آسمان صاف ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۲۴۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۶ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## چند کافروں کے بارے تباہی کی بددُعا:

﴿322﴾...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مسجد حرام میں تھے۔ نبی اکرم ﷺ نماز میں مصروف تھے۔ ایک شخص نے اُونٹ ذبح کیا تھا۔ اس کی اوجھڑی پڑی ہوئی تھی۔ ابوجہل نے کہا کیا کوئی شخص یہ جرأت کر سکتا ہے کہ اس اُونٹ کی اوجھڑی کو لے آئے اور جب محمد (ﷺ) سجدہ ریز ہوں تو ان کے اُوپر پھینک دے۔ قوم قریش میں سے سب سے بدبخت عقبہ بن ابی معیط اُٹھا اور وہ اوجھ اُٹھا کر لے آیا اور جب حضور ﷺ نے بارگاہِ صمدیت میں جبین نیاز جھکائی تو اس نے اس گندگی کو آپ ﷺ پر پھینک دیا۔ کفارِ مکہ یہ کیفیت دیکھ کر ہنسنے لگے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہا تھا اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں یہ اوجھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک سے اُتار پھینکتا۔ ایک شخص حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ مسجد حرام میں تشریف لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک اللہ کے حضور سجدہ ریز ہی تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وہ اوجھ اُتاری اور قریش مکہ کی مجلس میں آ کر انہیں ڈانٹا۔

فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ اَللّٰهُمَّ اُشْدُدْ وَ طَأْتَكَ اَيْ عِقَابَكَ الشَّدِيْدَ عَلٰى مُضَرٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ يَعْنِيْ اَبَا جَهْلٍ وَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدَ بْنَ عُتْبَةَ وَ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعِيْطٍ وَ عَمَّارَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَ اُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی۔ اے میرے مالک! ان پر اپنا عذاب سخت کر دے۔ مولا! ان پر سخت قحط نازل فرما۔ اے میرے پروردگار! ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید اور اُمیہ بن خلف کی خبر لے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۷ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## مدنی پھول:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن مشرکوں کے نام لیے تھے وہ غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہوئے۔ پھر ان کی لاشوں کو ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ ان میں سے اکثر اسی دِن موت کے گھاٹ اُترے کیونکہ عمارہ بن ولید حبشہ میں مرا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط غزوۂ بدر کے دِن قید ہوا تھا اور عرق ظبیہ کے مقام پر واصل جہنم ہوا۔ اُمیہ غزوۂ بدر کے دِن قتل تو ہوا تھا لیکن اسے گڑھے میں نہیں پھینکا گیا کیونکہ اس کی لاش متعفن ہو گئی تھی۔ اس لیے اس پر ویسے ہی مٹی پھینک دی گئی۔

## نوفل بن خویلد کی تباہی کی بددُعا:

﴿323﴾...... امام واقدی اور امام بیہقی نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔

عَنِ الزُّهْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ نَوْفَلَ بْـنَ خُـوَیْـلَدَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَهُ عِلْمٌ بِنَوْفَلَ فَقَالَ عَلِیٌّ اَنَا قَتَلْتُهُ فَکَبَّرَ وَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَجَابَ دَعْوَتِیْ فِیْهِ ۔

نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دِن دُعا فرمائی۔ اے میرے مولا! نوفل بن خویلد کو کافی ہو جا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا نوفل کو کون جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور کہا۔ ''الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میری دُعا کو شرف قبولیت بخشا۔''

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۷ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## ابن قمیئہ کی ذلت کی بددُعا:

﴿324﴾...... سیرت نبویہ میں ہے۔

رَمَی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَمِیْئَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُذْهُ وَ اَنَا بْنُ قَمِیْئَةَ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُـوَ یَـمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ اَقْمَاَکَ اللّٰهُ فَسَـلَّطَ الـلّٰـهُ عَـلَی ابْنِ قَمِیْئَةَ تَیْساً جَبَلِیًّا فَلَمْ یَزَلْ یَنْطِحُهُ حَتّٰی قَطَعَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً زِیَادَةً فِیْ نِکَالِهٖ وَ خِزْیِهٖ وَ وَبَالِهٖ ۔

غزوۂ اُحد کے دِن عبداللہ بن قمیئہ نے حضور ﷺ کی طرف تیر پھینکا اور کہا لیجئے میں ابن قمیئہ ہوں۔ حضور ﷺ نے اپنے چہرۂ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا: اَقْـمَـأَکَ اللّٰهُ ''اللہ تجھے ذلیل کرے۔'' اللہ تعالیٰ نے ابن قمیہ پر ایک پہاڑی بیل کو مسلط فرمایا۔ اس نے اس کو سینگ مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مصیبت، رسوائی اور عذاب میں اضافہ کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۸ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## عتبہ کو حالت کفر میں موت دے:

﴿325﴾...... عبدالرزاق نے مقسم سے روایت کیا ہے کہ جب عتبہ بن ابی وقاص نے غزوہ اُحد کے دِن حضور ﷺ کے دانت مبارک شہید کئے اور آپ ﷺ کے رُخِ انور کو زخمی کیا تو حضور ﷺ نے اس کے لیے بدُعا کی۔

فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا يَحُوْلُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتّٰى يَمُوْتُ كَافِراً فَمَا حَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتّٰى مَاتَ كَافِراً .

اے مولا! ایک سال میں یہ حالت کفر میں مرجائے۔ ابھی ایک سال گزرنے نہیں پایا کہ وہ حالت کفر میں مرگیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## غزوہ خندق کے دِن کافروں کے لیے حضور ﷺ کی بدُعا:

﴿326﴾...... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِىْ أَوْفٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اِهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ .

غزوہ خندق کے دِن حضور ﷺ نے مشرکین کے گروہوں کے لیے یہ دُعا فرمائی: "اے کتاب کو نازل کرنے والے! اے جلدی حساب لینے والے! ان گروہوں کو شکست سے دوچار فرما اور انہیں ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے۔"

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۸ بیروت دلائل النبوۃ ج ۴)

## مدنی پھول:

(1) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی دُعا کو قبول فرمایا اور مشرکین کے لیے تیز آندھی اور لشکر بھیجے اور بغیر جنگ کے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص

اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا۔ وہ مشرکین کی فوج کے درمیان اس لیے کھڑے رہے کہ کہیں انہیں تلاش نہ کرلیا جائے۔ مشرکین پر آنے والی آندھی کا نام ''ریح الصبا'' تھا۔ اس آندھی نے ان کے خیموں کو اُکھیڑ دیا، ان کی آگ بجھادی اور ان کی ہنڈیوں کو اوندھا کر دیا، ان کے چہروں پر مٹی پڑی اور انہیں سنگریزوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے لشکر کی ایک سمت سے نعرۂ تکبیر اور ہتھیاروں کی آواز سنی جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے اور اپنا بہت سا سامان چھوڑ گئے۔ جسے بعد میں مسلمانوں نے بطورِ مالِ غنیمت حاصل کرلیا۔

## عامر بن طفیل کے لیے بیماری کی بددُعا:

﴿327﴾...... امام بیہقی نے مؤمد بن جمیل سے روایت کیا ہے کہ عامر بن طفیل بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا۔ اے عامر! اسلام قبول کرلو۔ اس نے کہا میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ شہری علاقہ آپ کا اور دیہاتی علاقہ میرا ہو۔ لیکن سرورِ کائنات ﷺ نے انکار کر دیا۔ عامر نے واپس جاتے ہوئے کہا۔ اے محمد! (ﷺ) اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف سپہ سالاروں اور گھوڑوں سے اس وادی کو بھر دوں گا حتیٰ کہ اس وادی کی ہر کھجور کے تنے کے ساتھ ایک گھوڑا نظر آئے گا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرًا وَ اھْدِ قَوْمَهٗ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِظَهْرِ الْمَدِیْنَةِ نَزَلَ فِیْ بَیْتِ سَلُوْلِیَّةٍ فَاَخَذَتْهُ غُدَّةٌ فِیْ حَلْقِهٖ فَوَثَبَ عَلٰی فَرَسِهٖ وَ اَخَذَ رُمْحَهٗ وَ اَقْبَلَ یَجُوْلُ وَ ھُوَ یَقُوْلُ غُدَّةٌ کَغُدَّةِ الْبَکْرِ وَ مَوْتٌ فِیْ بَیْتِ سَلُوْلِیَّةٍ فَلَمْ یَزَلْ تِلْكَ حَالُهٗ حَتّٰی سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ مَیِّتًا ۔

حضور ﷺ نے دُعا کی۔ مولا! عامر کو کافی ہو جا اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔ عامر بن طفیل مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گیا۔ جب وہ بنوسلول کی ایک عورت کے گھر آیا تو اس کی گردن پر ایک گلٹی نکل آئی۔ وہ چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اپنا نیزہ لیا اور چکر لگانے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا طاعون طاعون اور سلولی عورت کے گھر میں۔ یہی کہتے کہتے وہ اپنے گھوڑے سے گرا اور ہلاک ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۸ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## اہل عرینہ کے لیے بد دُعا:

﴿328﴾......امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضی اللّٰه عنه ان رهطا من عكل و عرينة قدموا المدينة على النبي ﷺ و تكلموا بالاسلام فقالوا يا نبي اللّٰه انا كنا اهل ضرع و لم نكن اهل ريف و استوخموا المدينة فامر لهم رسول اللّٰه ﷺ بذود و راع و امرهم ان يخرجوا يشربوا من البانها و ابوالها اى للمداواة لانه كان بهم داء الاستسقاء فانطلقوا حتى اذا كانوا بناحية الحرة كفروا بعد اسلامهم و قتلوا راعي النبي ﷺ واستاقوا الذود فبلغ ذلك النبي ﷺ فبعث في طلبهم و دعا عليهم فقال اللهم عم عليهم الطريق واجعلها عليهم اضيق من مسك جمل اى جلده فعمى اللّٰه عليهم السبيل فادركوا فاتي بهم فقطع ايديهم و ارجلهم و سمل اعينهم ۔

قبیلہ عکل اور عرینہ کا ایک وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم دیہاتی لوگ ہیں، شہری زندگی سے ناآشنا ہیں۔ ہمیں مدینہ طیبہ میں قیام کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں مدینہ طیبہ کی وبا نے آلیا۔ حضور ﷺ نے انہیں مدینہ سے باہر جانے کا حکم دیا اور وہاں کی اُونٹنیوں کا دُودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا کیونکہ ان کو استسقاء کی بیماری لگ گئی تھی۔ وہ تمام روانہ ہوئے۔ جب وہ حرہ کے ایک کنارے پر پہنچے تو مرتد ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور تمام اُونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور ان کے لیے بد دُعا کی۔ مولا! انہیں راستے سے بھٹکا دے اور غور و فکر کی صلاحتیں سلب کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں راستہ سے بھٹکا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں پکڑ لیا اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں انہیں پیش کر دیا۔ ان کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دی گئیں اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری گئیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۔۳۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۹ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## صلح حدیبیہ کے دِن مشرکین کے لیے بددُعا:

﴿329﴾......امام احمد، نسائی اور حاکم نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ اس درخت کے نیچے تھے جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک پشتوں کو چھو رہی تھیں۔ سہیل بن عمرو حضور ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی! لکھو۔ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا ہم کسی رحمان اور کسی رحیم کو نہیں جانتے۔ ان شرائط کے اُوپر وہ نام لکھو جس سے ہم آشنا ہوں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا لکھو۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔

یہ لکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے مصالحت کی ہے۔ سہیل نے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم نے ظلم کیا۔ ان شرائط کے اُوپر وہ نام لکھو جو ہم جانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے قریشِ مکہ کے ساتھ مصالحت کی ہے۔

اِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا ثَلَاثُوْنَ شَابًّا عَلَيْهِمُ السِّلَاحُ فَثَارُوْا فِيْ وُجُوْهِنَا فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ اللّٰهُ بِاَسْمَاعِهِمْ وَ لَفْظُ الْحَاكِمِ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُمْنَا اِلَيْهِمْ فَاَخَذْنَاهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ جِئْتُمْ فِيْ عَهْدٍ اَوْ هَلْ جَعَلَ لَكُمْ اَحَدٌ اَمَانًا فَقَالُوْا لَا فَخَلّٰى سَبِيْلَهُمْ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَ هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾ (الفتح:24)

ہم اسی کیفیت میں تھے کہ ہم پر تیس جوان حملہ آور ہوئے اور شور کرنے لگے۔

حضور ﷺ نے ان کے خلاف بدُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہرہ کر دیا۔ دُوسری روایت کے مطابق انہیں اندھا کر دیا۔ ہم ان کی طرف گئے اور انہیں قید کر لیا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم کسی کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہو یا کسی کی امان میں آئے ہو۔ اُنہوں نے عرض کی نہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ اُتری:

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ .

ترجمہ: ''اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۰۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۹ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## کسریٰ کے لیے بدُعا:

﴿330﴾......امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰی كِسْرٰی فَلَمَّا قَرَاَهٗ كِسْرٰی مَزَّقَهٗ فَدَعَا عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ فَمُزِّقُوْا .

حضور نبی محتشم ﷺ نے کسریٰ کی طرف اپنا خط مبارک بھیجا۔ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ دیا۔ حضور ﷺ نے بدُعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اسی رات کسریٰ کے بیٹے نے باپ کو قتل کر کے تخت سلطنت پر خود قابض ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## محلم بن جثامہ کے لیے بدُعا:

﴿331﴾......ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ ﷺ دَعَا عَلٰی مُحَلِّمِ بْنِ جَثَّامَةَ الْكِنَانِیِّ اللَّیْثِیِّ فَمَاتَ بَعْدَ سَبْعِ لَیَالٍ مِنْ دُعَائِهٖ ﷺ وَ لَمَّا دَفَنُوْهُ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ دَفَنُوْهُ فَلَفَظَتْهُ وَ هٰكَذَا مَرَّاتٍ فَاَلْقَوْهُ فِیْ شِعْبٍ

وَ رَضَمُوْا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ ۔

نبی مکرم ﷺ نے محلم بن جثامہ الکنانی کے لیے بددُعا کی۔ وہ آپ ﷺ کی بددُعا فرمانے کے سات دِن بعد مر گیا۔ جب لوگوں نے اس کو زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگوں نے اسے دوبارہ دفنا دیا لیکن زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا۔ اسی طرح کئی بار ہوا۔ بالآخر لوگوں نے اس کو الگ گھاٹی میں پھینک کر اُوپر پتھر جوڑ دیئے۔ حضور ﷺ کی بددُعا کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ نے اسے ایک فوجی دستے کے ساتھ بھیجا۔ عامر بن الاضبط اس کا امیر تھا۔ جب دستہ وادی کے دامن میں پہنچا تو محلم نے عامر کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بددُعا فرمائی۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتائی کہ زمین نے اس کو قبول نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدکردار لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے عبرت بنانا چاہتا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## الحکم بن ابی العاص کے لیے بددُعا:

﴿332﴾...... امام بیہقی نے مالک بن دینار سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ هِنْدُ بْنُ خَدِيْجَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَكَمِ فَجَعَلَ يَغْمِزُ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَرَآهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِهِ وَزْغًا فَرَجَفَ مَكَانَهُ ۔

مجھے ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔ جب حضور ﷺ حکم کے پاس سے گزرے وہ اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارے کرتا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددُعا فرمائی۔ مولا! اسے رعشہ کی بیماری میں مبتلا کر دے۔ وہ اسی جگہ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## مدنی پھول:

امام بغوی فرماتے ہیں کہ حکم سے مراد ابو مروان ہے۔

## ایک اپاہج شخص:

﴿333﴾......ابوداؤد اور امام بیہقی نے غزوان سے روایت کیا ہے۔

عَنْ غَزْوَانَ اَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوْكٍ فَاِذَا رَجُلٌ مَقْعَدٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ أَمْرِهِ فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ بِتَبُوْكٍ اِلَى نَخْلَةٍ فَصَلّٰى اِلَيْهَا فَأَقْبَلْتُ وَ اَنَا غُلَامٌ أَسْعٰى حَتّٰى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهَا فَقَالَ قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ اللّٰهُ أَثَرَهُ فَمَا قُمْتُ عَلَيْهِمَا اِلٰى يَوْمِىْ هٰذَا ۔

اُنہوں نے تبوک میں ایک اپاہج شخص کو دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے اپاہج ہونے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا ایک دفعہ رسولِ معظم ﷺ مقام تبوک پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نماز ادا فرمانے کے لیے ایک کھجور کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کی طرف چلا گیا۔ میں اس وقت اپنے لڑکپن میں تھا۔ میں دوڑتا ہوا حضور ﷺ کے سامنے سے گزر گیا۔ آپ ﷺ نے بددُعا فرمائی۔ جس نے ہماری نماز کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے کو کاٹ دے۔ اس دِن سے لے کر آج تک میری یہی کیفیت ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## چہرے پر برص کے داغ:

﴿334﴾......الطبری نے ذکر کیا ہے۔

عَنِ الطِّبْرِىْ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ خَطَبَ اِلَى الْحَارِثِ بْنِ أَبِىْ حَارِثَةَ اِبْنَتَهُ فَقَالَ اِنَّ بِهَا سُوْءًا وَ لَمْ يَكُنْ كَمَا قَالَ فَرَجَعَ فَوَجَدَهَا قَدْ بَرَصَتْ ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کو اس کی بیٹی کے رشتہ کا پیغام دیا۔ اس نے کہا میری بیٹی بیمار ہے حالانکہ اس وقت وہ بالکل ٹھیک تھی۔ جب

وہ اپنے گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیٹی کے چہرے پر برص کے داغ بن چکے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## داہنا ہاتھ بیکار ہو گیا:

﴿335﴾......امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً اَكَلَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اَسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ بَعْدُ ـ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا میں اس ہاتھ سے کھانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کرے تو ساری زندگی اس ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ لے جا سکا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## ہر جگہ بے قراری:

﴿336﴾......امام بیہقی نے حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اس نے کہا میں کسی جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اس گستاخانہ جواب کے بعد اسے کسی جگہ بھی ٹھہرنا نصیب نہ ہوا وہ جس مقام پر بھی جاتا وہاں سے اسے نکلنا پڑتا۔

## ابو ثروان کے لیے بدبختی کی بددعا:

﴿337﴾......ابو نعیم نے ابو ثروان سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِيْ ثَرْوَانَ اَنَّهُ كَانَ رَاعِياً لِاِبِلِ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ تَمِيْمٍ فَخَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قُرَيْشٍ فَخَرَجَ فَدَخَلَ فِي الْاِبِلِ فَرَآهُ أَبُوْ ثَرْوَانَ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ رَجُلٌ أَرَدْتُ اَسْتَأْنِسُ اِلٰى اِبِلِكَ قَالَ

أَرَاكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ خَرَجَ نَبِيًّا قَالَ أَجَلْ قَالَ اُخْرُجْ فَلَا تَصْلُحُ اِبِلٌ اَنْتَ فِيْهَا فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَطِلْ شِقَاءَهُ وَ بَقَاءَهُ قَالَ هَارُوْنُ رَاوِي هٰذَا الْحَدِيْثُ فَأَدْرَكْتُهُ شَيْخًا كَبِيْرًا يَتَمَنَّى الْمَوْتَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا نَرَاكَ اِلَّا قَدْ هَلَكْتَ دَعَا عَلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

جو ایک چرواہا تھا وہ بنی عمرو بن تمیم کے اُونٹ چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ قریش کی اذیتوں سے تنگ آ کر ان اُونٹوں میں تشریف لے گئے۔ جب ابوثروان نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ آپ (ﷺ) کون ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا میں ایک آدمی ہوں۔ میں تمہارے اُونٹوں سے انس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ابوثروان نے کہا مجھے تو لگتا ہے کہ آپ وہ شخص ہیں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں وہی شخص ہوں۔ ابوثروان نے کہا آپ میرے اُونٹوں میں سے نکل جائیں کیونکہ جن اُونٹوں میں آپ ہوں وہ عمدہ نشو ونما نہیں پاتے۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بدُعا کی۔ مولا! اس کی عمر اور بدبختی میں اضافہ فرما۔ اس حدیث کے راوی حضرت ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ابوثروان کو دیکھا وہ ایک بوڑھا آدمی تھا جو ہر وقت مرنے کی تمنا کرتا رہتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا تیری اس ہلاکت کا سبب وہ بدُعا ہے جو حضور ﷺ نے تیرے لیے کی تھی وہ کہتا نہیں۔ جب اسلام کو غلبہ نصیب ہوا تو میں حضور نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے دُعا فرمائی اور بخشش کی دُعا مانگی لیکن نبی اکرم ﷺ کی بدُعا سبقت لے گئی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## عائشہ رضی اللہ عنہا نے بخار سے شفاء پائی:

﴿338﴾...... امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا تھیں

اور وہ بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بخار کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو اسے حکم دیا گیا ہے لیکن اگر تو پسند کرے تو میں تمہیں وہ کلمات بتاتا ہوں جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں بخار سے نجات دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ ﷺ مجھے ضرور ایسے کلمات سکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بارگاہِ ایزدی میں یوں عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ جِلْدِیْ الرَّقِیْقَ وَ عَظْمِیْ الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِیْقِ یَا اُمَّ مَلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ اٰمَنْتِ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ فَلَا تَصْدَعِیْ الرَّاْسَ وَلَا تُنْتِنِیْ الْفَمَ وَلَا تَاْکُلِیْ اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِیْ الدَّمَ وَ تَحَوَّلِیْ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ ۔

"اے میرے مولا! میری نرم جلد پر رحم فرما۔ اور میری کمزور ہڈی سے بخار دور فرما کر مجھ پر رحم فرما اے ام ملدم! اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے تو پھر میرے سر کو تکلیف میں مبتلا نہ کر، میرے منہ کو بدبودار نہ کر، میرا گوشت نہ کھا، میرا خون نہ پی اور اور تو اس شخص کی طرف منتقل ہو جا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے۔"

قَالَ فَقَالَتْھَا فَذَھَبَتْ عَنْھَا ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## قرض کی ادائیگی کے لیے دُعا:

﴿339﴾...... امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے رسول مکرم ﷺ سے ایک ایسی دُعا سنی ہے کہ اگر کسی پر سونے کے پہاڑ جتنا بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس دُعا کے پڑھنے سے اس کا قرض ادا فرماتا ہے۔ وہ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ رَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ ۔

ترجمہ: ''اے مالک! اے غم کو دُور کرنے والے، اے مجبور لوگوں کی دُعا کو سننے والے! اے دُنیا و آخرت کے رحمٰن! اے دُنیا و آخرت کے رحیم تو ہی مجھ پر رحم فرماتا ہے! تو مجھ پر رحم فرما! مجھ پر وہ رحمت نازل فرما جو مجھے تیرے علاوہ دیگر افراد کی رحمت سے مستغنی کر دے۔''

قَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَ كَانَ عَلَيَّ ذَنَابَةٌ مِنْ دَيْنٍ وَ كُنْتُ لِلدَّيْنِ كَارِهاً فَلَمْ أَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْراً حَتّٰى جَاءَ نِيَ اللّٰهُ بِمَالٍ فَقَضَى اللّٰهُ مَا كَانَ عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَ كَانَ لِأَسْمَاءِ عَلَيَّ دَيْنٌ فَكُنْتُ أَسْتَحْيِ مِنْهَا كُلَّمَا نَظَرْتُ اِلَيْهَا فَكُنْتُ أَدْعُوْا بِذٰلِكَ فَلَمَّا لَبِثْتُ اِلَّا يَسِيْراً حَتّٰى جَاءَنِيَ اللّٰهُ بِرِزْقٍ مِنْ غَيْرِ مِيْرَاثٍ وَ لَا صَدَقَةٍ فَقَضَيْتُهَا ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کسی شخص کا قرض تھا۔ مجھے مقروض ہونا سخت ناپسند تھا۔ میں نے یہ دُعا مانگی۔ کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا کیا جس سے میرا تمام قرض اُتر گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا مجھ پر قرض تھا۔ جب میں اسے دیکھتی تو مجھے شرم آتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا مانگا کرتی تھی۔ کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ رزق عطا فرمایا جو نہ صدقہ تھا اور نہ ہی میراث۔ اس مال سے میں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرض اُتار دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۲ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## سانپ اور بچھو کے ڈنک سے شفا:

﴿340﴾ ..... امام بیہقی نے سہیل بن ابی صالح کی سند سے بنو اسلم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔

قَالَ لَدَغَتْ رَجُلاً عَقْرَبُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَوْ قَالَ حِيْنَ أَمْسٰى أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّهُ قَالَ فَقَالَتْهَا اِمْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِيْ فَلَدَغَتْهَا حَيَّةٌ فَلَمْ تَضُرُّهَا ۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے

بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتا تو بچھو کا زہر اسے نقصان نہ دیتا:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے اس نے تخلیق فرمایا ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک خاتون کو سانپ نے ڈس لیا۔ اس نے یہ کلمات پڑھے تو سانپ کے زہر نے اس پر اثر نہ کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۲ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## رزق میں کشادگی کی دُعا:

﴿341﴾ ...... خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الدُّنْیَا اَدْبَرَتْ عَنِّیْ وَ تَوَلَّتْ.قَالَ لَهُ فَأَیْنَ أَنْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَلَائِکَةِ وَتَسْبِیْحِ الْخَلَائِقِ وَ بِهِ یُرْزَقُوْنَ قُلْ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ تَأْتِیْكَ الدُّنْیَا صَاغِرَةً فَوَلَّی الرَّجُلُ فَمَكُثَ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ أَقْبَلَتْ عَلَیَّ الدُّنْیَا فَمَا أَدْرِیْ أَیْنَ أَضَعُهَا ۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! دُنیا مجھ سے پیٹھ پھیر گئی ہے اور مجھ سے رُوگرداں ہوگئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تجھ کو ملائکہ کی وہ دُعا اور مخلوق کی وہ تسبیح یاد نہیں جس کے طفیل تمام مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ طلوع فجر کے وقت یہ وظیفہ ایک سو بار پڑھا کرو۔ دُنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ وہ شخص یہ وظیفہ یاد کر کے بارگاہِ رسالت ﷺ سے چلا گیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ دوبارہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس اتنی دُنیا آگئی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔ وہ وظیفہ یہ ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۲ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## سانپ کے ڈنک کا دم:

﴿342﴾......امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سفر پر رواں دواں تھے۔ راستہ میں وہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے۔ اس قبیلے کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا اسے فوراً شفا مل گئی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۲ بیروت)

## چوری سے حفاظت کا وظیفہ:

﴿343﴾......عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿ادعوا اللّٰه اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ (الاسراء: 110) الآيَة: هِيَ اَمَانٌ مِنَ السَّرِقِ وَ اَنَّ رُجلاً مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَلاهَا حِيْنَ اَخَذَ مَضْجَعَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَارِقٌ فَجَمَعَ مَا فِي الْبَيْتِ وَ حَمَلَهُ وَالرَّجُلُ لَيْسَ بِنَائِمٍ حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلَى الْبَابِ فَوَجَدَهُ مَسْدُوْداً فَوَضَعَ الْكَارَةَ فَاِذَا هُوَ مَفْتُوْحٌ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ فَضَحِكَ صَاحِبُ الدَّارِ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ اَحْصَنْتُ بَيْتِيْ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک میں ایک ایسی آیت ہے جس کو پڑھ لینے سے چوری سے امان مل جاتی ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً ۔

(بنی اسرائیل: 110)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہر رات سونے سے قبل اس آیت کو پڑھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ

ان کے گھر ایک چور داخل ہوا اس نے گھر کا تمام مال و متاع جمع کیا اور اس کو اُٹھالیا۔ وہ صحابی اس وقت جاگ رہے تھے۔ جب چور دروازے تک پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دروازہ بند تھا۔ جب اس نے سامان رکھا تو دروازہ کھل گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ وہ صحابی مسکرانے لگے۔ اُنہوں نے کہا میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر دیا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۳ بیروت)

باب ۶

# کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

## جابر رضی اللہ عنہ کی ضیافت اور کھانے کا زیادہ ہونا:

﴿344﴾...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر ایک بندھا ہوا پتھر نظر آیا۔ تین دِن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لے کر چٹان پر ایک ضرب لگائی۔ جس سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی، میں گھر آیا۔ میں نے اپنی زوجہ سے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کیفیت دیکھی ہے جو میں برداشت نہیں کرسکتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا میرے پاس جو اور بکری کا ایک بچہ ہے۔ میں نے بکری کو ذبح کیا میری بیوی نے آٹا گوندھا جب کھانا تیار ہوگیا تو میں نے اسے ایک بڑے پیالے میں رکھا۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کے آٹے کی روٹیاں پکائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا اے اہلِ خندق! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا انتظام کیا ہے تم جلدی اس کے گھر پہنچو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے مگر [illegible] بیوی نے [illegible]

کو تسلی دی۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرے آنے سے پہلے ہنڈیا بھی نہ اُتارنا اور نہ ہی آٹے کی روٹیاں پکانا۔

قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ وَ جَاءَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْدَمُ النَّاسَ فَأَخْرَجَتْ الْمَرْأَةُ لَهُ عَجِیْنًا فَبَصَقَ فِیْهِ وَ بَارِكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی بُرْمَتِنَا وَ بَصَقَ فِیْهَا وَ بَارَكَ أَیْ دَعَا بِالْبَرْكَةِ ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ اُدْعُ خَابِزَةً لِتَخْبُزَ مَعَ زَوْجَتِكَ ثُمَّ قَالَ لَهَا اِقْدَحِیْ أَیْ اُغْرُفِیْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَ لَا تُنْزِلُوْهَا وَ هُمْ أَیْ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ جَاؤُوْا مَعَهُ أَلْفٌ وَ أَقْعَدَهُمْ عَشْرَةً عَشْرَةً یَأْكُلُوْنَ فَأَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَكَلُوْا حَتّٰی تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا أَیْ مَالُوْا عَنِ الطَّعَامِ اَنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ أَیْ لَتَغْلِیْ وَ تَفُوْرُ كَمَا هِیَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائے۔ میری بیوی نے آپ ﷺ کے سامنے آٹا رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس میں ملایا اور برکت کی دُعا کی۔ پھر حضور نبی محتشم ﷺ ہماری ہنڈیا کی طرف تشریف لے گئے۔ اس میں بھی اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دُعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا روٹی پکانے والی کو بلالو تاکہ وہ تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹیاں پکا لے۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا تم ہنڈیا کو آگ کے اُوپر ہی رہنے دو اور اس سے سالن نکالتی رہو۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور ﷺ کے ساتھ کاشانۂ جابر میں تشریف لائے تھے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ انہیں دس دس کے گروپ میں بٹھاتے رہے اور وہ کھانا کھاتے رہے۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ جی بھر کر کھاتے رہے لیکن ہماری ہنڈیا اسی طرح لبریز رہی اور ہمارا آٹا بھی اسی طرح رہا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۷: شواہد النبوۃ ص ۱۴۳: شفاء ج۱ ص ۲۱۹: صحیح بخاری ج ۳ کتاب المغازی باب الغزوۃ الخندق حدیث ۴۱۰۲ خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۴ بیروت: دلائل النبوہ ج ۵)

## انڈوں میں برکت کی دُعا:

﴿345﴾......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ جَاءَ عَلَبَةُ بْنُ زَيْدٍ الْحَارِثِيُّ بِثَلَاثِ بَيْضَاتِ أَدَاحِيٍّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَدْتُ هٰذِهِ الْبَيْضَاتِ فِيْ مَفْحَصِ نَعَامٍ فَقَالَ دُوْنَكَ يَا جَابِرُ فَاعْمَلْ هٰذِهِ الْبَيْضَاتِ فَعَمَلْتُهُنَّ ثُمَّ جِئْتُ بِهِنَّ فِيْ قِطْعَةٍ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُ خُبْزاً فَلَا أَجِدُهُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَيْضِ بِغَيْرِ خُبْزٍ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى حَاجَتِهِ وَالْبَيْضُ فِي الْقَصْعَةِ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَامَ فَأَكَلَ مِنْهُ عَامَّةُ أَصْحَابِهِ ثُمَّ رَجَعْنَا مُبْرِدِيْنَ ۔

جب سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے تو علبہ ابن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ انڈے شتر مرغ کے گھونسلے سے حاصل کیے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر! ان انڈوں کو پکاؤ۔ میں نے ان انڈوں کو پکایا پھر انہیں ایک پلیٹ میں رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ لیکن مجھے روٹی نہ ملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان انڈوں کو روٹی کے بغیر ہی کھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ تمام سیر ہو گئے۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ اُنہوں نے بھی ان انڈوں میں سے کھایا۔ پھر ہم خوشی خوشی اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔

(خصائص الکبریٰ ج۱ ص۵۷ ۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۴ بیروت: دلائل النبوۃ ج۴)

## کھجور کے حلوے کا بڑھنا:

﴿346﴾......عبداللہ بن مغیث بن ابی بردہ الانصاری سے روایت ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مُغِيْثِ بْنِ أَبِيْ بَرْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَرْسَلَتْ أُمُّ عَامِرِ الْأَشْهَلِيَّةِ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا حَيْسٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِيْ قُبَّتِهِ وَهُوَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ [illegible] أُمُّ سَلَمَةَ حَاجَتَهَا ثُمَّ خَرَجَ بِالْبَقِيَّةِ

فَنَادٰی مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی عَشَائِہٖ فَاَکَلَ اَھْلِ الْخَنْدَقِ حَتّٰی نَہِلُوْا وَ ھِیَ کَمَا ھِیَ مُرْسَلٌ ۔

اُم عامر رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھیجا۔ اس پیالے میں حیس (کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا) تھا۔ اس وقت حضور ﷺ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پیالے سے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حضور ﷺ باقی کھانا لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے کھانے کی دعوت دی۔ تمام اہل خندق نے اسے جی بھر کر کھایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۵ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## کھجوروں کا بڑھنا:

﴿347﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے بشیر بن سعد کی بیٹی سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد اور خالو خندق کھود رہے تھے تو میری امی نے مجھے کچھ کھجوریں دے کر ان کی طرف بھیجا۔

فَمَرَرْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَنَادَانِیْ فَاَتَیْتُہٗ فَاَخَذَ التَمْرَ مِنِّیْ فِیْ کَفَّیْہِ فَمَا مَلَائِھُمَا وَ بَسَطَ ثَوْباً فَنَثَرَہٗ عَلَیْہِ فَتَسَاقَطَ فِیْ جَوَانِبِہٖ ثُمَّ اَمَرَ بِاَھْلِ الْخَنْدَقِ فَاجْتَمَعُوْا وَ اَکَلُوْا مِنْہُ وَ جَعَلَ یَزِیْدُ حَتّٰی صَدَرُوْا عَنْہُ وَ اَنَّہٗ لَیَسْقُطُ مِنْ اَطْرَافِ الثَّوْبِ ۔

میں رسولِ مکرم ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ ﷺ نے مجھے آواز دی۔ جب میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ ﷺ نے کھجوریں میرے ہاتھ سے لے لیں اور اپنے دست اقدس پر رکھ لیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک کپڑا بچھایا اور ان پر ان کھجوروں کو بکھیر دیا۔ کھجوریں اس کپڑے کے اطراف سے گرنے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے تمام اہل خندق کو بلایا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں کھجوریں کھانے کا حکم دیا۔ کھجوریں کپڑے کے اطراف سے گرتی جا رہی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں کھاتے جا رہے تھے حتی

کہ وہ خوب سیر ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۵ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## پانی اور کھجوروں کا زیادہ ہونا:

﴿348﴾...... امام مسلم نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَاَصَابَنَا جُهْدٌ حَتّٰى هَمَمْنَا اَنْ نَنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا فَاَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَجَمَعْنَا مَزَاوِدَنَا فَبَسَطْنَا لَهُ نَطْعاً فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى النَّطْعِ فَتَطَاوَلْتُ لِاَحْزِرَ كَمْ هُوَ فَحَزَرْتُهُ كَرَبْضَةِ الْعَنْزِ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَاَكَلْنَا حَتّٰى شَبِعْنَا جَمِيْعاً ثُمَّ حَشَوْنَا جُرُبَانَنَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مِنْ وَضُوْءٍ فَجَاءَ رَجُلٌ بِاِدَاوَةٍ لَهُ فِيْهَا نُطْفَةٌ مَاءٍ فَاَفْرَغَهَا فِيْ قَدَحٍ فَتَوَضَّاْنَا كُلُّنَا نُدَغْفِقُهُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً.

وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہمیں راستہ میں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ خوراک کی شدید کمی تھی۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ایک اونٹ ذبح کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اپنے اپنے زادِ راہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ تمام لوگوں ایک چادر پر اپنا اپنا زادِ راہ رکھ دیا۔ میں نے اندازہ لگایا وہ سامان ایک بکری کے بچے جتنا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چودہ سو کے برابر تھی۔ ہم نے اس کھانے کو خوب سیر ہو کر کھایا پھر ہم نے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا کسی شخص کے پاس پانی ہے۔ ایک آدمی پانی کا برتن لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پانی کو بڑے برتن میں ڈال دیا۔ ہم سب نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور دیگر ضروریات بھی پوری کیں۔ وہ پانی چودہ سو افراد کو کافی ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۵ بیروت: دلائل النبوۃ ج ۴)

## غزوۂ تبوک میں کھانے کا وافر ہو جانا:

﴿349﴾......حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ تبوک کے دِن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنی سواریوں کو ذبح کرلیں۔ہم ان کا گوشت کھائیں اوران کی چربی سے تیل بنائیں۔حضرت عمر نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تو پھر سواریاں کم ہو جائیں گی۔آپ ان کے زادِراہ کو جمع فرمائیں۔پھراس پر برکت کی دُعا فرمائیں۔اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت دے گا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور لوگوں کو اپنا اپنا زادِراہ لانے کے لیے کہا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر کوئی شخص مٹھی بھر مکئی لا رہا تھا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا پیش کررہا تھا حتیٰ کہ دستر خوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ خُذُوْا فِيْ أَوْعِيَتِكُمْ فَأَخَذُوْا حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْهُ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَ فَضَلَتْ فُضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دُعا کی پھر فرمایا اپنے اپنے توشہ دانوں کو لے آؤ اور کھانا لے جاؤ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برتن لے آئے اور انہیں کھانے سے بھر لیا حتیٰ کہ پورے لشکر میں ایک برتن بھی خالی نہ رہا۔تمام لوگ اس کھانے کو کھا کر خوب سیر ہو گئے لیکن کھانا ابھی تک باقی تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ جو شخص بھی توحید و رسالت پر یقین رکھ کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۵۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۶ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## سات کھجوروں کا کئی افراد کو کافی ہو جانا:

﴿350﴾...... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِتَبُوْكٍ فَقَالَ لَيْلَةً لِبِلَالٍ هَلْ مِنْ عِشَاءٍ فَقَالَ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ نَفَضْنَا جُرُبَنَا قَالَ اُنْظُرْ عَسَى اَنْ تَجِدَ شَيْئًا فَأَخَذَ الْجُرُبَ يَنْفِضُهَا جُرَاباً جُرَاباً فَتَقَعُ التَمْرَةُ وَالتَمْرَتَانِ حَتَّى رَأَيْتُ فِيْ يَدِهِ سَبْعَ تَمْرَاتٍ ثُمَّ دَعَا بِصُحْفَةٍ فَوَضَعَ التَمْرَ فِيْهَا ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى التَّمْرَاتِ وَ قَالَ كُلُوْا بِاِسْمِ اللّٰهِ فَأَكَلْنَا ثَلَاثَةَ أَنْفُسٍ فَأَصَبْتُ أَرْبَعاً وَ خَمْسِيْنَ تَمْرَةً أَعُدُّهَا عَدّاً وَ نَوَاهَا فِيْ يَدِيْ الْأُخْرىٰ وَ صَاحِبَايَ يَصْنَعَانِ كَذٰلِكَ فَشَبِعْنَا وَ رَفَعْنَا أَيْدِيَنَا فَإِذَا التَمْرَاتُ السَبْعُ كَمَا هِيَ فَقَالَ يَا بِلَالُ اِرْفَعْهَا فَإِنَّهُ لَا يَأْكُلُ مِنْهَا أَحَدٌ اِلَّا نَهِلَ مِنْهَا شَبْعاً فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا بِلَالاً بِالتَمْرَاتِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِنَّ ثُمَّ قَالَ كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا وَ اِنَّا لَعَشَرَةٌ ثُمَّ رَفَعْنَا أَيْدِيَنَا وَ اِذَا التَمْرَاتُ كَمَا هِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ لَا اِنِّيْ أَسْتَحْيِيْ مِنْ رَبِّيْ لَأَكَلْنَا مِنْ هٰذِهِ التَمْرَاتِ حَتَّى نَرِدُ الْمَدِيْنَةَ مِنْ آخِرِنَا فَأَعْطَاهُنَّ غُلَاماً فَوَلَّى وَ هُوَ يَلُوْكُهُنَّ .

غزوۂ تبوک میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک رات نبی مکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہمارے توشہ دان خالی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اپنے توشہ دان میں غور سے دیکھو شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ ہم سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے کسی میں سے ایک اور کسی میں سے دو کھجوریں گریں حتیٰ کہ مجھے تاجدارِ مدینہ ﷺ کے دست اقدس پر سات کھجوریں نظر آئیں۔ پھر

حضور ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور اس میں کھجوریں رکھیں۔ ان کھجوروں پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم تینوں نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ میرے حصے میں چون کھجوریں آئیں، ان کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ میرے دونوں ساتھیوں نے بھی اتنی اتنی کھجوریں کھائیں۔ ہم خوب سیر ہو گئے تھے۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اُٹھائے تو وہاں سات ہی کھجوریں باقی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! ان کھجوروں کو اُٹھا لو جو بھوکا بھی ان میں سے ایک کھائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔

دُوسرے دِن پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا وہ کھجوریں لے کر آؤ۔ جب وہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اس دِن ہم تعداد میں دس تھے۔ ہم نے کھجوریں جی بھر کر کھائیں۔ جب ہم نے ہاتھ اُٹھائے تو کھجوریں بعینہٖ اسی طرح موجود تھیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنے رب سے حیا نہ ہوتی تو مدینہ طیبہ جانے تک ہم انہیں کھجوروں کو کھاتے رہتے۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں ایک بچے کو عطا کیں۔ وہ انہیں چباتا ہوا کھا گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص ۴۵۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۶ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## ایک بورے کا چار سو (400) سواروں کو کافی ہونا:

﴿351﴾......امام بیہقی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم قبیلہ مزینہ اور جہینہ کے چار سو افراد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔

قَالَ يَا عُمَرُ زَوِّدْهُمْ فَقَالَ مَا عِنْدِىْ اِلَّا فُضْلَةٌ مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ زَوِّدْهُمْ فَفَتَحَ لَنَا عُلَيَّةً فِيْهَا قَدْرٌ مِنْ تَمْرٍ مِثْلَ الْجَمَلِ الْبَارِكِ فَتَزَوَّدَ مِنْهَا اَرْبَعَمِائَةِ رَاكِبٍ قَالَ فَكُنْتُ فِيْ آخِرِ مَنْ خَرَجَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهَا فَمَا فَقَدْتُ مِنْهَا مَوْضِعَ تَمْرَةٍ وَ كَاَنَّا لَمْ نَرْزَاْهُ تَمْرَةً ۔

پھر فرمایا اے عمر! ان کو زادِ راہ دو۔ اُنہوں نے عرض کی میرے پاس بقیہ کھجوروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اے عمر! انہیں زادِ راہ دو۔ آپ ﷺ کا یہ حکم سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بورا کھولا اس میں سے چار سو (400) سواروں کو زادِ راہ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے آخر میں زادِ راہ لینے والا تھا۔ جب میں نے پلٹ کر بورے کو دیکھا تو اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۵۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۶ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت:

﴿352﴾...... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسولِ مکرم ﷺ کی آواز کو سنا ہے۔ مجھے آواز میں کمزوری کا احساس ہوا ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں میرے پاس جو کی روٹی کے چند ٹکڑے ہیں۔ اُنہوں نے وہ ٹکڑے مجھے دیئے اور میں انہیں لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اُٹھو ابوطلحہ کے گھر دعوت پر چلتے ہیں۔ میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ اُنہوں نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اے اُم سلیم! حضور ﷺ اپنے صحابہ سمیت ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں لیکن ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ اتنے میں حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے۔

فَقَالَ هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزَ فَأُمِرَ بِهٖ فَفُتَّ وَ عَصَرَتْ عَلَيْهِ عُكَّةٌ لَهَا فَآدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَ شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلاً أَوْ ثَمَانُوْنَ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے اُم سلیم! وہ کھانا میرے پاس لے آؤ۔ حضرت اُم

سلیم رضی اللہ عنہا نے وہ روٹی کے چند ٹکڑے حضور ﷺ کو پیش کر دیئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ان کے مزید ٹکڑے بنائے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر سرکہ ڈال دیا۔ حضور ﷺ نے ان ٹکڑوں پر کچھ کلام پڑھا۔ پھر مجھے فرمایا دس افراد کو اندر لے آؤ۔ میں دس آدمی اندر لے گیا۔ اُنہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر مجھے فرمایا دس اور آدمیوں کو اندر لے آؤ۔ اُنہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ ان کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

(انوار المحمدیہ ص ۱۸۸: بخاری ج ۳ کتاب الاطعمہ باب من اکل حتی شبع حدیث ۵۳۸۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۷ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## اُنگلیوں کی برکت سے کھانے کا زیادہ ہونا:

﴿353﴾...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سرورِ دو عالم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ محترمہ نے مجھ سے کہا انس! نبی مکرم ﷺ آج دُولہا ہیں لیکن میرے خیال کے مطابق آپ ﷺ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ وہ سرکہ اور کھجوریں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے سرکہ اور کھجوریں پیش کیں۔ میری امی جان نے ان کا حیس تیار کیا اور مجھ سے کہا اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے جاؤ۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو پیش کرو۔ میں وہ حیس پتھر کے ایک برتن میں لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے گھر کے کونے میں رکھ دو۔ جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ پھر مسجد نبوی میں موجود صحابہ کو بھی بلا لینا۔ جو آدمی راستے میں ملے اسے بھی دعوت دینا۔ میں کھانے کی قلت اور مدعوین کی کثرت پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے صحابہ کرام کو بلایا حتیٰ کہ سارا گھر اور حجرہ مبارک لوگوں سے بھر گیا۔

قَالَ يَا أَنَسُ هَلُمَّ ذَاكَ فَجِئْتُ بِالتَّوْرِ فَغَمَسَ فِيهِ ثَلَاثَةَ أَصَابِعَ فَجَعَلَ يَرْبُوْ وَ يَرْتَفِعُ فَجَعَلُوْا يَتَغَدَّوْنَ وَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى إِذَا فَرَغُوْا أَجْمَعُوْنَ بَقِيَ فِي التَّوْرِ نَحْوُ مَا جِئْتُ بِهِ قَالَ ضَعْهُ قُدَّامَ زَيْنَبَ قَالَ

ثَابِتٌ فَقُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ تَرٰی کَانَ الَّذِیْنَ اَکَلُوْا قَالَ اِثْنَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! میرے پاس وہ کھانے کا برتن لے کر آؤ۔ میں نے وہ برتن پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین انگلیاں کھانے میں ڈالیں وہ کھانا بڑھنے لگا۔ لوگ کھانا کھاتے جا رہے تھے اور باہر نکلتے جاتے تھے۔ جب تمام لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس برتن میں اب بھی اتنا ہی کھانا تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اس کھانے کو زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس! تمہارے اندازے کے مطابق کتنے افراد نے وہ کھانا کھایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ستر یا اسی افراد تھے۔

(شفاء شریف ج ۱ص ۲۲۱: انوار المحمدیہ ص ۱۸۹: خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۷ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## ثرید میں برکت کی دُعا:

﴿354﴾...... واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مجھے اصحاب صفہ جو بیس کے لگ بھگ تھے، نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا اور بھوک کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاشانہءِ اقدس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا کھانے کو کچھ ہے۔ ازواجِ مطہرات نے عرض کی روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ دُودھ ہے۔ وہ روٹی اور دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کے مزید ٹکڑے کیے۔ پھر ان پر دُودھ انڈیلا پھر اپنے دست مبارک سے انہیں مل کر ثرید کی طرح بنا دیا۔ مجھے فرمایا اے واثلہ! اپنے ساتھیوں کو دس دس کر کے بلاؤ۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پہلے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ مِنْ حَوَالِیْھَا وَاعْفُوْا رَأْسَھَا فَاِنَّ الْبَرَکَۃَ تَاْتِیْھَا مِنْ فَوْقِھَا وَ اِنَّھَا تُمَدُّ فَرَاَیْتُھُمْ یَاْکُلُوْنَ وَ یَتَخَلَّلُوْنَ اَصَابِعَھُمْ حَتّٰی تَمَلَّؤُوْا شَبْعاً ثُمَّ ذَھَبُوْا وَ جَاءَ الْاٰخَرُوْنَ

فَقَالَ لَهُمْ مِثْلَهَا قَالَ لِلْأَوَّلِيْنَ فَأَكَلُوْا مِنْهَا حَتّٰى تَمَلَّؤُوْا شَبْعاً وَ حَتّٰى اِنْتَهَوْا وَ اِنَّ فِيْهَا فُضْلَةٌ وَ قُمْتُ مُتَعَجِّباً لِمَا رَأَيْتُ ۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اس کے اردگرد سے کھاؤ، اس کے وسط کو چھوڑ دینا کیونکہ برکت اس میں آ رہی ہے۔ پھر وہ پھیل رہی ہے۔ میں اصحابِ صفہ کو دیکھ رہا تھا وہ اپنی اُنگلیوں کو صاف کر رہے تھے۔ جب پہلے دس خوب سیر ہو گئے تو دُوسرے دس آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی اسی طرح ہدایت کی حتیٰ کہ اُنہوں نے بھی جی بھر کر کھایا۔ لیکن ابھی اس برتن میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ میں تعجب کرتا ہوا کھڑا ہو گیا اور کاشانہءِ اقدس سے باہر نکل آیا۔

(انوار المحمدیہ ص ۱۸۹: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۸ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## آٹے میں برکت:

﴿355﴾...... اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے اور مجھے فرمایا کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا میرے پاس ایک مد آٹے کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکاؤ۔ میں نے اس آٹے کو ہنڈیا میں ڈال کر پکایا۔ پھر میں نے عرض کی کہ آٹا پک گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تیل کی شیشی منگوائی اس میں تھوڑا سا تیل تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو ہنڈیا میں نچوڑا اور نیچے اُتار لیا اور فرمایا اپنی بہنوں کو بلاؤ، میں جانتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح بھوکی ہیں۔ میں نے تمام ازواجِ مطہرات کو بلایا۔ اُنہوں نے وہ کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ خوب سیر ہو گئیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی آئے۔ ان سب نے جی بھر کر کھانا کھایا لیکن پھر بھی باقی تھا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۸ بیروت: دلائل النبوہ ج ۴)

## کھانے میں اضافہ:

﴿356﴾...... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِیَ بِقَصْعَةٍ فِیْهَا طَعَامٌ فَتَعَاقَبُوْهَا اِلَی الظُّهْرِ مُنْذُ غُدْوَةٍ یَقُوْمُ قَوْمٌ وَ یَقْعُدُ آخَرُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ لِسَمُرَةَ هَلْ كَانَتْ تَمُدُّ قَالَ مَا كَانَتْ تَمُدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَ أَشَارَ اِلَی السَّمَاءِ ۔

رسولِ مکرم ﷺ ایک پیالہ لے کر آئے اس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے لے کر شام تک اس میں سے کھانا کھاتے رہے۔ ایک قوم کے بعد دوسری قوم آتی رہی اور کھانا کھاتی رہی۔ ایک شخص نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کیا وہ کھانا زیادہ ہوتا رہا؟ اُنہوں نے فرمایا ہاں اس کھانے میں وہاں سے اضافہ ہوتا رہا۔ اُنہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۔ بیروت حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۹ بیروت دلائل النبوۃ ج ۳)

## کھانا 180 افراد کے لیے کافی ہوگا:

﴿357﴾ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ دوعالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا کھانا تیار کروایا جو ان کے لیے کافی تھا۔ میں نے وہ کھانا بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذْهَبْ فَادْعُ لِیْ ثَلَاثِیْنَ مِنْ أَشْرَافِ الْأَنْصَارِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیَّ وَ قُلْتُ مَا عِنْدِیْ شَیْئٌ أَزِیْدُهٗ فَكَأَنِّیْ تَغَافَلْتُ فَقَالَ اِذْهَبْ فَادْعُ لِیْ ثَلَاثِیْنَ مِنْ أَشْرَافِ الْأَنْصَارِ فَدَعَوْتُهُمْ فَجَاؤُوْا فَقَالَ اِطْعَمُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰی صَدَرُوْا ثُمَّ شَهِدُوْا اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ بَایَعُوْهُ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجُوْا ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِیْ سِتِّیْنَ اِلٰی اَنْ أَكَلَ مِنْ طَعَامِهٖ ذٰلِكَ مِائَةٌ وَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ ۔

حضور ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ۔ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزری۔ میں نے کہا میرے پاس تو اور کوئی چیز بھی نہیں ہے جسے میں آپ ﷺ کو پیش کرسکوں۔ میں نے جان بوجھ کر سستی کی۔

آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ۔ وہ تمام افراد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا پھر گواہی دی کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ باہر نکلنے سے پہلے اُنہوں نے حضور ﷺ کی بیعت کی پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور ساٹھ افراد کو بلا لاؤ، میں انہیں بلا لایا۔ اسی طرح انصار کے لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ اس کھانے کو ایک سو اسی افراد نے کھایا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۰: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۸ بیروت: دلائل النبوہ ج ۶ ص ۹۶)

## بکری کے گوشت میں برکت:

﴿358﴾...... امام بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سو تیس افراد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا اس کو گوندھا گیا۔ پھر ایک شخص ایک بکری لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے وہ بکری خریدی اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا اس بکری کی کلیجی کو بھونا جائے۔ اللہ کی قسم! ایک سو تیس افراد حضور ﷺ نے اس کلیجی کو تقسیم کیا۔ اگر کوئی شخص وہاں موجود تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو اس کا حصہ عطا کیا اور اگر کوئی غائب تھا اس کے لیے اس کا حصہ رکھ دیا گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس بکوی کے گوشت کو دو علیحدہ علیحدہ برتنوں میں ڈالا جائے۔ ایک برتن سے ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا، دُوسرے برتن کو ہم نے اپنے اُونٹ پر رکھ لیا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۰: انوار المحمدیہ ص ۱۹۰: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۸ بیروت: بخاری کتاب الاطعمہ)

## حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سالن میں برکت:

﴿359﴾...... ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک رات بغیر کھانے کے گزاری۔ صبح میں روزگار کی تلاش میں نکلا۔ مجھے کچھ درہم

ملے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم کا کھانا اور گوشت خریدا اور اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ انہوں نے گوشت اور روٹیاں پکائیں۔ جب وہ فارغ ہوئیں تو انہوں نے فرمایا کاش آپ میرے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلا لیتے۔ میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُوْعِ ۔ ترجمہ: ''میں بھوک سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَنَا طَعَامٌ فَهَلُمَّ فَجَاءَ وَالْقِدْرُ تَفُوْرُ فَقَالَ اُغْرُفِیْ لِعَائِشَةَ فَغَرَفْتُ فِیْ صَحْفَةٍ ثُمَّ قَالَ اُغْرُفِیْ لِحَفْصَةَ فَغَرَفْتُ فِیْ صَحْفَةٍ حَتّٰی غَرَفْتُ لِجَمِیْعِ نِسَائِهِ التِّسْعِ ثُمَّ قَالَ اُغْرُفِیْ لِاَبِیْكَ وَ زَوْجِكَ فَغَرَفْتُ فَقَالَ اُغْرُفِیْ فَكُلِیْ فَغَرَفْتُ ثُمَّ رَفَعْتِ الْقِدْرَ وَ اِنَّهَا لَتَفِیْضُ فَاَكَلْنَا مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس کھانا ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہنڈیا اُبل رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ایک پیالے میں ان کے لیے کھانا نکالا۔ پھر فرمایا حفصہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ان کے لیے بھی ایک پیالے میں کھانا نکالا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے لیے کھانا نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے شوہر کے لیے بھی کھانا نکال لو۔ پھر مجھے فرمایا اپنے لیے بھی کھانا نکال لو۔ میں نے اپنے لیے بھی کھانا نکال لیا۔ جب میں نے ہنڈیا کو اُٹھایا تو وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ ہم نے اس میں اتنا کھایا جتنا اللہ نے چاہا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۳؛ خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۱ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۹ بیروت؛ بخاری کتاب الاطعمہ)

## اصحابِ صفہ نے کھانا تناول فرمایا مگر کھانا کم نہ ہوا:

﴿360﴾...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہء

اقدس سے باہر تشریف لائے اور مجھے فرمایا اصحابِ صفہ کو بلاؤ۔ میں نے اصحابِ صفہ کو بلایا۔ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا۔ اس میں جو کا بنایا ہوا کھانا تھا۔ میرے اندازے کے مطابق اس کی مقدار ایک مد تھی۔ نبی محترم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے اس میں سے حسب ضرورت کھایا۔ اس وقت ہماری تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اُٹھائے تو اس وقت کھانا جوں کا توں تھا۔ اس پر صرف اُنگلیوں کے نشانات نظر آرہے تھے۔

(شفاء ج ۱ص ۲۲۰؛ خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۸۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۹ بیروت: انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۹۰)

## حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی دعوت:

﴿361﴾...... حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے میری طرف نظر کرم کی تو میں نے اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ؟ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کہا۔ میں نے عرض کی یہ لوگ بھی تشریف لے آئیں۔ میں نے صرف آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھانا کھایا لیکن پھر بھی بچا رہا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ص ۸۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۰ بیروت:)

## ہریسہ اور دُودھ میں برکت:

﴿362﴾...... عبداللہ بن طہفہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب مسلمان جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ اپنے صحابہ سے کہتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو لے جائے۔ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے کا شرف ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں میرے پاس ہریسہ ہے۔ میں نے اسے افطاری کے لیے رکھا ہے۔ وہ

ایک پیالہ میں حریسہ کو رکھ کر حاضر خدمت ہوئیں۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر ہمیں عطا کرتے ہوئے فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔'' ہم نے اس میں سے جی بھر کر کھایا حتیٰ کہ ہماری آنکھیں سیر ہو گئیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کیا پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس دودھ ہے جو میں نے آپ ﷺ کی افطاری کے لیے رکھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دودھ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اس میں سے حسب منشاء نوش فرمایا پھر دودھ کا پیالہ ہمیں دیتے ہوئے فرمایا اللہ کا نام لے کر پیو۔ ہم نے اس پیالے سے خوب دودھ پیا حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۹ بیروت)

## حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کھانے میں برکت:

﴿363﴾...... ابویعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کئی روز گزر گئے لیکن تاجدارِ مدینہ ﷺ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے میری لخت جگر! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی نہیں۔ جب حضور ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کاشانہ ء اقدس سے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا ایک برتن میں رکھا اور اسے ڈھانپ کر بارگاہِ رسالت میں بھیج دیا۔ حضور ﷺ دوبارہ خاتونِ جنت کے گھر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کی اللہ نے یہ کھانا بھیجا ہے جسے میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ سیدۃ النساء وہ برتن لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ وہ برتن روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے ملاحظہ فرمایا تو ششدر رہ گئیں۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ أَیْنَ لَكِ هٰذَا یَا بُنَیَّةُ شَبِیْهَةً بِسَیِّدَةِ نِسَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ فَاِنَّهَا كَانَتْ اِذَا رَزَقَهَا اللّٰهُ شَیْئًا فَسُئِلَتْ عَنْهُ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی عَلِیٍّ ثُمَّ اَكَلَ هُوَ وَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ حَسَنٌ وَ حُسَیْنٌ

وَ جَمِیۡعُ أَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ وَ أَھْلُ بَیۡتِهٖ جَمِیۡعاً حَتّٰی شَبِعُوۡا وَ بَقِیَتِ الْجَفْنَةُ وَ بَعَثَتْ بِبَقِیَّتِھَا اِلَی الْجِیْرَانِ وَ جَعَلَ اللّٰهُ فِیْھَا بَرَکَةً وَ خَیْراً کَثِیْراً ۔

حضور ﷺ نے پوچھا اے میری نورِ نظر! یہ کھانا کہاں سے آیا؟ اُنہوں نے عرض کی اے میرے والد محترم! ﷺ یہ کھانا اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مشابہ بنایا۔ انہیں بھی جب رزق دیا جاتا اور لوگ اس رزق کے متعلق سوال کرتے تو وہ بھی یہی کہتیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی پیغام بھیجا۔ پھر اس کھانے کو حضور ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور تمام ازواجِ مطہرات نے کھایا۔ آپ ﷺ کے تمام اہل بیت نے اسے کھایا حتیٰ کہ سب شکم سیر ہو گئے لیکن کھانا پھر بھی بچا رہا۔ پھر وہ کھانا پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں بہت سی برکت نازل فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۹ بیروت:)

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حلوے میں برکت:

﴿364﴾...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے طلب فرمایا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا گھر جا کر کہو جو طعام تمہارے پاس موجود ہے وہ مجھے دو۔ اہل خانہ نے مجھے ایک پیالہ دیا۔ اس میں کھجور کا عصیدہ تھا۔ میں اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اہل مسجد کو بلاؤ۔ میں نے دِل میں کہا میرے لیے ہلاکت ہو یہ کھانا کتنا کم نظر آ رہا ہے۔ میں حضور ﷺ کی نافرمانی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے تمام اہل مسجد کو بلایا۔

فَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ أَصَابِعَهٗ فِیْھَا وَ غَمَزَ نَوَاحِیْھَا وَ قَالَ کُلُوْا بِسْمِ

اللّٰہِ فَأَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَ أَکَلْتُ حَتّٰی شَبِعْتُ وَ رَفَعْتُهَا فَإِذَا هِیَ کَهَیْئَتِهَا حِیْنَ وَضَعْتُهَا اِلَّا اِنَّ فِیْهَا آثَارُ أَصَابِعِ النَّبِیِّ ﷺ ۔

نبی محترم ﷺ نے اپنی اُنگلیوں کو پیالہ میں رکھا اور پیالے کے اطراف کو حرکت دی اور فرمایا اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔ تمام اہل مسجد نے بھی وہ کھانا کھایا۔ میں نے بھی وہ کھانا کھایا حتیٰ کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اُٹھایا تو وہ کھانا بالکل پہلے کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کی اُنگلیوں کے نشانات موجود تھے۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۰ بیروت)

## کھجوروں کا بڑھنا:

﴿365﴾...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں چند کھجوریں لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ان میں برکت کے لیے دُعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے وہ کھجوریں اپنے دست اقدس پر رکھیں اور برکت کی دُعا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہیں اپنے توشہ دان میں رکھ لو۔ جب تم ان سے لینا چاہو تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوریں لے لینا۔ انہیں باہر نہ بکھیرنا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں سے اتنے وسق میں نے راہِ خدا میں صدقہ دیئے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان میں سے کئی اُونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ دیئے۔ میں خود بھی وہ کھجوریں کھاتا تھا، لوگوں کو بھی کھلاتا تھا۔

فاکلتُ منه حیاة النبی ﷺ وابی بکر وعمر و عثمان فلما قتل عثمان انتهب ما فی بیتی

میں اس سے عہد نبی ﷺ سے لے کر عہد عثمان رضی اللہ عنہ تک کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ توشہ دان کہیں گر گیا اور ساری برکتیں ختم ہو گئیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۰ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۲۲)

## جو شریف میں برکت:

﴿366﴾...... امام مسلم، امام بیہقی اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَطْعِمُہُ فَاَطْعَمَہُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِیْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ یَاْکُلُ مِنْہُ وَ اِمْرَأَتُہُ وَ مِنْ ضَیْفَاہُ حَتّٰی کَالَہُ فَاَتَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَوْ لَمْ تَکِلْہُ لَاَکَلْتَ مِنْہُ وَ لَقَامَ بِکُمْ ۔

ایک شخص بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا اور کھانے کی التجا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ اوسق جو عطا کیے۔ وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کے مہمان اسی میں سے کھاتے رہے۔ ایک دِن اس شخص نے جو ماپ لیے پھر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ان کو نہ ماپتے تو ساری عمر انہیں کھاتے رہتے۔ پھر بھی وہ ختم نہ ہوتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۰ بیروت)

## کھجوروں سے قرض خواہوں کے قرض کا ادا ہو جانا:

﴿367﴾...... امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم غزوۂ احد کے دِن شہید ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنے پیچھے چھ بیٹیاں چھوڑیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔ جب کھجوروں کو توڑنے کا وقت آیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد محترم شہید ہو چکے ہیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض ہے۔ آپ میرے ساتھ میرے باغ میں تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں اور مجھ پر سختی نہ کریں۔

قَالَ اِذْھَبْ فَبَیْدِرْ کُلَّ تَمْرٍ عَلٰی نَاحِیَۃٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُہُ فَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِھَا بَیْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ اَصْحَابَکَ فَمَا زَالَ یَکِیْلُ لَھُمْ حَتّٰی اَدَّی اللّٰہُ اَمَانَۃَ وَالِدَیَّ وَ اَنَا

رَاضٍ اَنْ اُؤَدِّی اَمَانَۃَ وَالِدَیَّ وَ لَا اَرْجِعُ اِلَی اِخْوَاتِیْ بِتَمْرَۃٍ فَسَلِمَ وَاللّٰہِ الْبَیَادِرُ کُلُّھَا حَتّٰی اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَاَنَّہٗ لَمْ یَنْقُصْ مِنْہُ تَمْرَۃٌ وَاحِدَۃٌ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک کونے میں جمع کرو۔ میں نے تمام کھجوریں ایک کونے میں جمع کیں اور سرورِ کائنات ﷺ کو اپنے باغ میں تشریف لانے کے لیے عرض کی۔ نبی محترم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کے اِرد گرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ ﷺ اس ڈھیر پر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ میں نے اپنے قرض خواہوں کو بلایا اور ان کے قرض کے مطابق انہیں کھجوریں دیتا رہا یہاں تک کہ میرے والد مکرم کا تمام قرض ختم ہو گیا۔ میں اس بات پر بھی راضی تھا کہ میرے والد محترم کا سارا قرض ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں۔ اللہ کی قسم! جب میں نے ڈھیر کی طرف دیکھا وہ جوں کا توں پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۷ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۶۲ بیروت۔ شفاء ج ۱ ص ۲۲۲)

## حضور ﷺ کا کھیت کو سیراب کرنا:

﴿368﴾...... حضرت ابورجاء سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ اپنے کاشانہءِ اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں تو تم مجھے کیا اُجرت دو گے۔ اس انصاری نے کہا میں بڑی محنت کر رہا ہوں لیکن یہ باغ پھر بھی مجھ سے سیراب نہیں ہو رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سیراب کر دیا تو کیا تم مجھے ایک سو کھجوریں دو گے۔ اس نے کہا ہاں۔

فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْغَرْبَ وَ ھُوَ الدَّلْوُ الْکَبِیْرُ فَمَا لَبِثَ اَنْ اَرْوَاہُ حَتّٰی قَالَ الرَّجُلُ غَرِقَ حَائِطِیْ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِائَۃَ

تَمْرَةٍ فَأَكَلَهَا هُوَ وَ أَصْحَابُهُ حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ رُدَّ عَلَيْهِ مِائَةُ تَمْرَةٍ كَمَا أَخَذَهَا مِنْهُ ۔

حضور نبی محترم ﷺ نے اس کے بڑے ڈول کو پکڑا اور تھوڑی دیر بعد سارے باغ کو سیراب کر دیا۔ اس باغ میں اتنی کثیر مقدار میں پانی تھا کہ اس انصاری نے کہا ابھی میرا باغ غرق ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے اس سے ایک سو کھجوریں لیں۔ آپ ﷺ کے صحابہ نے انہیں جی بھر کر کھایا، کھجوریں پھر بھی ایک سو پوری تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ کھجوریں اس انصاری کو واپس کر دیں۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۱ بیروت)

## حضرت اُمِ شریک کے تیل میں برکت:

﴿369﴾ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت تھی اس کا نام اُمِ شریک تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ وہ ایسے شخص کی جستجو میں تھی جو اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے جائے وہ ایک یہودی شخص سے ملی اس نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میں تمہیں حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچا دُوں گا۔ اس خاتون نے کہا کچھ دیر انتظار کرو تا کہ میں اپنے مشکیزے کو پانی سے بھر لوں۔ یہودی نے کہا میرے پاس کافی مقدار میں پانی ہے وہ خاتون اس یہودی کے ساتھ عازم سفر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ وہ سارا دِن سفر پر رواں دواں رہے۔ وقت شام وہ اپنی سواریوں سے نیچے آئے۔ یہودی نے اپنا دستر خوان بچھایا اور کہا اے اُمِ شریک! آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے کہا پہلے مجھے پانی پلاؤ۔ مجھے بہت شدید پیاس لگی ہے۔ پانی پینے سے پہلے میں کھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں ایک قطرہ بھی پانی نہیں دُوں گا حتیٰ کہ تو یہودیت اختیار کر لے۔ اس خاتون محترمہ نے کہا میں ہرگز یہودیت اختیار نہیں کروں گی۔ وہ اپنے اُونٹ کے پاس آئی اس کو باندھا اس کے گھٹنے کے ساتھ سر رکھ کر سو گئی۔ وہ فرماتی ہیں جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ٹھنڈک سی محسوس ہوئی کوئی سرد چیز میری پیشانی پر گر رہی تھی۔ میں نے سر اُٹھایا تو میں نے پانی دیکھا جو دُودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں

نے اسے پیا حتیٰ کہ خوب سیر ہوگئی۔ میں نے اس پانی سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا پھر وہ پانی میری نگاہوں کے سامنے آسمان کی طرف چلا گیا۔ صبح کے وقت یہودی آیا اس نے کہا اے اُم شریک میں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اللہ نے پانی پلایا ہے۔ یہودی نے پوچھا کیا تم پر آسمان سے پانی نازل ہوا۔ میں نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر میری نگاہوں کے سامنے وہ پانی آسمان کی طرف چلا گیا حتیٰ کہ وہ آسمان میں پوشیدہ ہو گیا۔ پھر حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور اپنا آپ پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ انہیں تیس صاع جو عطا کیے اور فرمایا انہیں کھاؤ ان کا ماپ ہرگز نہ کرنا۔ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کے پاس تیل کی ایک شیشی تھی اُنہوں نے اس کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں بطورِ ہدیہ بھیجا۔

فَقَالَتْ لِجَارِيَةٍ لَهَا بَلِّغِي هٰذِهِ الْعُكَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَتْ بِهَا فَأَخَذُوْهَا فَفَرَّغُوْهَا وَ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِّقُوْهَا وَ لَا تُوْكِئُوْهَا فَعَلَّقُوْهَا فِيْ مَكَانِهَا فَدَخَلَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ فَنَظَرَتْ اِلَيْهَا مَمْلُوْءَةً سَمْنًا فَقَالَتْ يَا فُلَانَةُ أَلَيْسَ أَمَرْتُكِ اَنْ تَنْطَلِقِي بِهٰذِهِ الْعُكَّةِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ قَدْ وَاللّٰهِ اِنْطَلَقْتُ بِهَا كَمَا قُلْتِ ثُمَّ أَقْبَلْتُ بِهَا أَصُوْنُهَا مَا يَقْطُرُ مِنْهَا شَيْئٌ وَ لٰكِنَّهُ ﷺ قَالَ عَلِّقُوْهَا وَ لَا تُوْكِئُوْهَا فَعَلَّقْتُهَا فِيْ مَكَانِهَا فَأَكَلُوْا مِنْهَا حَتّٰى فَنِيَتْ .

اپنی خادمہ سے کہا یہ تیل کی شیشی بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کر آؤ۔ وہ اس شیشی کو حضور ﷺ کے پاس لے گئی۔ صحابہ کرام نے اس شیشی کو پکڑا اور اس کا تمام تیل نکال لیا۔ حضور ﷺ نے خادمہ کو شیشی واپس کرتے ہوئے کہا اس شیشی کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا۔ خادمہ نے اس کو اس جگہ پر لٹکا دیا۔ جب حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی تیل سے لبریز تھی۔ اُنہوں نے پوچھا اے خادمہ! کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس شیشی کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں بطورِ ہدیہ دے آنا۔ خادمہ نے کہا اللہ

کی قسم! میں آپ کے فرمان کے مطابق اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے کر گئی تھی۔ پھر میں اسے واپس لے کر آئی اس وقت اس میں تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا لیکن سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا اس کو لٹکا دینا اور اس کا ڈھکنا بند نہ کرنا۔ اس لیے میں نے اس کو اپنی جگہ پر لٹکا دیا ہے وہ سارا خاندان اسی شیشی سے کھاتا رہا حتیٰ کہ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۴۱ بیروت)

## بارگاہِ رسالت ﷺ میں گھی پیش کرنے والی صحابیہ:

﴿370﴾...... یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ حضرت اُم مالک انصاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شیشی میں کچھ تیل لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اُنہوں نے تمام تیل نچوڑ کر شیشی واپس کر دی۔ حضرت اُم مالک رضی اللہ عنہا جب شیشی لے کر واپس آنے لگیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی اسی طرح لبریز ہے۔ اُنہوں نے حضور ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے جلدی دیا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۴۲ بیروت: انوار المحمدیہ ص ۱۸۹)

## گھی میں برکت کی دُعا:

﴿371﴾...... امام بیہقی نے حضرت اُم اویس البہزیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے گھی گرم کیا اور اسے ایک برتن میں ڈالا اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں بطورِ ہدیہ پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس تحفہ کو قبول کر لیا۔ لیکن تھوڑا سا تیل اس برتن میں رہنے دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر پھونک ماری اور برکت کی دُعا کی۔ پھر فرمایا اُم اویس کو اس کا برتن واپس کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا برتن واپس کیا۔ وہ اسی طرح تیل سے بھرا ہوا تھا۔ اُنہوں نے سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ وہ روتی ہوئی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کے لیے تیل گرم کیا تا کہ آپ ﷺ اسے نوش فرمائیں۔ نبی محترم ﷺ کو یقین ہو گیا کہ ان کی دُعا

قبول ہوگئی ہے۔

فَقَالَ ﷺ اِذْهَبُوْا فَقُوْلُوْا لَهَا فَلْتَأْكُلْ سَمْنَهَا وَ لِتَدْعِيْ بِالْبَرَكَةِ فَأَكَلَتْ بَقِيَّةَ عُمَرَ النَّبِيِّ ﷺ وَ وِلَايَةَ أَبِيْ وَ عُمَرَ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ وَ مُعَاوِيَةَ مَا كَانَ ۔

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اسے لے جاؤ اور اسے کہو یہ اس تیل کو کھائے بھی اور اس میں برکت کی دُعا بھی کرے۔ حضرت اُم اویس رضی اللہ عنہا اسی برتن میں سے کھاتی رہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ کے مابین ناخوشگوار واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۲ بیروت)

## حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھی میں برکت:

﴿372﴾...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ محترمہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا ایک برتن میں بکری کا گھی جمع کرتی رہیں۔ پھر اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں بطورِ ہدیہ بھیجا۔ حضور ﷺ نے گھی نکال لیا اور وہ برتن اُم سلیم کو واپس کر دیا۔ اُنہوں نے وہ برتن ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیا جب وہ دوبارہ اس برتن کے پاس آئیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ برتن گھی سے بھرا ہوا ہے اور اس میں سے گھی کے قطرات گر رہے تھے۔ وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور اس عجیب واقعہ کے متعلق عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو تعجب کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس طرح کھلایا ہے جس طرح تو نے اس کے نبی مکرم ﷺ کو کھلایا۔ اب اس میں سے خود بھی کھاؤ اور دیگر افراد کو بھی کھلاؤ۔ وہ واپس تشریف لائیں اور اپنے کئی برتن اس گھی سے بھر لیے۔ اب بھی اس برتن میں اتنا گھی تھا جو انہیں ایک یا دو ماہ کے لیے کافی تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۲ بیروت)

## ضائع شدہ گھی واپس آگیا:

﴿373﴾...... محمد بن عمرو بن حمزہ الاسلمی اپنے باپ اور وہ اپنے باپ اور وہ اپنے

والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باری باری حضور ﷺ کی ضیافت کرتے تھے۔ کبھی کسی کو یہ شرف اور کبھی کسی اور کو یہ سعادت نصیب ہوتی۔ ایک دفعہ یہ سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ میں نے تاجدارِ مدینہ ﷺ کا کھانا تیار کیا اور اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ مجھ سے گھی والا برتن گر پڑا اور اس کا تمام گھی زمین پر گر گیا۔ مجھے افسوس ہوا کہ میرے ہاتھ سے حضور ﷺ کا کھانا گر پڑا ہے۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں قریب نہیں ہو سکتا۔

فَاِذَا النَّحِیُ یَقُوْلُ قُبْ قُبْ فَقُلْتُ فُضْلَةٌ فَضُلَتْ فِیْهِ فَاجْتَذَبْتُهُ فَاِذَا هُوَ قَدْ مُلِئَ اِلٰی یَدَیْهِ فَاَوْ کَاْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ تَرَکْتَهُ لَمُلِئَ اِلٰی فِیْهِ ۔

جب میں واپس آیا تو اس برتن سے قب قب کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے کہا شاید یہ تیل گرنے سے بچ گیا ہے۔ جب میں نے اس برتن کو غور سے دیکھا تو وہ بھرا ہوا تھا۔ پھر اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو کچھ دیر اور وہیں رہنے دیتے تو یہ کناروں تک بھر جاتا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۲ بیروت)

## پانی دودھ اور مکھن بن گیا:

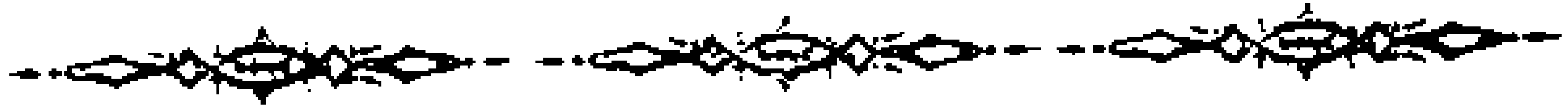
﴿374﴾...... ابن سعد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کیا ہے

قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَیْنِ فِیْ بَعْضِ اَمْرِهٖ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مَعَنَا مَا نَتَزَوَّدُهٗ فَقَالَ اِبْتَغِیَا سَقَاءً فَجَاءَ بِسَقَاءٍ قَالَ فَاَمَرَنَا فَمَلَاْنَاهُ یَعْنِیْ مِنَ الْمَآءِ ثُمَّ اَوْکَاهُ وَ قَالَ اِذْهَبَا حَتّٰی تَبْلُغَا مَکَانَ کَذَا کَذَا فَاِنَّ اللّٰهَ سَیَرْزُقُکُمَا فَانْطَلَقَا حَتّٰی اَتَیَا ذٰلِكَ الْمَکَانَ الَّذِیْ اَمَرَهُمَا بِهٖ فَانْحَلَّ سِقَاؤُهُمَا فَاِذَا لَبَنٌ وَ زُبْدُ غَنَمٍ فَاَکَلَا وَشَرِبَا حَتّٰی شَبِعَا ۔

حضور ﷺ نے دو افراد کو کسی کام کے لیے بھیجا اُنہوں نے عرض کی: یارسول

اللہ ﷺ! ہمارے پاس زادِراہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس مشکیزے لے کر آؤ۔ اُنہوں نے اپنے مشکیزے بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ نے انہیں مشکیزوں کو پانی سے بھرنے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے مشکیزوں کو پانی سے بھرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا روانہ ہو جاؤ جب تم فلاں مقام تک پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے رزق بنا دے گا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے جب وہ اس مقام تک پہنچے تو اُنہوں نے اپنے مشکیزوں کو کھولا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ اس میں دُودھ اور مکھن ہے اُنہوں نے مکھن سیر ہو کر کھایا اور دُودھ جی بھر کر پیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۲ بیروت)



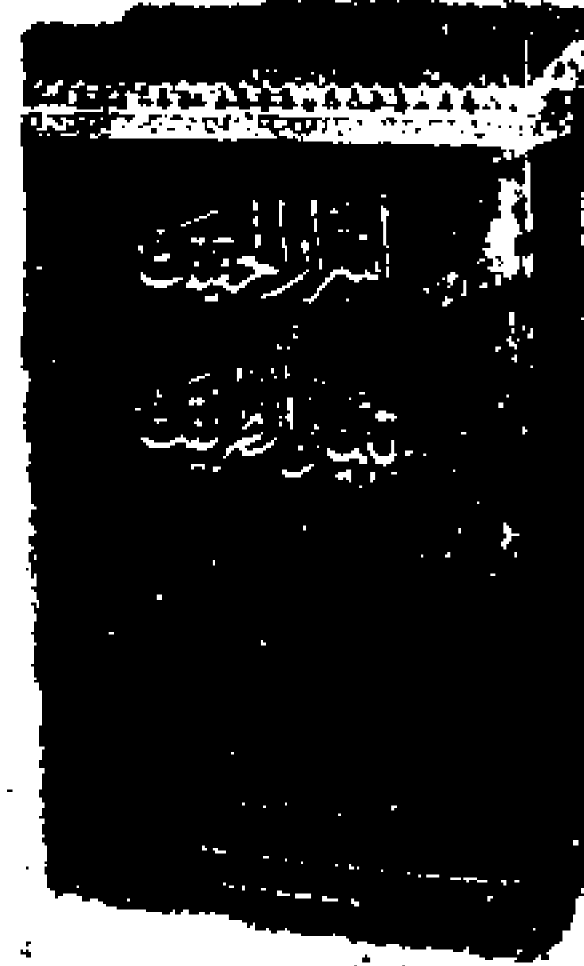



# برہان القرآن فی مرآۃ الرحمٰن

انمول تحفہ

مصنف فقیر اعجاز احمد قادری

مکمل 2 جلد 1800 سے زائد صفحات




تصوف و طریقت پر اپنی طرز کی پہلی منفرد تصنیف

# اسرار الحقیقت فی تبیان الطریقت

مصنف فقیر اعجاز احمد قادری

- نفس و روح کے لطائف و اسرار پر ایک طویل اور سیر حاصل بیان
- طریقت و ولایت کے مقامات و منازل کا مفصل تذکرہ
- باطنی و روحانی کیفیات، واردات، احوال اور مشاہدات
- ہر مسئلے اور بحث میں قرآن و حدیث سے ان گنت دلائل
- عشق و محبت الٰہیہ کی سرشاری و خماری سے بھرپور
- طریقت و تصوف کے ہر سوال کا جواب، اچھوتا اور دلربا اسلوب تحریر




# الارشاد المدام فی تبیان الاسلام

- ذات و صفات باری تعالیٰ
- نظریہ وحدۃ الوجود و نظریہ وحدۃ الشہود
- تخلیق کائنات کی تشریح
- نور محمدی ﷺ کے اسرار و معارف
- مسلمانوں پر قرآن کے حقوق
- شرعی حدود کا بیان
- قرآن مجید کی معلومات اور فضائل کا بیان
- سیرت النبی ﷺ کا دلکش اجمالی بیان
- عبادت کی روح اور فلسفہ
- فرائض شریعت اور ان کے فقہی مسائل کی تفصیل
- ذکر اللہ اور اس کی اقسام کا بیان
- نور الٰہیہ کے باطنی معارف
- دین کے شعائر میں مخفی روحانی حکمتوں کا بیان

مصنف فقیر اعجاز احمد قادری

## نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

جواہرِ عزیزی
اردو ترجمہ
تفسیرِ عزیزی
تصنیف لطیف حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جنّاتِ حُمدان
اردو ترجمہ
لطائف المنن
تصنیف لطیف سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ

برکاتِ روحانی
اردو ترجمہ
طبقاتِ امام شعرانی
تصنیف لطیف سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے
عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ
الیواقیت والجواھر
فی بیانِ عقائدِ الاکابر
تصنیف لطیف سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ

انوار الصدیق
تصنیف: سلیمان اسلامبولی



نوریہ رضویہ پبلی کیشنز